هٰذا کتابنا ینطق علیکم بالحق

الحمد للہ کہ تصنیفی از تصانیف جناب مستطاب معلی القاب الفاضل الکامل و الحبر الذی لیس لہ مماثل فی الفضائل التی طار صیتہا الی الآفاق و انعقد علیہا الاجماع و الاتفاق عارف الحقائق المحلیہ الحاذق ثالث النیرین جناب الحکیم السید ذوالحسین حبیب اللہ ربیب المشرقین طبیب خاص اعلیحضرت قوی شوکت نواب مستطاب گردون وقار فلک اقتدار سرکار اجل اکرم افخم نواب نظم الدولہ ممتاز الملک سعد اجعفر علیخان مومن خان بہادر دلاور جنگ نجم ثانی و ہی نوشیروان ثانی ریاست کمبھایت مسمی بہ

فتح الغالب

فی

رد شرح المطالب

کہ مشتمل است بر اثبات ایمان حضرت ابوطالب بتصحیح سلالۃ الاسلاف و الامجاد فاقد الامثال فی الانداد جمال الصالحین عین العارفین المستجمع لجوامع الاوصاف المتصف بالعلم و التقی و العفاف عین الانسان و انسان العین جناب الحکیم السید رضا حسین ... اعلام متناقہ ... ادہر منشورہ و ماجرت آیات فضائلہ بین الانام مشہورہ

باہتمام روغہ سید محمد عفا اللہ عنہ

در مطبع نصرت عام ... طبع پوشید

لکھنؤ ... ۲ ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم اما بعد واضح ہو کہ یہ دنیا عالم اسباب اسی سبب سے مشہور ہے کہ مسبب الاسباب نے جو کچھ اس مین پیدا کیا ہی وہ کسی نہ کسی سبب سے پیدا کیا ہی یا یون کہین کہ ایک چیز کے پیدا کرنے مین دوسری چیز کو سبب گردانا ہی اور جو چیز سبب ہوئی ہی اسکے ہونے پر دوسری چیز کا ہونا موقوف ہی کہ اگر وہ نہ ہو تو یہ ہرگز نہ ہو سکے اسی طرح ایک کا ایک سبب پیدا کرتا چلا جاتا ہی یہ امر ایسا عام فہم ہی جسکو حاجت بیان کی نہین اسی قاعدہ کے موافق مجھ حقیر کی راحت و آرام اور عزت و احترام کا سبب مسبب الاسباب نے جناب معلی القاب سکندر حشمت دارا سطوت عدل گستر رعیت پرور امیر باذل حاکم دریا دل دلنواز خاص و عام کارساز کام و مرام حضور پر نور خورشید قباب قمر رکاب جناب نواب مرزا جعفر علی خان صاحب بہادر المخاطب بہ نجم الدولہ ممتاز الملک مومن خان بہادر دلاور جنگ صدر آرائے ریاست کھمبایت دام اقبالہ ومد ظلالہ ولا زالت ملکہ و دولتہ کی مرحمت و مکرمت کو قرار دیا اور اس دربار گہربار کی بدولت دولت ثروت پائی تو جاہ و عزت ہاتھ آئی اور آسائش و آرام ہاتھ آیا تو نام پایا کچھ شک نہین کہ اسی بذل و نوال نے فارغ البال کیا جو بزم اہل قال ہین قیل و قال کیا اور باوجود بے بضاعتی کے ذخائر عاقبت سے مالا مال کیا جسکے شکریہ مین سوا اسکے کیا ہو سکتا ہی کہ اس توشۂ آخرت کو جو اس فارغ دلی کا مآل اور حسن تعہد پر دال ہی بہ طریق ہدیہ پیشکش کرکے بارگاہ احدیت مین مستدعی ہوں کہ خداوندا اس امیر کبیر کو اور اسکے فرزند ارجمند کو مادامت الایام واللیالی برقرار رکھ اور فوائد دارین سے سرفراز کر بیت

الٰہی تا جہان را نام باشد در جہان باشی
بہ ملک و جاہ و حشمت فیض بخش و جہان باشی

افضل الاطبا

السید ذاکر حسین عفی عنہ

تقریظ و توثیق والا جناب فواضل و فضائل مآب حاوی الفروع والاصول ینبوع المعقول والمنقول جامع کمالات الکلام والاصول تالی آیات فصل الخطاب فی الخطاب المفصول مجتہد العصر والزمن مولانا سید ابوالحسن صاحب دام ظلہ العالی۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ شانہ

کتاب مستطاب فتح الغالب فی رد شرح المطالب تالیف و تصنیف صاحب اجل المراتب اعلی المناقب ذو القریحۃ النقادہ والطبیعۃ الوقادہ الحائز من العلوم العقلیۃ والنقلیۃ اوفر نصیب والفائز من الفنون الاصلیۃ والفرعیۃ بالمعلی والرقیب محط رحال ذی العلۃ والمرض موضع آمال من لہ السقم عرض الطبیب الماہر بلا مین جناب السید ذاکر حسین بلغہ اللہ الی ذروۃ سنام الکمال بمحمد و آلہ خیر آل۔ میری نظر سے گزری نہایت خوبی و عمدگی سے رد کی ہے اور اسلام حضرت ابوطالب علیہ السلام کا بحجج قاطعہ و براہین ساطعہ ثابت کیا ہے اگر منصف مزاج تارک جدل و اعتساف بنظر انصاف دیکھے گا تو اسکو کسی طرح کا شک اسلام آبا کرام سید الانام و حضرت ابوطالب علیہ السلام میں باقی نہ رہے گا ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور جزاہ اللہ عنی و عن جمیع المؤمنین جزاء یشرح بہ الصدور حررہ بنمیاہ الوازرہ خادم الشریعۃ الطاہرہ السید ابوالحسن اوتی کتابہ بیمانی الاخرۃ یوم الاثنین لاثنین خلیا من شہر ذی الحجۃ الحرام سنہ ۱۳۳۱ من ہجرۃ افضل الانبیاء العظام۔

تقریظ و توثیق چکیدہ قلم ہدایت شیم سرکار شریعت مدار نور الانوار قمر الاقمار قدوۃ الابرار قائد الاخیار المولی الرضی الحبر المتی المنہل الروی الصراط السوی السراج الوہاج

والماء الثجاج والبحر العجاج النير اللائح الطيب الفائح السحاب الهاطل الغيث الهاطل البدر المشرق الغدير المغدق مجتهد العصر والزمن جناب مولانا مولوی السید آقا حسن صاحب انعم اللہ علیہ بجزیل النعم والمواہب۔

باسمہ سبحانہ

لقد اعجبنی واطربنی ما حررہ السید الجلیل والطبیب النبیل ذی الفخر السنی والشرف البہی البری عن الشین الحکیم السید ذاکر حسین حرسہ اللہ ووقاہ من اشرار الناس وحماہ وسلک بہ سبل رضاہ ورضی عنہ وارضاہ من جملتہ جمیلۃ وزبدۃ جلیلۃ وجوہرۃ عزیزۃ فی اثبات ایمان ابیطالب رغما لانوف الجاحدین وقطعا لادبار المخالفین وہی مملوۃ من نکات الشریفہ وحجج منیفہ وحقائق حقیقہ وہی لائقۃ بان تکتب بالنور علی وجنات الحور وشفعہا باخبار معتمدۃ رواہا الفریقان وخرجہا اہل العدوان لتکون اقوی فی الاحتجاج علی من انکر الایمان ونصر بذلک کلہا المذہب الاثنی عشری بامتن برہان واطرف بیان فجزاہ اللہ من حمایتہ الحق حق الجزاء واجزل لہ العطاء واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ الطاہرین المعصومین

الیس اللہ بکاف عبدہ السید آقا حسن	حررہ السید آقا حسن بقلمہ

توثیق انیق تائید وثیق عالیجناب فضائل مآب حاوی الفروع والاصول جامع المعقول والمنقول افضل الافاضل الملقب بصدر الافاضل وممتاز الافاضل الفاصل بین الحق والباطل عمدۃ المحدثین وحید الزمن مولانا مولوی سید سبط حسن صاحب دام برکاتہ وعمت افاداتہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لقد اعجبني واطربني ما انبجر بيمناه المباركة سلافة العصر وحكيمه ومقوّم
الاود ومقيمه جناب المولوی السيد ذاكر حسين حياه ربه ما قرّت به العين فانه
وفقه الله كما درء الداء وفاق الاطباء كذلك اوهن ما تقوّله به حليف الباطل
ونديمه وازيف الهزل وحميمه ونفى هذا الداء العضال حيث اتى ببيان شاف
يشتفى به صريع الرّيب وسقيمه ورقى بعزائم براهينه ما نفثت به صلة الضلال
من نافع السمّ فسلم وبرء منه سليمه وحمى حمى الاسلام فامتنع جنابه و
حريمه وسطا سطوة البزاة الشهب على البغاث فاصبح الخصم مفحما كان الطير
على راسه وطار ظليمه وثبت ثبات الكماة الحماة عند الحفاظ فانجم هزيمه
واشرق شموس تحقيقاته حتى اضاء الصبح لذى عينين بعد ما سجى الظلام ووقب
بهيمه ولمعت اسرة الحق وسبحات الصدق كالنور على قنة الطور حينما كلم
كليمه وقد ايده الله بروح القدس حيث نصر وليّه اباطالب الذى امن بطهارة
ذيله حديث الاسلام وقديمه ودان واذعن لغرقة القعساء كريم النسب
ولئيمه وشهد بعلو قدره وانارة بدره الحجر البيت وحطيمه وباح بكرم ابلاء
المعرق صنوه وسهيمه واقر المحب والعدو بانه فاق الضريب وعديمه و
بيضة البلد عظيمة فليت شعرى كيف يشك فى دينه ودرة صدف
النبوة يتيمه وكيف يرتاب فى دخوله الخلد وابنه قسيمه كلا بل ران
على قلوبهم فلا يفقهون حتى تزفزمهم جحيمه ويتنزل بساحتهم من العذاب
اليمه واخر دعونا ان الحمد لله رب العالمين

كتبه العبد العاثر

سبط حسن بن السيد وارث حسين

اوثقهما ربهما الى ظلال عفوه

(مہر: سبط حسن ۱۳۲۳)

تقريظ وتوثيق سابح بحر تدقيق سند العلماء امام الفضلاء بقية الاسلاف فخر الاخلاف

مجمع العلوم والمعارف منبع الحکم والحقائق مستند الفقہا سمیّ خامس اصحاب الکسا مولانا ومولی الکونین جناب مولوی سید سبط حسین صاحب دام ظلہ بدام الخافقین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی افاض علینا ودق امطارا من سحائب رحمۃ واستمطرلنا جودا من فراقا من شائیب نعمۃ والصلوۃ والسلام علی سیدنا ونبینا نبی الرحمۃ وسراج الامۃ افضل المعادن منبتا واغرّ الاروحات مغرسا الطہر المطہرین شیمۃ واجود المستمطرین دیمۃ محمد وآلہ الطاہرین واٰبائہ الطیبین الذین ہم عماد الدین وسناد للمسلمین امابعد فقد رایت بعض المطالب من کتاب فتح الغالب سلیل الاطائب حاوی المفاخر والمناقب عالی الکعب فی الفنون العقلیہ طویل الباع فی العلوم النقلیۃ الحری الفایق والطبیب الحاذق ثالث النیرین جناب الحکیم السید ذاکر حسین حرسہ رب المشرقین فلما استحلیت عنقردہ وانتقدت نقودہ وعرضت علی النار عودہ واستمطرت جودہ وعودہ وجدتہ حریا بان یکتب بالنور علی وجنات الحور فان خلاف ما اثبتہ فیہ اقوی من جوف العیر واقصر من جوز القفاء کانہ الاستہلال فی اوائل النہار حررہ بیمناہ الوازرۃ خادم الشریعہ الطیبۃ الطاہرۃ سبط حسین اولی کتابیہا فی الاخرۃ فی الثامن والعشرین من ذی القعدۃ ستۃ الف و ثلثمائۃ واحدی وثلثین من ہجرۃ من لا نبی بعدہ

تقریظ وتوثیق چکیدہ کلک فاضل جلیل عالم نبیل العالم العامل والعیلم الکامل الصدر الشہیر والہمام النحریر الفارع علی اعلام الرشاد السالک نہج الصدق والسداد مولانا مولوی سید شبیر حسن صاحب دام ظلہ العالی مادامت النہر واللیالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اعلی کلمۃ الحق ورفع منار الدین والصلوۃ والسلام علی نبیہ الذی ربّی فی حجر عمہ سید الموحدین وبعث رحمۃ للعالمین وعلی آلہ الطیبین

الطاہرین المعصومین لا سیما ابن عمہ امیر المومنین امام المتقین صلوٰۃ زاکیۃ من یومنا ھذا الیٰ یوم الدین ۔ **امّا بعد** فقد سرحت برید نظری واجلت قداح بصری فیما ھذّبہ وحلاہ ورصّفہ واملاہ ونسیجہ واتقنہ وزبرہ واحسنہ زبدۃ الحکماء الحذاق وصفوۃ الاطباء المنوّھین فی الافاق ذو الفضل الراسخ والمجد الشامخ الراسی الحکیم العارف الاسی جناب السید ذاکر حسین صین عن کل شین فوجدتہ خیر مصنف واحسن مؤلف فجزاہ اللہ عن الاسلام خیراً حیث لم یدع من شبہات الخصم الجاحد المتعنّت المتحذلق علماً الا نکسّہ ولا شاخصاً الا ارکسہ ولا سحراً الا سدّہ ولا باباً الا ھدّہ فترکہ کھشیم المحتظر وغادرہ کالجذع المنقعر واسئل اللہ ربی ان یخصہ بجلائل الائہ وعقائل نعمائہ انہ ھو المنعم المفضال والکریم ذو الجلال ۔

وانا العبد المذنب

السید شبیر حسن عفی عنہ

تقریظ وتوثیق چکیدہ کلک گہر سلک قدسی سمات ملکی صفات الکوکب الدری الذی یہتدی بہ المستہدی القمر السنی والبدر المضی عمدۃ العلماء مولانا ومولی الزمن سید ظفر حسن صاحب دام ظلہ العالی ابن علامۃ الفہامہ الہادی بمواعظہ سائر الانام مجتہد العصر والزمان جناب مولانا سید محمد حسین صاحب قبلہ الملقب بہ محقق ہندی دام ظلہ العالی ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھو فی ارضہ وسمائہ معبود ۔ لم یکن ولا یمکن مثلہ موجود تلالأ انوار حکمہ فی صدر کل ممکن موعود وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ وسیّد رسلہ المنزہ من دنس الشرک والکفر من لدن آدمؑ الی ابیہ عبد اللہ من

قبل آبائه و امهاته محمد ن المحمود و علی آله و عترته سادة الاسود لا سیما علی ابن عمه و وصیه و وزیره و خلیفة المنصوص فی غدیر خم صاحب المقام المحمود الذی ربّاه علی کتفه حین ازهاق الباطل رقاه بالصعود علی ابن ابی طالب الذی حرس رسول الله وحفظه ووقاه بعد ما امن به ستراً من اهل العنق و الجحود

و بعد فقد سرحت النظر فی حدائق فتح الغالب فوجدتها کالبستان فیها ازهار البرهان وفیها سرر التبیان اشرق صدر المصنف بمشارق انواره و یعطر مشام المؤمن بطیب ازهاره فلله در مصنفه حیث اتی بتقریرات معجبة ودلائل حقیقة وکیف لا وقد الفه الطبیب الکامل زین المجالس والمحافل والبحر الذی لیس له ساحل النجم الازهر فی سماء الکمال والعلم والدر الفاخر لصدف الفضل والحلم ثالث النیرین جناب الحکیم السید ذاکر حسین صانه الله عن کل شین و مین وابقاه الی لقاء الملوین و انا المذنب السید ظفر حسن عفی الله عنه وعن آبائه یوم المحشر بمحمد و آله المصطفین۔

تقریظ و توثیق چکیدۂ خامۂ فیض شمامہ سرکار شریعت مدار الجامع بین رتبتی العلم والعمل المشمر عن ذیله لدفع الزیغ والزلل الذی لا ینقطع مدراه لا یشق غباره ولا تقتفی آثاره و تجتنی اثماره اللج الذی لا یساحل والجم الذی لا یحافل الجدیر بان یزم الیه الرکاب و یدور حوله الاقطاب مجتهد العصر ثالث النیرین مولانا السید ظهور الحسین حرسه رب المشرقین عن شر اہل المبین بحق الائمة المصطفین۔

بسم الله وله الحمد

و بعد فما نشر الجادی ولا سجع الحمام الشادی ولا انسکاب قطر الغادیة باطیب و الطف مما حظی به متوسم نظری الفاتر ورائد فکری العاثر من کتاب سفر هما زهو معانیه و رائقهما حسن فحاویه و نطف مبانیه فجسهما بلطائف ما فیه من بغیة مرتاد الحق و طالبیه من جواهر الفوائد مما اجل اعجاب الفرائد

وعجب القلائد فی اجیاد الخرائد کیف لا وقد رصفها ترصیف الدرر فی نحور الحسان
من ملك رقاب الفنون وقادها بعنان وقلد اعناق الدهور عقود ماثره وحلّی
عواطل الایام بدرر مفاخره وانطق الکون بمنطق احواله فاصبحت لسانه لفصیح
لعجزها عن عد فضائله وفرع من طریف المجد هام تلاعه وجاس من تلید الشرف
خلال رباعه وارتشف من زلال التحقیق البارد الهنی وارتضع من افاویق
التنقید العذب الروی من قصبه السبق الرقیب والمعلّی واناف من قصور
الفضل المشرف المعلّی۔ القاضی بغرار افکاره بین الحق والباطل۔ والممیز بزرق
یراعه الحالی من العاطل کریم العنصرین مهذب الاصلین الحاکی نور بصیرته
عن سنا القمرین المقتفی اثار ابائه المصطفین الهادی شعاشع نقده لذی
عینین المولی المهذب الحکیم السید ذاکر حسین بارك الله تعالی فی عمره
الشریف لحمایة دینه المرضی فلا یزال تفصل بالحق وتقضی فانه قد اودعه ما
ابان الحق فتجلّی ولاکنصف النهار وازاح الباطل فاجتث من اصله وانهار وترك
ما زوّره الجاحد الاشد فعل الخصم الالد سلو الاحر الکیه متمزقا وشتت
شمله فذهب تحت کل کوکب مبددا متفرقا ففتح علی یدیه ما اسسه وزهق
ما زخرفه من المحال ودلّسه فاصبح باحتوائه بامهر المطالب عما یوذن بافول
زهر الکواکب فی یسوی بین الطالع والغارب فلعمری انه لفتح الغالب حیث اتی علی
شرح المطالب مما لفقه ذلك الناصب ازراء لسان مولانا ابی طالب وادار علیه
الفلك فلحق بالاساطیر الذواهب فلا یکاد یلفی رسمه فی لابتی المشارق والمغارب
علی ان فیه من العلوم والمعارف ما تقر به عین الناظر العارف فجزاه الرحمن
خیر ما یجزی اهل الاحسان فانه ولی ذلك

حرره الاحقر السید ظهور حسین

لا اله الا الله القوی
سید ظهور الحسین البارهوی
عبده

تقریظ و توثیق چکیدہ قلم افاضت و افادت شیم سرکار شریعت مدار فخر المحققین صدر المدققین
قامع اساس الضالین مخاطع اعناق الملحدین المحی لشریعۃ جدہ خاتم المرسلین صاحب
المنزلۃ العلیا والمنقبۃ القصوی فقیہ اہل البیت علیہم السلام الدر الفاخر جامع المناقب
والمفاخر حضرت باقر العلوم مجتہد العصر مولانا السید محمد باقر ادام اللہ ظل افضالہ علی
روس المومنین والطالبین للعلم والیقین واطال لقائہ بحق محمد وآلہ المیامین۔

باسمہ سبحانہ ولہ الحمد

کتاب مستطاب ہدایت نصاب فتح الغالب فی رد شرح المطالب جو مصنفات شریفہ سے
جلیل المراتب سلیل الاطائب ناصر عم النبی العاقب بالفتح الغالب علی کتائب
النواصب والمستاصل شافتھم بالحجج القاطعہ التی ھی امضی من مرھفات
القواضب الکاء لکل عائب دالمحرس شقاقھم بفکرہ الصائب المحلی بکل
زین الصاحب ذیل المخالب علی الفرقدین جناب الحکیم السید ذاکر حسین حماہ اللہ
بکل ما تقربہ العین کے اور مشتمل ہے اثبات ایمان حضرت ابوطالب صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ
پر بعض مقامات اسکے نظر قاصر سے گزرے بیانات شافیہ وتقریرات وافیہ کافیہ اسکے مطالعہ کرکے
نہایت بہجت ومسرت ہوی الحق جناب مصنف باکمال نے نصرت وحمایت مین ناصر حامی رسول
صلے اللہ علیہ وآلہ کے جو خدمت شائستہ کی ہے وہ نہایت لائق تحسین وآفرین وقابل کمال
مدح وثنائے اہل دین وارباب یقین ہے حقیقت مین حضرت ابوطالب علیہ السلام نے جو حمایت
وحفاظت ونصرت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ فرماکے احسان اسلام واہل اسلام پر فرمایا ہے
اسکا شکر کسی طرح ادا نہین ہو سکتا اور آنجناب کے جلالت قدر اظہر من الشمس ہے اور قصائد رائقہ
غرلفیہ آنجناب کے شاہد صدق ہین کہ وہ جناب اعلے درجات اسلام وایمان ومعرفت یقین پر فائز تھے جسطرح آنجناب کا
شکر ہر مسلم پر واجب لازم ہے اسیطرح آنجناب کے ناصر یعنی جناب مصنف عالی مقام کا شکریہ بھی مسلمین ومومنین کو
لازم ہے واللہ الموفق۔

لا الہ الا اللہ ... عبدہ محمد باقر بن ... محمد بن علی الرضوی

محمد باقر الرضوی عفی عنہ جرائمہ

تقریظ وتوثیق رشحۂ خامہ عنبر شمامہ عالیجناب مستغنی عن الالقاب جلالت مآب نجابت انتساب اعلیٰ مرتبت والا منزلت العلامۃ الفہامہ راس الجہابذہ الکرام الہادی بمواعظہ سائر الانام آیۃ اللہ فی العالمین وحجۃ علی الجاحدین مولانا مولوی ابوالمحاسن سید محمد حسین صاحب الملقب بہ محقق ہندی دام ظلہ العالی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی دل علی ذاته بصنع موجوداته وعرف البراهين وخلق الدلائل و نصب الحاجة علی اثبات وجوب وجوده وفعل العلاء والآثار لثبوت كرمه وجوده تلألأ فی ظلم الليالی النوار بنجومه الزاهرة وتنور علی صفحات الايام لوامع قدرته الباهرة لانه علی كل شئ قدير والصلوة والسلام علی نبينا الذی كان بنوره فی الاصلاب الطاهرة منتقلا منها الی الارحام النظيفة العفيفة المطهرة الزاهرة لم ينجسه ارجاس الكفرة وانجاس الشرك فی صلب من الاصلاب الباطنة والظاهرة وعلی آله الاطائب الزاكية الفاخرة وعترته الذكية التقية النقية الطاهرة اما بعد فلا شبهة ولا ريب فی ذلك الكتاب المسمّی بفتح الغالب المولفة فی رد ما زعمه الناصب من كفر مولانا ابيطالب فلعمری ان ذلك لبيان يشفی كل عليل ويروی كل غليل اذ هو كالشمس اللامعة فی سماء البرهان وكالدرة الفاخرة فی صدف البيان وكيف لا يكون كذلك وقد الّفه الفاضل البصير والناقد الخبير ذو الحسب الباذخ والنسب الشامخ الباسط لوسادة الطب علما وعملا والمتكی علی ارائك المعالجة لجميع المرضی فرضا ونفلا فقد كان يعالج الابدان بمثل الادوية النباتية او الاحجار فصار مشتهرا بالطبيب الكامل فی الامصار و لمّا رای مرض التعصب والفساد لبعض النصاب الحسّاد فلم يرض الا ان يعالج ذلك المريض مع جميع من يشاركه فی العلة بتركيب ادوية البرهان من اجزاء الآيات من القرآن ولبعض معاجين الاخبار والآثار والادلة العقلية والنقلية فلعمری انه معالجة قوية يزيل الشكوك اذا استعمله احدٌ من المنصفين

الطبیب المطبب الکامل البری عن الشین جناب الحکیم السید ذاکر حسین وفقہ اللہ تعالیٰ وسددہ وسلمہ لترویج دین جدہ محمد وآلہ المصطفین علیہ وعلیہم صلوات اللہ رب المشرقین ورب المغربین

وانا العبد السید محمد حسین عفی عنہ

تقریظ وتوثیق ریختہ کلک جواہر سلک سرکار شریعت مدار السید الفقیہ والحبر النبیہ وارث علوم اہل البیت علیہم السلام المقتفی آثار اجدادہ البررۃ الکرام محط رحال العلماء الاعلام ومہبط فیوض اللہ الملک المنعام ملاذ الانام معاذ الایتام ظہیر الاسلام مجتہد العصر مولانا مولوی سید محمد ہادی صاحب ادام اللہ برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وعلیہ فتوکل وبہ نستعین

کتاب مستطاب فتح الغالب فی رد شرح المطالب کو حقیر نے بعض مقامات سے دیکھا واقعاً نہایت تقریرات متقنہ اور تحریرات مبرہنہ سے اثبات ایمان حضرت ابو طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا ہے خداوند عالم مصنف کتاب مذکور کو یعنی عالی مراتب جمیل الخصال والضرائب سلیل البہالیل الاطائب ناصر عم النبی الشافع یوم القیام قاطع اعناق النواصب اللئام ومبطل شبہات الملحدین الطغاۃ الطغام مبطل ہفواتہم بالحجج القاطعہ ومرغم انافہم بالبراہین الساطعہ البری عن کل شین مولانا الحکیم سید ذاکر حسین اطال اللہ بقاہ ورزقہ کل ما تقربہ العین وحشرہ مع محمد کما نصرہ وآلہ المصطفین کو اجر جزیل وذخر جمیل کرامت کرے اور عوض میں اس نصرت دین کے خیر دنیا وآخرت عطا فرمائے۔ وفقنا اللہ وجمیع المؤمنین للرشاد والارشاد وتحصیل الزاد لیوم المعاد

وانا اقل العباد محمد ہادی الرضوی غفر اللہ لہ

لیوم التناد

(مہر: الرضوی — عبدہ الراجی محمد ہادی)

تقریظ و توثیق ریختۂ خامہ ہدایت شمامہ سرکار شریعت مدار نسیج وحدہ و فرید عصرہ ظہیر الشیعہ ظہر الشریعہ صاحب الملکات الملکیہ والقوۃ القدسیہ غرّ المومنین عز ثمین الناصحین منار المہتدین خیر اللاحقین ملجا المومنین مجتہد العصر والزمن مولانا مولوی السید نجم الحسن صاحب ادام اللہ ظلال افضالہ واطال بقائہ بمحمدؐ و آلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الحق المبین والصلوٰۃ علی محمد و آلہ الطاہرین این رسالہ رائقہ انیقہ وصحیفہ فائقہ رشیقہ کہ حجتے است قاطع و برہانے است لامع مشتمل بر احسن مطالب و ثبت اسلام حضرت ابو طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام بہ کمال خوبی و لطافت وجودت و متانت مرقوم شدہ است خداوند عالم مولف علام اعنی جناب مستطاب عمدۃ الاجلۃ الاطائب حمید الفرائب زبدۃ الحذاق سابق السیاق الطبیب اللبیب والکامل الاریب جناب الحکیم السید ذاکر حسین حُیّیَ عن کل شین را اجر جمیل کرامت فرماید و مومنین را از مطالعۂ آن مستفید و شادکام و برکات رسالہ را عام و تام گرداند

حررہ السید نجم الحسن

لا الہ الا اللہ ذو المنن
نجم الحسن
السید
عبدہ

مندرجۂ ذیل کتب نور المطابع لکھنؤ سے ملینگی - فہرست کلان حسب الطلب روانہ ہوگی

الکاظم - یعنی سوانح عمری حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام مصنفۂ عالیجناب نواب مولوی علی جواد خان صاحب و تصحیح جناب ممتاز الافاضل مولوی السید سبط حسن صاحب قبلہ صدر الافاضل مدظلہم العالی چھپکر تیار ہے - ضخامت ۲۰۶ صفحہ - ۲۰/۲۶ تقطیع - نہایت خوشخط واضح اور شاندار - چھپائی نہایت صاف - لوح رنگین بہت خوبصورت جو کئی رنگ سے چھاپی گئی ہے - قیمت مجلد عا/ - جلد خرید لیے بہت کم نسخہ باقی رہگئے ہین -

احسان یہ کتاب اُس سولہ صفحہ والے سوال کے جواب مین ہی جو ولایت حسین صاحب حنفی گیائی نے تمام علماے شیعہ سے کیا تھا اور حسنین علی مرتضیٰؑ کے ایمان و اسلام کا ثبوت خوارج اور اہلسنت اور پھر شیعون کے ہی اصول پر وہ چاہتے تھے اور زور کے ساتھ دعوے کیا گیا تھا کہ تاقیامت شیعہ جواب نہ دیسکین گے - بحمد اللہ کہ بار دوم نہایت عمدگی سے طبع ہوئی اور چونکہ مضامین کے طرز تحریر مین مذاق عالمانہ کے علاوہ لطف فسانہ بھی ہے اسلیے ہاتھون ہاتھ فروخت ہوگئی صرف چند نسخہ باقی ہین - قیمت ۸/

جواہر المصائب حالات اصحاب حضرت سید الشہداؑ مین یہ نو تصنیف کتاب نہایت مستند صحیح روایات سے انتخاب کرکے چھاپی گئی ہے اسکو حضرات مجتہدین کاملین دام برکاتہم نے اپنی توثیقات و تقریظات سے مزین فرمایا ہے - قیمت علاوہ محصول ۴/

تہذیب اسلام - یعنی اردو ترجمہ حلیۃ المتقین مترجمۂ جناب مولوی حکیم سید مقبول احمد صاحب قبلہ دام فیضہم - قیمت بلحاظ کاغذ قسم اول للعہ/ قسم دوم سے/ قسم سوم عا/ علاوہ محصول

جامع عباسی (پنج بابی) مصنفۂ مولانا الشیخ بہاء الدین رح و مختار سرکار شریعتمدار آقا السید محمد باقر صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہم العالی - قیمت علاوہ محصول ۸/

المشتہر - سید نور الحسن مالک مطبع نور المطابع - بھوسی ٹولہ متصل پاٹا نالہ شہر لکھنؤ -

صورة ما قرظه العالم العامل الاديب الكامل ذو المناقب الفاخرة والمحاسن الباهرة الازهر جناب المستطاب التقي النقي المسمى بحبيب سبحان النجفي سلمه ابده وايده بالنبي الامي العربي

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله المبدي المبدع الازلي القديم - بارئ البرايا ومحيي العظام الرميم الذي خلق الخلق ليعرفوه ويوحدوه ودلهم على ذاته بذاته ليعبدوه وخلق لهم من الايات في الانفس والارضين والسموات ما فيه عبرة لمعتبر وزاجر لمزدجر وايد والله ما اقتضته العقول لدى الالباب بشهادة الانبياء والاوصياء الذين كشف عنهم الحجاب وايدهم بالايات والبراهين والمعجزات وجعلهم اكمل خلقه خلقا وافصحهم منطقا وافضلهم حسبا واطيبهم مولدا [illegible] لئلا يطعن فيهم جاحد ويسخر منهم معاند ويجد فيهم للعيب ولما دعوا اليه مردا ومدفعا والصلوة والسلام على المبعوث رحمة للعالمين وآله سفن الميامين الذين اتم الله بهم النعمة واكمل بهم الدين وبعد فنعم كتاب العارف الحكيم السيد ذاكر حسين ابن حكيم مير احمد حسين صاحب مرحوم المسمى بفتح الغالب في رد شرح المطالب للناصب فهو لعمري قانون المعارف الحقيقية ومعجون نافع لجميع الامراض القلبية مغن بما فيه من الاشارات الى الدقايق والنكات عن سائر المفردات والمركبات وهو تذكرة لمن تذكر وشفاء لما في الصدور وعمى لمن استحب العمى وللمهتدين هدى ونور قد جمع فيه من الايات المحكمة والاحاديث المعتبرة والبراهين العقلية والشواهد النقلية ما ارغم به انف الحاسد ودمغ به هام المعاند فهو حقيق ان اقول فيه شعر هذا الكتاب الجاهد الراغب يبتلي لرد الجاحد الناصب كانه في قمع اهل العمى سيف علي بن ابي طالب [illegible] والكاتب

صورة تقريظ الفاضل العلامة من اهل السنة والجماعة اعني جناب المستطاب وحي العلوم حامي اسلام ماحي
بدعات الليام قدوة النحارير المتكلمين قاطع اساس الضالين قامع اعناق الجاحدين سيد محمد شرف الدين
ابن سيد المرتضى المشهدي ثم الاحمد آبادي لا زال افاضاته وافاداته الى يوم الدين في سنة ١٣٢٨

بسم الله الرحمن الرحيم نحمدك يا من خلق لكل فرعون موسى والصلوة والسلام الاتمان الاكملان على
النبي المبعوث من اتبع دينه فقد اهتدى وآله وعترته الذين هم كسفينة نوح عصم من ركب عليها ومن تخلف عنها فقد [illegible]
واصحابه الذين هم كالاحباء الاصدقاء من اهل التقى والنقى اما بعد فيقول العبد المفتقر الى عفو ربه
المقتدر محمد شرف الدين ابن السيد المرتضى المشهدي ثم الاحمد آبادي بصره الله تعالى بعيوب
نفسه وجعل غده خيرا من امسه ان عادة الله قد جرت وسنة الله قد مضت ان يبعث الحق على
عقبي المبطل الزاهق فيقذف الحق على الباطل فيدمغه فاذا هو زاهق نبأ على ذلك تدبر تام من الله تعالى
لاخوانه الانجزة من حرارة سوء الاد في جانب حبيب الرسول الذي هو طبيب لدفع اعراض
الكفر واوصاف الجهول والطبيب اللبيب الحاذق الذي هو في غنى على ثناء قرائه فاتى جناب حليم
سيدنا ابو الحسين صاحب ابن حليم السيد احمد حسين صاحب مرحوم ادام الله تعالى فيوضه على عباده
الى تعاقب الملوين فركب ترياقا المسمى بنفحة الغالب في رد شرح المطالب لاستيصال ضعف التمسكات
التي هي اوهن من بيوت العنكبوتية من ادوية الآيات القرآنية والاحاديث النبوية والبراهين
العقلية والنقلية نسئل الله تعالى ان يشفي شفاء كليا لمصنف شرح المطالب من امراض الغباوة
المحترقة فانه قد احترقت اخلاط عقائده بنار التعصب النفسانية ونسأل الله من [illegible] الملك
الفتوح من [illegible] لها صيته وقرابادين الاطباء الروحانية فمن استعمل واستفاد [illegible]
وصدق بالحسنى فاما من استكبر واستغنى وادبر وتولى وسعى في [illegible] فقد [illegible]
[illegible] وتعدى وكذب بالحسنى يبعث يوم الرجعة في طائفة [illegible] وقلى ويحشر في
زمرة من كان في هذه اعمى فهو في الآخرة اعمى وفقنا الله سبحانه تعالى وسائر اخواننا [illegible]
القرب من امتثال ما امرنا والاجتناب عما نهى وصلى الله تعالى على سيدنا ومولانا
محمد وآله وصحبه اجمعين الى الابد ـ

محمد مصطفى
المرتضى حسن
شرف

صورة ما قرظه الشفيق الرشيد الاديب وخليص السعيد الاريب الطبيب اللبيب الذي فاز من احسن الترتيب وغاية التهذيب على الحذاقة باوفر نصيب وهو في فنه جري بالتجريب حكيم سيد محمد حسين سلمه الرب السميع المجيب بحرمة النبي الحبيب صلوات الله وسلامه عليه وآله الاطيب الاطهر النجيب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي خلق لكل داء دواء ولكل مرض شفاء فسبحان الذي وهب لنا عقلا لادراك الشفاء ودرك الشفاء واعطانا احساسا لحسن المواد الفاسدة ونجانا وحمانا من المحمومين المذنبين بقوله للذين امنوا هدى وشفاء والصلوة والسلام على عدل الاجناس والانواع واشرف الاصناف والاشخاص محمد الذي يداوي بالهداية علل القلوب ويشفي بالشفاعة امراض الذنوب وآله الذين يعالجون سقام الكفر والعناد ويداوون بتنقية مادة الفضلات والفساد اما بعد قد نشر امراض الشكوك والشوائب وظهر الفساد بين الحاضر والغائب من طبع شرح المطالب في اثبات كفر ابي طالب كما يسير امراض الساري والوباء في مبادي ومجازي البلاد والقرى حتى سمع ولحظ استاذي وملاذي الحكيم الحاذق والطبيب الفائق سيدي وسندي السيد خادم حسين ابن الحكيم السيد احمد حسين صاحب مرحوم اللكهنوي ثم الاميانوي معالج خاص للنواب نجم الدوله ممتاز الملك مرزا جعفر علي خان صاحب ادام الله ملكه واقباله فتخشع على اهاويل امراضها وتوجه بعلاجها وكتب نسخة مسمى بمنية الطالب في رد شرح المطالب وهي لعمري ترياق مركب من ادويات ايات البينات ومعجون مؤلف من اجزاء الاحاديث المحكمات مع الدلائل القاطعات والبراهين الساطعات وهي مفيدة ومؤثرة في الساعة كمعجون البر الساعة لانه كان من مجربات كتب السنة والجماعة اللهم اشف بها شفاء تاما لامراض القلوب القاسيات ونجها نجاة شافيا لما في الصدور من علل الخبائث القاسيات بحرمة النبي وعترته الطاهرات

صورة ما قرظه الاكرم الكريم الخليل الجليل والصديق الخليص النبيل ثمرة فؤاد الرسول قرة عين البتول قمر اقمار الفصاحة شمس سماء البلاغة الحسيب والنسيب السيد الاديب سجاد حسين البجاهي لا زال محروسا عن الهموم والبلايا بحق المصطفى والمرتضى وسبطيه

بسم الله الرحمن الرحيم

هر آئینه دل گرچه آئینه فهم وادراک ست مگرچون بصفای درون دریای دیده حیران جلا ...

آئین قدرت ایزد پاک است حکیم فہیم عقل کل کجا کہ جلوۂ بیچون چرا دریافته قرار ما عرفناک
فرماید و بخود فراموشی منصور انا الحق گوئی منظور نه نماید بیشک چشم اگرچه خود آلهٔ بینش است
مگر چون بچشم بصیرت نگری چشمهٔ حیوان نور حکمت آفریننده جهان در ظلمات پردهٔ آفرینش است نگرنده
خضر مانند کو که لذت شربت زندگانی جاودانی چشد و لاریب گوش اگرچه خود آلهٔ شنوائی است
مگر چون بگوش هوش شنوی از اندرونش آوازهٔ گوناگون چون صدای واژگون انا غنون قانون
قدرت بیچون در نغمه سرائی است شنوندهٔ سهیم کلیم کو که مذاق شرب مدام کلام ملک علام گیرد و بکوه چشمی
دیدار خواهان ارنی خر بیخودی حیرت و حیرت بیخودی صدمهٔ برق عتاب لن ترانی نپذیرد
بے دل و چشم با آگاهی دنگاه نباید و گوش را شنوائی نشاید چرا که دیدن و شناختن فرقی دارد و شنفتن
و پذیرفتن تفاوتی آرد چنانچه مولعنا سلمه الله تعالی مسمی بشرح المطالب بنوائے لهم قلوب لا یفقهون بها ولهم
اعین لا یبصرون بها ولهم اذان لا یسمعون بها اولئک کالانعام بل هم اضل ۵
اولئک هم الغافلون در اثبات کفر ابیطالب نبے انصافی شیرہ چشمیها بکار برده و روز را
شب و شب را روز شمرده یعنی تصدیق قلبی را که عین ایمان است بتربیت و حفاظت و دلجوئی رسول
از جان و مال که صفت آنکار نمود بگمان کفر بر حمیت عرب محمول کرده بیکار رداشت و هرچه اقرار لسانی لا اصل
اسلام است بر صداقت نبی در اشعار اشعار داد و انشا فرمود بخیال تعلق بر محبت فرزندے گمان برده
رایگان انگاشت ختم الله علی قلوبهم وعلی سمعهم وعلی ابصارهم غشاوة ولهم عذاب عظیم
مگر اینجا که منتقم حقیقی نار نمرودی را بگلزار ابراهیمی مبدل گردانید و جوش فرعونی را باعجاز موسوی
در تنگنائے ابی فرو نشانید و لذت تنگی گور چشانید اینک بمصداق ع مردے از غیب برون آید و کاری بکند
فاضل اکمل و کامل افضل دیار یب و طبیب لبیب سیدی سندی معاذی ملاذی استادی نور عینین حسنین
حکیم سید ذاکر حسین ادام الله ذاته و زاد الله افاداته بسبب جوشش که از حرارت شجاعت نسبی و نخوت
حمیت عربی در خون داشت دل و دماغ را سر گرم گرمجوشی بیچ و تاب عتاب یافت با تیغ و علم دست و قلم
بمیدان مقابله شتافت و تحریر رسالهٔ فتح الغالب چون رسالهٔ جنگی تمغائے فتح غالب بر سینهٔ علم کنجینه یافت
دوران رساله طعن های تیز تر از طعن شمشیر و سنان و ضرب هائے شدید تر از ضرب تیر و خنجر بران
عوض هر و به دردل دشمن زد هر دلیل کار تیغ سلیل نموده و هر سبیل و مسیل رائے مخاطب را از زیل و ذلیل

نشان داده مطالب مخاطب را آنچنان بہ گرد انید کہ معنای آن ہست کہ بہ ہستے ظاہر گردید و مقاصد معاندرا بدلن
سان معکوس فرمود کہ مفہوم سیہزم الجمع و یولون الدبر آشکارا بود خداوندا درین جہاد لسانی ہر فقرہ کتاب لشش
را فقرہ تیغ انگاشتہ وہر ضرب ضرب شناش را ضرب شمشیر شمرده خیر و خوبی کونین کرامت فرما آنچنانکہ حیدر شہر فاتح
بدر و حنین را بہ تمغاے لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار از لسان غیبی بخلعت غیبی ضربة
علی یوم الخندق خیر من عبادة الثقلین از زبان نبی معزز و ممتاز فرمودی بجاه محمد خیر المرسلین و عترته
الطیبین الطاہرین المعصومین صلواة اللہ وسلامہ علیہم اجمعین الی یوم الدین

صدرة ما قرظه المکرم الصمیم الامجد و خلیص الاغر الارشد رکن ارکان الفصاحة و عین اعیان
البلاغة الصدیق الصادق السعید ذو الرای السدید الحکیم مرزا علی سلمہ ربی بحرمة اہل بیت النبی
الامی العربی ولا زال محفوظا من شداید الزمان و ملحوظا بعین عنایة الملک المنان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نخواہی در سخن گر حرف چینی — سخن اینست خاموشی گزینی

سخن غلغلہ شہرت صاحب جان است اگر جان سخن باشد و کلام طنطنہ شوکت اہل شان اگر شان کلام
دارد سخن نہ ہر گونہ سخن و کلام نہ ہر نوع کلام بے سخن سخن آنست کہ از خود گنجائش سخن ہم سفتہ باشد و لا کلام
کلام ہمان کہ جاے کلام از خود بر کشتہ باشد الحق کہ سخن حق و کلام مصدق بحقیقت صداقت خود تا قیام قیامت
قیام دارد و چون کلام ملک علام در درون اہل ایمان و اسلام مدام مقام نہ آن باطل سخنی کہ سخن فہمان را
نشاید و نہ آن لغو کلامے کہ در مصحف کلام متکلمان راتار و زہ تقسام جاے طعنہ نہ بینے کہ شداد نے بنیاد
در عالم ایجاد از دل نہان و زبان دل سخن باطل ادا و کلام ادعاے باطل نمود آخر کار منصف عدالت
و ثار قضا آن ادعا را چہ گونہ فیصلہ فرمود و فرعون باہزاران امداد و عون در اختیار افسون کارے
روزگارے بکامگاری بسر برد الا دریا برد آب خاک از دمارش برآورد پس چون خدا و رسول
خدا را منکران وافی بعقل و فہم کافی نا کافی در جہان پیدا و ہویدا است کہ پیدا و ہویدا مے گردند عجب
نیست اگر منکرے انکار ایمان جناب ابیطالب نماید و اوراقے چند چون بخت خود سیاه نمودہ کتابے
درین حال از قبیل دقال الفاظ و معانے ناپاید ار سریع الزوال ترتیب داده باشد مے واللہ متم

نوره ولو کره الکافرون کلوخ انداز را پاداش سنگ است آن منتقم حقیقی را شایان که شخصی چنان
صاحب ایمان پیدا فرماید که سرکوبیش را چنانچه باید شاید و بطوریکه شاید باید نام کتاب
شرح المطالب از گوش می شنیدم اما شکر خدا که فتح الغالب را بچشم خود دیدم آن در اثبات بے ثبات
کفر و این در ثبوت بے سکوت ایمان جناب ابی طالب است ملاحظه فرمائید که دام مغلوب و کدام غالب است

درین دو دوران از زبان قول و بیان همان است فرقے که در کفر و ایمان

آن انوار روز روشن را ظلمت شب تیره و تار و گوهر شب چراغ را بیضه زاغ بنظر مردم کور
چشمان در آورده و این شب را شب دیجور و روز را روز داده کالاے بد را به پیش صاحب عقل
زده فتح الغالب بجهات معقول و منقول شرح مطالب را بدلائل منقول و معقول رد فرمود
مایه شرح او در اسرمایه شرح مطالب خود ساخته آرسته تا عنایات بے غایات جناب باری
مددگارے نه فرماید این گونه کار نمایان درین سان رد مدعیان به نموداری نمی آید دلائل
مدعی را مدعاے خود ساختن آسان کارے نیست و شواهدش را گواهان ادعاے خود قرار
دادن سهل نگارے نے اگر براین عقل و دانش و براین فهم و بینش که از سیف علم و عمل
قتل و قمع افواج وهم و خلل فرمود مصنفش را هزاران هزار مدح و ستایش نمایم هزار
از یک و یک از هزار نشمارم لیکن از ترس آنکه مردم نا انصاف صاف بر زبان آرند که
مرزا در اوصاف استاد صاحب اجتهاد خود راه غلو پیموده و قدم خامه رنگین رقم را از جاده
اعتدال آنسوے فرسوده بهتر آن و انسب همان است که مدح و ثناے مصنف را خود بر زبان
نیارم و به صاحب نظران انصاف نشان سپارم و دست دعا بر دارم که الٰهی کتاب شرح المطالب
را چنانچه هست تا روز قیامت مغلوب و فتح الغالب را باغلبیه که دارد غالب دار بمحمد و آله الاطهار۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الواجب الواحد القدیم الذی لیس لاولیتہ نہایۃ ولا لاخریتہ غایۃ دل وجوب وجودہ ممکن الوجود حجۃ ودلیل وصنع کل مصنوع الی معرفتہ منہج و سبیل تبارک الذی تنزہ عن الفحشاء وتقدس عن وسم الاھواء قائما بالقسط جلیل لیس لہ عدیل عالم غنی بری عن الجہل لیس لہ مثیل فاعل مدبر کل ما فعل من القضاء والقدر فھو عین خیر لیس فیہ شر وخطر یامر تخییرا بالعدل والاحسان والبر وینھی تحذیرا من السوء والفحشاء والمنکر ھو الذی ابدع خلقنا بشرا و وھب لنا عقلا وشرفنا نطقا واولانا من الالاء احسانا لدفع التلبیسات والتحریفات الواقعۃ فی اقوال الضال والمضل واعطانا من النعماء دراکا لرفع الشبہات والاغلوطات المختلطۃ بین الحق والباطل واقدرنا علی طاعتہ فکلفنا بالنواھی والاوامر ولا یرضی من الکفار بالفواجر وکلما یفعل فھو اصلح لا یظلم فیہ ولا یجور ولا یجبر ولذا قال اللہ تعالیٰ فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر سبحان الذی نور قلوبنا بانوار الکلمات الطیبات واشرق عقولنا بجلایل الحجج الظاھرات وملاء صدورنا بانواع البراھین الساطعات علی اثبات امامۃ اطھر (۱) واطیب عنصرھم عترۃ خاتم الانبیاء اشرف المخلوقات الذی نقلھا اللہ تعالیٰ من اصلاب الطاھرین الی ارحام المطھرات محمد المصطفیٰ خاتم النبیین اجود الموجودات لم یدانہ فی الحسب والنسب ومحاسن الشیم احد من الانبیاء المبعوثین الی المخلوقات سیما الذی کان نفس النبی وجسمہ وقلبہ ولسانہ ودمہ فی الکائنات الذی قال خیر المرسلین فی شانہ سید الاصفیاء والاولیاء والاوصیاء وخیر البریات فافضل الصلوٰۃ واکمل التحیات علیہ والہ الطیبین المنتقلین من الاصلاب الطاھرۃ والارحام المطھرۃ

(۱) یہ عبارت ... کتاب طبع ہو جانے کے خطبہ میں ... ہوا لہذا اس ... سے (۱) سے (۴) تک ... پڑھ کر ... گیا ۱۲ مترجم

عن دنس الکفر ورجس الشرک ونجس السیئات فنشہد ان لا الہ الا ہو قائم بالقسط
خالق الارض والسموات ونشہد ان محمد خاتم النبیین خیر المرسلین ارسلہ
اللہ بالآیات البینات والمعجزات القاہرات ونشہد ان المنصوص بالولایۃ و
الخلافۃ امیر المومنین علیؑ بن ابی طالب نفس الرسول زوج البتول ابو الحسنین
خیار البریات المبری والمنزہ من البدایۃ الی النہایۃ عن الخبائث والنجاسات
الذی کانت ضربتہ یوم الخندق افضل من عبادۃ الثقلین کاسر الاصنام جاز
اعناق النواصب الاتین بالظلمات ونشہد ان ائمۃ الدین وخلفاء رب
العالمین من عترۃ سید المرسلین وسید الوصیین ہداۃ الانس والجن وسائر
الخلیقات فمن الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ افضلہا واکملہا واجملہا علیہ وعلیہم
بعدد ذرات الارض والسموات وعدد الرمال وقطرات الامطار واوراق
النباتات اللہم صل وسلم زد وبارک علی محمد وآل محمد کما صلیت بارکت علی
ابراہیم وآل ابراہیم انک مجیب الدعوات **امّا بعد** منصفین اہل اسلام اور
مومنین کرام پر مخفی نہ رہے کہ ایک رسالہ مسمی بشرح المطالب مصنفہ مولوی محمد احمد رضا خان
صاحب بعض احباب نے احمد آباد گجرات سے حقیر کے پاس بھیجا دیکھا میں نے کہ پہلے تو
صاحب رسالہ نے ایک مسئلہ ساکنان گجرات کی طرف منسوب کرکے لکھا اور اسکے جواب میں یہ
مکروزور بھری بھری تعلیان اور منہ زوریان اور زبان درازیان کرکے جناب ابو طالبؑ کے
کفر پر فتویٰ دیا ہے اور در پردہ تمام انبیا واوصیا علی الخصوص حضرت خاتم المرسلین سید النبیین
کے آبا واجداد طاہرین کو مشرک وکافر قرار دیا ہے **فسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون**
اگرچہ علماے گجرات خصوصاً قدوۃ المتکلمین زبدۃ المدققین قاطع اعناق الجاحدین قامع اساس
الضالین جناب السید شرف الدین صاحب لازالت افاداتہ الی یوم الدین کہ جو مشہور علماے
سنت وجماعت سے ہین لیکن محب خالص اہل بیت رسالت کے ہین اور کیونکر نہ ہون کہ سلسلۂ
نسب مین اسی خاندان عصمت وطہارت سے ہین انھون نے اس خوبی وخوش اسلوبی سے
جواب ترکی بترکی دیے ہین کہ علماے متعصبین و دشمنان خاندان سید المرسلین ومخاصمین
دین مبین رسول رب العالمین کے ہوش وحواس باختہ میدان مناظرہ مین سپر انداختہ ہوکر
تشیع اور رفض کا الزام لگانے لگے غافل اس سے کہ انھین کے امام شافعی کا قول ہے ان کان
رفضاً حب آل محمدؐ فلیشہد الثقلان انی رافضی اور نیز علامہ سیوطی کہ جو حافظ اور
محدث اور امام کے لقب سے مشہور ہین انھون نے چھ رسالے نبوت اسلام ونجات

آباے کرام حضرت خیر الانام وجناب ابو طالب مین لکھے ہان علی قاری نے بعض رسائل علامۂ سیوطی کی رو کی ہی تو اُنکو معاوضہ بھی بمقتضاے جزاء سیئة سیئة مثلہا ملا ہی اور عاقبت کی خبر خدا جانے کیا حال ہوا ہی محمد بن فضل اللہ خلاصة الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر مین لکھتے ہین کہ اگر قاری نے یہ رسالے نہ لکھے ہوتے تو دنیا اُنکی تالیفات سے مملو ہو جاتی محمد بن عتقی کا مقولہ ہی کہ ہرات کی سردی نے قاری کے سر مین اثر کیا اُسی سبب سے عقل اُنکی مختل ہو گئی کہ اُسنے تکفیر آباے رسالت مآب صلعم مین رسالے لکھے تنبیہ الضلول تاج المکلل مین لکھا ہی کہ بہت سے اولیا و علمانے مطالعۂ کتب قاری کی ممانعت کی ہی کہ اُسنے بعض کتب مین بڑا تعصب کیا ہی اور بہت سے ائمہ پر طعن کیا ہی اور مولوی عبد الحی لکھنوی نے تعلیق الممجد مین لکھا ہی کہ علی قاری کی کتابین مفید ہین اگر بعض کتابون مین تعصب نہ کرتا تو بہت ہی مفید ہوتین اور قول مستحسن مین تو قاری کی خوب ہی خبر لی ہی پھر آخر مین لکھتے ہین کہ امر تاب فی اخر عمرہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی مشکوة کے ترجمہ مین اور نیز اُس کی شرح مین لکھتے ہین کہ اما آباے کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ ایشان از آدم تا عبد اللہ طاہر و مطہر اند از دنس کفر و رجس شرک چنانچہ آنحضرت صلعم فرمود بیرون آمدہ ام از اصلاب طاہرہ و ارحام طاہرہ و دلائل دیگر کہ متاخرین علما آنرا تحریر و تقریر نمودہ اند ولعمری این علمی است کہ حق تعالی مخصوص گردانیدہ است بآن متاخران را یعنی علم آنکہ آبا و اجداد آنحضرت ہمہ بر دین توحید و اسلام بودہ اند و از کلام متقدمین لائح میگردد کلمات برخلاف ان ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و یختص بہ من یشاء پھر لکھتے ہین کہ خدا جزاے خیر دہد علامۂ سیوطی را کہ درین باب رسائل تصنیف کردہ و افادہ نمودہ این مدعا را ظاہر و باہر گردانیدہ و حاشا کہ این نور پاک را در جای ظلمانی پلید بنہند و در عرصات آخرت بہ تعذیب و تحقیر آبا او را مخزی و مخذول گردانند و شیخ عبد الحق دہلوی و امام قرطبی و محب طبری و امام غزالی و علامۂ صلاح الدین و علامۂ زرقانی و حافظ عبد العزیز پرہاری و محمد بن فضل اللہ و علامۂ سیوطی و امام ابو نعیم و سید علی ہمدانی شافعی و بیہقی و سبط ابن جوزی و احمد زینی و امام موصلی و علی اجہوری و تلمسانی و امام شعرانی و امام سبکی و امام سحیمی و سید محمد رسول برزنجی و سلیمان رومی و نیز ابن سعد امام المورخین صاحب طبقات و محمد بن اسحاق و واقدی اور ایک جماعت کثیر ائمۂ حدیث و سیر و تفسیر وغیرہم کے افادات و مرویات سے بھی ثابت ہی چنانچہ قطبی نے کشف البیان مین اور

آباے کرام حضرت خیر الانام و جناب ابوطالب مین لکھے ہان علی قاری نے بعض رسائل علامہ سیوطی
کی رو کی ہی تو اُنکو معاوضہ بھی بمقتضاے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا ملا ہی اور عاقبت
کی خبر خدا جانے کیا حال ہوا ہی محمد بن فضل اللہ خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر
مین لکھتے ہین کہ اگر قاری نے یہ رسالے نہ لکھے ہوتے تو دنیا اُنکی تالیفات سے مملو ہو جاتی
محمد بن عرعتی کا مقولہ ہی کہ ہرات کی سردی نے قاری کے سر مین اثر کیا اُسی سبب سے عقل
اُنکی مختل ہو گئی کہ اُسنے تکفیر آباے رسالت مآب صلعم مین رسالے لکھے تنبیہ الضلول تاج المکلل
مین لکھا ہی کہ بہت سے اولیا و علما نے مطالعۂ کتب قاری کی ممانعت کی ہی کہ اُسنے بعض
کتب مین بڑا تعصب کیا ہی اور بہت سے ائمہ پر طعن کیا ہی اور مولوی عبد الحی لکھنوی نے
تعلیق الممجد مین لکھا ہی کہ علی قاری کی کتابین مفید ہین اگر بعض کتابون مین تعصب نہ کرتا تو
بہت ہی مفید ہوتین اور قول مستحسن مین تو قاری کی خوب ہی خبر لی ہی پھر آخر مین لکھتے
ہین کہ امر تاب فی آخر عمرہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی مشکوۃ کے ترجمہ مین اور نیز اُس کی
شرح مین لکھتے ہین کہ اما آباے کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ ایشان از آدم تا عبد اللہ
طاہر و مطہر اند از دنس کفر و رجس شرک چنانچہ آنحضرت صلعم خبر مود بیرون آمدہ ام از اصلاب
طاہرہ بارحام طاہرہ و دلائل دیگر کہ متاخرین علما آنرا تحریر و تقریر نمودہ اند و لعمری این علمی
است کہ حق تعالی مخصوص گردانیدہ است بآن متاخران را یعنی علم آنکہ آبا و اجداد آنحضرت
ہمہ بر دین توحید و اسلام بودہ اند و از کلام متقدمین لائح میگردد کلمات بر خلاف ان ذالک
فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و یختص بہ من یشاء پھر لکھتے ہین کہ خدا جزاے خیر دہد علامۂ
سیوطی را کہ درین باب رسائل تصنیف کردہ و افادہ نمودہ این مدعا را ظاہر و باہر گردانیدہ و
حاشا کہ این نور پاک را در جای ظلمانی پلید بنہند و در عرصات آخرت بہ تعذیب و تحقیر آبا ر
او را مخزی و مخذول گردانند و شیخ عبد الحق دہلوی و امام قرطبی و محب طبری و امام غزالی و
علامۂ صلاح الدین و علامۂ زرقانی و حافظ عبد العزیز پرہاری و محمد بن فضل اللہ و علامۂ سیوطی
و امام ابونعیم و سید علی ہمدانی شافعی و بیہقی و سبط ابن جوزی و احمد زینی و امام موصلی و علی اجہوری
و تلمسانی و امام شعرانی و امام سبکی و امام سحیمی و سید محمد رسول برزنجی و سلیمان رومی و نیز ابن سعد
امام المورخین صاحب طبقات و محمد بن اسحاق و واقدی اور ایک جماعت کثیر ائمۂ حدیث و سیر
و تفسیر وغیرہم کے افادات و مرویات سے بھی ثابت ہی چنانچہ قرطبی نے کشف البیان مین لکھا

[illegible]

تھے دنس کفر ورجس وخبث شرک سے پس ضرور ہے نفوس زاکیہ طاہرہ یا انبیا تھے یا اوصیاے
انبیا یا اولیاء اللہ پس جو شخص ایسے نفوس مقدسہ کو الزام دے کفر و شرک کا اور انکی شان
مین سوے ادبی کرے اُسکے مشرک وکافر سے بدتر ہونے مین کیا شک رہا اب رہا یہ امر کہ فقہ
اکبر کے بعض نسخون مین جو قول تکفیر آباے آنحضرت منسوب با مام ابو حنیفہ ہے اور یہ مذہب خاص اکثر
حضرات سنت وجماعت کا ہے اور اُسی پر دار ومدار ہے صاحب رسالہ کا تو وہ کسی طرح صحیح نہین ہوسکتا
کہ فقہ اکبر کے متعدد نسخون مین یہ قول مذکور نہین ہے اور جن مین یہ قول ہے وہ اُنکی طرف منسوب ہے
حقیقۃً وہ فقہ اکبر امام کی نہین ہے ہم اس مقام پر زیادہ بحث کرنا نہین چاہتے فقط سیرۃ النعمان
حصۂ دوم صفحہ ۱۰۹ کہ جو محمد شبلی نعمانی صاحب کی تالیف ہے ملاحظہ ہو لکھتے ہین کہ فقہ اکبر کو اگرچہ
فخر الاسلام بزدوی وبحر العلوم وشارحین فقہ اکبر نے امام صاحب کی طرف منسوب کیا ہے
لیکن ہم مشکل سے اُسپر یقین کرسکتے ہین پھر اُسی سیرۃ النعمان مین لکھتے ہین کہ امام رازی نے
مناقب شافعی مین تصریح کی ہے کہ امام ابو حنیفہ کی کوئی تصنیف باقی نہین رہی پھر اس قول کو
منسوب کرنا امام ابو حنیفہ کی طرف کسی طرح صحیح نہین ہوسکتا باایںہمہ صاحب رسالہ مسمی محمد
احمد رضا خان صاحب کہ حنفی المذہب ہین وہ تکفیر آباے آنحضرت اور جناب ابو طالب
کیا کرسکتے ہین بجز عوام فریبی اور اغواے جہلا کے پہلے وہ اپنا حنفی المذہب ہونا ثابت
فرمالین پھر تالیف وتصنیف کی ہوس کرین سیرۃ النعمان حصۂ دوم کے صفحہ ۱۱۱ مین لکھتے ہین کہ
محدثین کے نزدیک جو بڑے سے بڑے معرکہ آرا مسئلہ ہین اُن مین کا یہ پہلا مسئلہ ہے کہ امام صاحب
نے فرائض واعمال کو جزو ایمان نہین سمجھا پھر لکھتے ہین کہ ایک معمولی سمجھ کا آدمی کہہ سکتا ہے
کہ ایمان اعتقاد کا نام ہے جو دل سے متعلق ہے اور فرائض واعمال جوارح کے کام ہین اس لیے
نہ ان دونون سے کوئی حقیقت مرکب ہوسکتی ہے نہ اُن مین سے ایک دوسرے کا جزو ہوسکتا
ہے صاحب رسالہ اسی پر جان دیے دیتے ہین کہ جسنے اقرار لسانی نہ کیا وہ کافر ہے پھر حنفیت اُنکی
کہان رہی حاصل کلام یہ ہے کہ رسالۂ مذکورہ زبان اُردو مین ہے اور ابتدا سے انتہا تک تقریرات
مختلۃ النظام مشتملہ کذب واتہام وا باطیل واوہام وبغض وعداوت خاندان رسول انام
وہیج سرائی منافقین طغام وخوارج لیام کہ جو بالاتفاق ذریات واعقاب اہل کفر وشرک
وبدعت سے تھے مملو ہے اور کوئی دقیقہ اصحاب ضالین وغاصبین وخائنین وناکثین وقاسطین
ومارقین کی طرفداری وجان نثاری وحمایت کا فروگذاشت نہین کیا اور پردہ پوشی مین انھین
مرتدین اور کفار ومشرکین کہ جو اصلاب وارحام نجسین وخائبین وخاسرین سے پیدا ہوئی تھی
تمام انبیا ومرسلین علی الخصوص خاتم النبیین حبیب رب العالمین کو اصلاب نجسین وارحام

خبیثین سے قرار دینے مین بڑی عرقریزی اور جان فشانی کی ہی اور اثبات کفر و شرک آباے کرام خیر الانام اور توہین و تنقیص اہل بیت عظام مین کوئی مکر و فریب اور اہتمام اٹھا نہین رکھا کہ جو موجب اختلال حواس ضعفاے دین اور ہیجان وسواس عوام و جہلاے بے صدق و یقین ہو سکتا ہی لہذا حسبۃ للہ و بجہت اکتساب ثواب ضرور ہوا کہ حقیقت حال اور اہلیت ہر مقال ظاہر کر دی جاوے کہ عوام الناس شر خناس اور فریب و اغواے وسواس یوسوس فی صدور الناس سے بچین اور دھوکا نہ کھاوین مصنف رسالہ نے جن تین آیتون اور پندرہ حدیثون اور ڈیڑھ سو گیارہ کتابون اور اسی صحابہ و تابعین اور ڈیڑھ سو راویون کا نام گنوایا ہی اور اپنے گمان باطل مین جناب ابو طالب اور در پردہ تمام انبیا و آباے آنحضرت کا فسق و کفر ثابت کیا ہی ہم انھین آیات و احادیث و اقوال اور دیگر روایات و اخبار و آثار و اقوال صحابیان ذوی الاقتدار والاحترام و علماے اعلام و مفسرین مستندین اعلام و کملاے علم کلام و فقہاے عالی مقام کہ جو مشہور و معروف بمذہب سنت و جماعت ہین ان سب کی تحقیق و تدقیق سے اور نیز دلائل و براہین قاطعہ ساطعہ عقلی و نقلی سے افضل ترین اصحاب اور اوصیاے انبیا اور اولیاء اللہ اور مربی رسول اللہ اور عارف کامل اور مومن باذل ہونا جناب ابو طالب کا اور طاہر ہونا اصلاب و ارحام انبیا اور اوصیا کا علی الخصوص حضرت خاتم المرسلین اور سید الوصیین امام المتقین امیر المومنین کا از آدم تا حضرت عبد اللہ و جناب ابو طالب اس صراحت سے ثابت کیے دیتے ہین کہ کسی کو جاے کلام نہ رہے اور مسمی کیا ہم نے اسکو ساتھ **فتح الغالب فی رد شرح المطالب** کے وما انا اشرع بتوفیق اللہ و توفیقہ فی المقصود متوکلا علی مفیض الخیر والجود و بہ نستعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قولہ اس مین شک نہین کہ جناب ابو طالب تمام عمر حضور سید الاولین والآخرین سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم الی یوم القرار کی حفظ و حمایت و نصرت مین مصروف رہے **اقول** اس مین بھی معاندین و منافقین جو مصداق امنا بافواہھم ولم تؤمن قلوبھم کے ہین اور جن کی شان مین لھم فی الدنیا خزی ولھم فی الآخرۃ عذاب عظیم حق تعالی نے فرمایا ہی اگر وہ شک کرین تو کیا عجب ہی اور القاب مبارک جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بجاے لفظ سید سے آپ کا کیا منشا ہی کہ آپ نے فقط لفظ سید پر اکتفا فرمائی اور وہ بھی بایں فصاحت و بلاغت پہلے تو سید المرسلین رقم فرمایا پھر اسپر ترقی فرمائی کہ

سید الاولین والآخرین اور بعد اسکے جو بلند پروازی کی تو سید الابرار جس سے صاف ظاہر
ہی کہ اولین وآخرین مرتبہ مین مرسلین سے بھی افضل ہین پھر سید ابرار فرمایا کہ ابرار اولین
وآخرین سے بھی بہتر ہین یعنی مرسلین اولین وآخرین مین شامل نہین اور نیز مرسلین اور
اولین وآخرین ابرار نہین ہین سبحان اللہ آپ نے فصحاے زمانہ کا دم بند کر دیا۔ اب کون
ایسی عبارت لکھ سکتا ہی اور ایسی مدح جناب رسالت مآب کی کر سکتا ہی **قولہ** اپنی
اولاد سے زیادہ حضور کو عزیز رکھا **اقول** بے شک اپنی اولاد وجان ومال سے زیادہ
عزیز رکھا اور کیونکر عزیز نہ رکھتے کہ عارفین وموحدین واوصیاے انبیا علیہم السلام سے
تھے جناب عبد المطلب کی وصیت تھی کہ یہ مرتبہ عظیم رکھتے ہین یعنی پیغمبر ہین ان کی حمایت
مین مصروف رہنا جیسا کہ کتب تواریخ وسیر وحدیث سے ثابت ہی ورنہ اپنی اولاد سے
زیادہ عزیز رکھنے کا کوئی سبب نہین ہی اور جہان آپ نے اس سبب کو بیان کیا ہی وہان پر ہم
آپ کی زبان سے امر حق ثابت کر دینگے **قولہ** اور اس وقت مین ساتھ دیا کہ ایک
عالم حضور کا دشمن جان ہو گیا تھا **اقول** یہ بھی غلط ہی اسواسطے کہ اس عالم مین تمام
قریش اور بنی ہاشم اور اعمام آنحضرت کے بھی شامل ہوے جاتے ہین حالانکہ وہ سب
دشمن جان نہ تھے اور اگر یہ امر تسلیم بھی کر لیا جائے تو فرمائیے کہ جناب ابوطالب کو کیا تخصیص
تھی کہ حفاظت وحمایت وکفالت ونصرت مین تمام عمر مصروف رہے مثل تمام اعمام آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومثل تمام قوم وقبیلہ کے کیون دشمن جان نہ ہوے اور اپنی اولاد
سے زیادہ عزیز رکھنے کا کیا سبب ای حضرت وجہ یہ ہی کہ وہ حامل وصایاے انبیا اور
مستودعین سے تھے کہ وصایاے انبیاے سابقین کو تفویض آنحضرت کیا اور تشبیہ ابوطالب
کی ساتھ مومن آل فرعون کے ہی کہ جنکے حق مین حق تعالی یکتم ایمانہ فرماتا ہی **قولہ** اپنے تمام
عزیزون قریبون سے مخالفت گوارا کی سب کو چھوڑ دینا قبول کیا کوئی دقیقہ غمگساری جان نثاری کا
نامرعی نہ رکھا **اقول** فی الحقیقت ایسا ہی ہو گیا آپ اسکا بھی انکار کر سکتے ہین اگر آپ سے
ہو سکتا تو انکار کیا بلکہ تکذیب ورد کرتے مگر تواریخ وسیر کفار ومشرکین تک ابوطالب کے
احوال سے مملو ہین **قولہ** اور یقینا جانتے تھے کہ حضور افضل المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ تعالی کے سچے رسول ہین اپنر ایمان لانے مین جنت ابدی اور تکذیب مین جہنم دائمی ہی
بنی ہاشم کو مرتے وقت وصیت کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرو فلاح پاوگے **اقول**
یہی یقینا جاننا ایمان حقیقی ہی کہ آنحضرت افضل المرسلین سچے رسول ہین انکی تصدیق مین جنت
تکذیب مین جہنم ہی اور کیونکر بنی ہاشم کو وصیت نہ کرتے کہ ابوطالب وصی انبیا اور مستودعین سے

تھے جو کچھ خدا کی طرف سے اُنپر فرض تھا مرتے دم تک اُسکو ادا کیا فقط بنی ہاشم کو وصیت نہین کی بلکہ
بنی ہاشم اور غیر بنی ہاشم سب کو وصیت اور نصیحت کی اگرچہ بنی ہاشم کو خاص کیا اور قریش کو عام طور
سے اگر آپ بھی بنی ہاشم کے مقام پر قریش فرما دیتے تو ماخذ علم آپ کا مخفی رہتا کیا آپ نے معارج
النبوۃ بھی نہین ملاحظہ فرمائی رکن سوم باب سوم فصل دوم واقعات سال دہم نبوت مین ملاحظہ ہو
لکھتے ہین کہ محمد بن کعب قرظی می گوید کہ چون ابی طالب بیمار شد قریش بعیادت او می آمدند اول ایشانرا
بنواخت و بعد ازان بہ نصیحت آن جماعت پرداخت و ایشان را بہ تعظیم کعبہ و صلہ رحم و رعایت
عامل و عطای سائل دلالت کرد و بصدق حدیث و ادای امانت مبالغت نمود آنگاہ گفت شما
را وصیت می کنم بہ مطابعت و معاونت محمد کہ او امین قریش و صدیق عرب است و بہ امری آمدہ کہ دل
قبول آن کردہ و زبان بصدق آن گواہی دادہ و بخدا سوگند کہ من چنان می بینم کہ اشراف آفاق و
سادات و عظما و اکابر اطراف و اکناف دعوت او را اجابت نمودہ اند و تصدیق قول او بجا آوردہ اند
و تمامی بلاد عرب و عجم مسلم گشتہ و زمام حل و عقد بدست تدبیر او دادہ و مفاتیح ابواب سعادت و حبیب
متابعت او نہادہ ای بنی ہاشم بدو تقرب جوئید بہ نفس و مال معاونت او نمائید حاصل یہ ہی کہ آپ
سچ بولنے کی قسم کھائے ہوئے بیٹھے ہین مگر باوجود اسکے دعواے اسلام و مومنیت رکھتے
ہین ایمان سے فرمائیے کہ یہ قول ابوطالب کا جو صاحب معارج نے نقل کیا ہی کہ "دل قبول آن کردہ
و زبان بصدق آن گواہی دادہ" یہ تصدیق جنانی اور اقرار لسانی نہین ہی تو اسکو کیا کہتے ہین کیا
اسلام و ایمان اسی کا نام ہی جو آپ نے اختیار کیا ہی کہ زبان سے اقرار رسالت اور دعواے
سنت جماعت اور دل سے دشمنی آباو اجداد و اعمام بلکہ تمامی خاندان نبوت یہ تو آن دشمنان رسول خدا
کا شیوہ ہی جو فی الظاہر مسلمان اور فی الباطن کافر تھے **قولہ** نعت شریف مین قصائد اُن سے
منقول ہین ان مین براہ فراست وہ امور مذکور کہ اُسوقت تک واقع نہ ہوے تھے بعد بعثت شریف
ظہور میں آئے سب احوال مطالعہ احادیث و مراجعت کتب سیر سے ظاہر ہی ایک شعر اُنکا صحیح بخاری
شریف مین بھی مروی ہی **اقول** حفاظت و حراست و نصرت و کفالت و فرمانبرداری و جان نثاری
حضرت ابوطالب کی مشہور ہی اور معروف ہی اور جو وصیتین اور نصیحتین قریش کو اور بنی ہاشم کو کی ہین اور اشعار
اور نظما جو مدح و ثنا و پیشینگوئیان فرمائین اور تصدیق رسالت پناہی اور اتمام نور الٰہی مین جو تقریرات
کی ہین مثل آفتاب کے نمایان ہین اور کیونکر نہ کرتے کہ موحدین عارفین اوصیاے انبیا میں سے تھے
اور یہ کلمہ جو آپنے رقم فرمایا کہ "اُن مین براہ فراست وہ امور ذکر کیے جو اُسوقت تک واقع نہوے تھے بعد
بعثت شریف اُسکا ظہور ہوا" یہ آپکی فراست ہی اسواسطے کہ فراست کے معنی عرف میں فہم و ادراک و زیرکی و دانائی
و علم قیافہ کے ہین اور علم قیافہ اُسے کہتے ہین کہ ہر شخص کی صورت سے اُسکی سیرت کو پہچان جائے فراست کے معنی

پیشین گوئی کے نہیں ہیں کا شکے فراست کے مقام پر کہا نہ یا اشتق سکے فرمایا ہو نا افسوس ہی آپ کی عقل و دانائی پر کیونکہ جو پیشین گوئیاں حضرت ابوطالب نے فرمائی تھیں بعد آنے کے زمانہ سکے ان کا ظہور ہوا اور ایسی پیشین گوئی منصب انبیا یا اوصیائے انبیا یا اولیاء اللہ کا ہی کبھی بذریعہ خواب صادقہ اور گاہ بالہام اور گاہی بنزول ملائکہ من اللہ ظہور میں آتی ہیں فراست کو پیشین گوئی سے نیا علاقہ ہی ہاں کاہن اور نجومی وغیرہ بھی پیشین گوئیاں کرتے ہیں مگر مشکل تو آپ کو یہ ہوئی کہ ابوطالب کو آپ نہ تو کاہن کہہ سکتے ہیں نہ نجومی کیونکہ علاوہ اُن دلائل کے جنکا بیان اس مقام پر باعث طول ہی یہی دلیل کافی ہی کہ کسی مورخ یا صاحب سیر نے جناب ابوطالب کو لفظ کاہن یا نجومی سے خطاب نہیں کیا اسواسطے آپ نے یہ لفظ فراست گڑھا اور ایک شعر حضرت ابوطالب کے قصیدہ کا اور ایک سو دس بیتیں محمد بن اسحٰق مدنی نے بھی نقل کیں تو کیا جائے تعجب ہی کہ قصائد جناب ابوطالب کے مدح و ثنائے جناب ختمی مآبؐ میں لاتعد ولاتحصی ہیں **قولہ** شیخ محقق مولانا عبدالحق دہلوی قدس سرہ شرح صراط مستقیم میں اس قصیدہ کی نسبت فرماتے ہیں ’’دلالت دارد بر کمال محبت و نہایت معرفت نبوت‘‘ **اقول** ابھی گذارش کر چکا ہوں کہ ابوطالب ابتدا سے موحدین عارفین اور اوصیائے انبیا سے یا لنفسہ نبی تھے جیسا کہ آپ کے مولانا عبدالحق دہلوی نے جو رقم فرمایا ’’دلالت دارد بر کمال محبت و نہایت معرفت نبوت‘‘ تو آپ نے نہ کمال محبت کو سمجھا نہ نہایت معرفت کو اور فی الحقیقت ان امور کی واقفیت کے واسطے مادہ چاہیے وہ آپ میں معدوم اور یہ حق اُن علمائے اعلام اور فضلائے عالی مقام کا ہی جو جمیع علوم میں کامل ہیں اور آپ تو مصداق ختم اللہ علی قلوبھم کے ہیں آپکو متاثر ہونا دشوار ہی مگر اتماماً للحجۃ باتباع اہل حق و عرفان و اقوال علمائے عالی شان گذارش کرنا ضرور ہی کہ کلام مولانا عبدالحق میں جو کمال محبت کا لفظ آیا ہی اُسے سمجھیے محبت ماخوذ ہی حب سے بمعنی میلان قلب اہل لغت کہتے ہیں کہ محبت امر وجدانی ہی امور قلب سے جسکے معنی میلان نفس کا ایک شی کی طرف ہی اور بعض نے معنی محبت ارادہ قلب کے بیان کیے ہیں مثلاً احببت ان افعل ای اردت ان افعل اور بعض نے تعریف کی ہی کہ محبت میل طبع کی جنس سے ہی جیسے احب ولدی بمعنی یمیل قلبی وطبعی الیہ حاصل یہ ہی کہ محبت کو کہ میلان نفس کا نام ہی مضاف کیا طرف قلب کے اور حب القلب کہا تو محبت ایک امر اضافی ہی اور اُسکی چند قسمیں ہیں محبت[1] سببی ۔ محبت[2] خلقی ۔ محبت[3] تکلیفی ۔ محبت[4] التزامی پس محبت[1] سببی بسبب اسباب کے ہوتی ہی جیسے قرابتی[اول] کہ بوجود قرابت اصلاب و صلت رحم طبیعت بصورت ترحم ذوی الاصلاب و الارحام کی طرف مائل ہو جاتی ہی شہوانی[دوم] کہ وہ ایک امر ہی وجدانی لازم حیوانی کہ بالطبع میلان ہوتا ہی طرف اغذیہ و اطعمہ و اشربہ و ازدواج وغیرہ کے صداقتی[سوم] کہ بسبب حصول صداقت کے رغبت کرتا ہی انسان صدیق کی طرف اور تعظیم و تکریم اُسکی پیدا ہوتی ہی غرض کسی سبب سے میلان قلب ہو اُسکو محبت سببی کہتے ہیں محبت خلقی کہ بعد استکمال بندہ کے خلائق کے دلوں میں حق تعالی پیدا کرتا ہی کہ بغیر تحصیل صداقت و قرابت و صناعت وغیرہ کے

[1] اقسام محبت از ناصر العترۃ مصنفہ جناب سید ابوالقاسم لاہوری صفحہ ۴۴-۶۲ و بعض مقام از لوامع التنزیل جزو ثانی صفحہ ۱۳۰-۱۳۰

میلان اُنکا اس طرف کو ہوتا ہی اور وہ تعظیم و تکریم اولیا و اصفیا و انبیا و غیرہ کی کرتے ہین اور اُنکے احوال و دلیل
اور حقیر جانتے ہین اور اُنکی تذلیل و توہین مین مصروف رہتے ہین اور اس قسم خلقی کا منہ باق علما نے اس آیۂ کریمہ
کو لکھا ہی ان الذین امنوا وعملوا الصالحات سیجعل لہم الرحمن ودا یعنی جو لوگ ایمان لائے ہین اور عمل صالح
کرتے ہین جلد خدا سے مہربان گردانتا ہی اُنکے واسطے مودت اور محبت کو چنانچہ ثعلبی نیشاپوری و زمخشری نے کشاف
مین سبب نزول اس آیہ کا اس طرح لکھا ہی ان النبی قال لعلی قل اللہم اجعل لی عندک عہدا واجعل لی فی
صدور المومنین مودۃ فانزل ہذہ الایۃ یعنی فرمایا پیغمبر خدا نے علیؑ سے کہ ای علیؑ کہہ تو کہ بارخدایا کر تو اپنی طرف
سے میرے واسطے عہد اور پیدا کر واسطے میرے صدور قلوب مومنین مین مودت و محبت پس یہ آیہ نازل ہوا تیسرے
محبت تکلیفی اور وہ عبارت ہی اس امر سے کہ حق تعالی نے کافۂ امت کو تکلیف دی کہ اپنے دلون کو مائل کرین اور
رغبت کرین طرف سید الانام اور اُنکی آل کرام کے اور انتساب کرین محبت کو کہ فائق ہو بہ نسبت محبت اقارب و
ذوی الارحام کے کہ بعد تحصیل اس محبت کے جان اور مال اور اولاد فدا اُنکی کرین اور مصداق اسکا قول حق تعالی
ہی قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی چوتھے محبت التزامی ہی اور وہ دو حال سے خالی نہین یا بہ نسبت
معبود ہی یا عباد ہی جو بہ نسبت معبود ہی اس سے مراد یہ ہی کہ حق تعالی کسی کی محبت کو اپنی ذات پر لازم گردانے یعنی
معہود کرے مثلاً واللہ یحب المحسنین یہ محبت خدا کی محبت التزامی ہی اسواسطے کہ محبت کے معنی میلان قلب کے
ہین اور حق سبحانہ تعالی قلب اور جسم سے مبرا ہی نسبت دینا محبت قلبی اور بغض قلبی کا خدا کی طرف ممتنع ہی پس
محبت خدا سے مراد معنی مجازی ہین کہ ایصال خیر اور انعام ہی اور جو بہ نسبت عباد ہی وہ متعلق بلزوم قلب ہی پس محبت
التزامی بہ نسبت عباد کے بحسب تفاوت اشخاص متفاوت ہوتی ہی اور اس محبت کے بھی مدارج ہین عام خاص[۲]
اخص[۳] اور اخص کے بھی دو درجے ہین درجۂ ثانیہ وہ ہی کہ اس سے زیادہ ممکن نہین اُسکو درجۂ خاتمیت کہتے ہین
محبت[۱] عام بندہ بہ نسبت خدا کے عبارت ہی اس امر سے کہ ان العبد بعد تحصیل المعرفۃ یمیل قلبہ میلا تاما
الی الامور الالہیۃ حتی لا یفرط فی احدہا یعنی بندہ کہ بعد تحصیل کرنے معرفت خدا کے میلان مفرط اُسکے قلب مین
پیدا ہوتا ہی کہ امور الہیہ کو ترک نہین کرتا اور ہر دقیقہ مرید اور فاعل اُسکا ہوتا ہی محبت[۲-۱] عام معبود بہ نسبت عوام
عباد کے جیسا کہ مطالب السؤل مین ہی ان محبتہ تعالی للمومنین ارادتہ تعالی باثابتہ ودفع عقابہ
عنہ من جہۃ الایمان والاعمال فہذہ الارادۃ بہذا المعنی رحمۃ فالمحبۃ اخص من ذلک خلاصہ یہ ہی
کہ محبت حق تعالی کی عام مومنین کی بہ نسبت ارادۂ الٰہیہ بعطاء ثواب و دفع عقاب من جہۃ الایمان والاعمال ہی اور
اسی ارادہ کو محبت کہتے ہین اور در اصل محبت اخص ہی ارادہ سے کہ ارادہ فقط میلان ہی محبت[۲] خاص بندہ وہ محبت
ہی کہ بندہ بعد حصول کمال معرفت مائل ہوتا ہی بلکہ میلان قوی اُسکا عبادت و طاعت الٰہی پر ہوتا ہی اس طرح
سے کہ ہر فعل صعب کو اسہل و راخف شمار کرتا ہی محبت خاص خدا کی بہ نسبت بندۂ خاص کے عبارت ہی عن
کشف الحجاب عن قلبہ وتمکینہ من ان یطاء علی بساط قربہ لیاخذ ما یوصف سبحانہ بہ مما

بجوز ومما لا یجوز علیه بالایقان فبذلک یتفوق علی کل فائق یعنی خدا کشف حجاب کرتا ہی اسکے قلب سے
اور تمکین دیتا ہی اسکو چلنے پر کہ میرے قرب بساط کی راہ پر چلے واسطے اخذ کرنے اُن اوصاف کے کہ متصف ہی
ساتھ اُن صفات کے ذات باری اور اُن صفتون سے کہ جائز ہی اور اُن صفتون سے کہ جائز نہین ہی اور بندہ
کے یقین کے ساتھ اور بعد حصول اس مرتبہ کے فائق ہوتا ہی تا لقین پر درجۂ محبت اخص بندہ جو درجۂ اخص کا
اول درجہ ہی وهو عبارة عن اشد المیلان الموفق للتجافی عن دار الغرور والترقی الی عالم الانس و
الحضور والوحشة ممن سواه فتصیر همومه هما واحدا فیسهل له الیه الوصول یعنی قلب بندہ
مین اشد میلان پیدا ہوتا ہی اور وہ میلان مؤید اور موفق ہوتا ہی اور برخواستہ اور آمادہ کرتا ہی کہ ہمیشہ بندہ پا
بہ رکاب رہتا ہی اس دار غرور و فانی سے اور ترقی کرتا ہی اور بلند ہوتا ہی عالم نور اور عالم موانست و حضور کی طرف
اور توحش کرتا ہی جمیع ما سوی اللہ سے اور ہو جاتے ہین ہموم اسکے ہم واحد اور وصول اسکا بقرب و تعالی اسہل
ہوتا ہی اول درجہ محبت اخص الٰہی هو عبارة عن ما هو احسان مخصوص یلیق بحاله و یمتاز به عن جنسه
بمزایا زایدة والنوائل العالیة من رضوانه واخص انعامه من ازلافه فبشمولها ینقاد له کلما
ارادہ بارادته تعالی یعنی احسان جو مخصوص خداوندی ہی اور لائق بحال بندہ ہی کہ بسبب اسکے وہ ممتاز ہوتا
ہی اپنے اجناس سے ساتھ مزیت زائدہ کے اور عطایاے عالیہ کے اور رضوان الٰہیہ کے اور اخص انعام
کبریائیہ کے پس بشمول ان الطاف ربانیہ کے جو کچھ ارادہ کرتا ہی منقاد بارادۂ الٰہیہ ہوتا ہی یعنی جسوقت اُس کی
نزدیکی سے ندا بجا لاتا ہی حق تعالی لبیک عبدی کہتا ہی اور جب دعا کرتا ہی مقبول ہوتی ہی اور جو سوال کرتا
ہی حق تعالی عطا فرماتا ہی اور جسوقت حق تعالی سے پناہ طلب کرتا ہی پناہ اُسکو ملتی ہی چنانچہ غزالی و ابن طلحہ وغیرہ نے
حدیث قدسی روایت کی ہی جو اسی محبت اخص الٰہی پر دلالت کرتی ہی وہ حدیث قدسی یہ ہی قال تعالی لا یزال عبدی
یتقرب الی بالنوافل حتی احبه فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به و بصره الذی یبصر به و
یده التی یبطش بها و لسانه الذی ینطق به و رجله التی تمشی بها وان دعانی اعطیته وان استعاذنی
اعذته یعنی جو بندہ کہ تقرب میرا بنوافل حاصل کرے اسکا دوست ہوتا ہون مین اور جسوقت کہ اسکا دوست
ہوا مین پس سمع اسکا ہون مین جس سے سماعت کرتا ہی وہ اور بصارت اسکی ہوتا ہون کہ دیکھتا ہی وہ ساتھ
اسکے اور لسان اسکی ہون کہ کلام کرتا ہی وہ ساتھ اسکے اور ہاتھ اسکا ہوتا ہون کہ مضبوط پکڑتا ہی وہ ساتھ
اسکے اور پانوٴن اسکا ہوتا ہون کہ چلتا ہی وہ ساتھ اسکے اور اگر دعا کرتا ہی تو عطا کرتا ہون مین اسکو اور
پناہ مانگتا ہی تو پناہ دیتا ہون مین اسکو حاصل یہ ہی کہ اس حدیث سے ثابت ہی کہ حق تعالی اپنے دوست کو
اسقدر دوست رکھتا ہی کہ جو فعل کہ جوارح دوست سے صادر ہوتا ہی اسکو وہ اپنا فعل جانتا ہی یہ مراد نہین ہی
معاذ اللہ کہ حق سبحانہ تعالی اسکا جوارح ہو جاتا ہی یعنی اُس شخص موصوف کے اعضا مین حلول کر جاتا ہی
جیسا کہ مذہب حلولیہ کا ہی بلکہ مراد اس سے اشارات اضافیہ ہین مثل من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اطاعت

یجوز وممالا یجوز علیہ بالایقان فبذلک ینفوق علی کل فائق یعنی خدا کشف حجاب کرتا ہی اُسکے قلب سے
اور تلقین دیتا ہی اُسکو چلنے پر کہ میرے قرب بساط کی راہ پر چلے واسطے اخذ کرنے اُن اوصاف کے کہ متصف ہو
ساتھ اُن صفات کے ذات باری اور اُن صفتون سے کہ جائز ہی اور اُن صفتون سے کہ جائز نہین ہی اوپر بندہ
کے یقین کے ساتھ اور بعد حصول اس مرتبہ کے فائق ہوتا ہی ناقلین پر درجۂ محبت اخص بندہ جو درجۂ اخص کا
اول درجہ ہی وھو عبارۃ عن اشد المیلان الموفق للتجافی عن دار الغرور والترقی الی عالم الانس و
الحضور والوحشۃ ممن سواہ فتصیر ھمومہ ھمًا واحدا فیسھل لہ الیہ الوصول یعنی قلب بندہ
مین اشد میلان پیدا ہوتا ہی اور وہ میلان مُویّد اور مُوفق ہوتا ہی اور برخواستہ اور آمادہ کرتا ہی کہ ہمیشہ بندہ پا
بہ رکاب رہتا ہی اس دار غرور وفانی سے اور ترقی کرتا ہی اور بلند ہوتا ہی عالم نور اور عالم موانست وحضور کی طرف
اور نوسش کرتا ہی جمیع ماسوی اللہ سے اور ہو جاتے ہین ہموم اُسکے ہم واحد اور وصول اُسکا بقرب وتعالی اسہل
ہوتا ہی اول درجہ محبت اخص الٰہی ھو عبارۃ عن ماھو احسان مخصوص بلیق بحالہ ویمتازبہ عن جنسہ
بمزایا زایدۃ والنوائل العالیۃ من رضوانہ واخص انعامہ من ازلافہ فیشمولہا ینقاد لہ کلما
ارادہ بارادتہ تعالی یعنی احسان جو مخصوص خداوندی ہی اور لائق بحال بندہ ہی کہ بسبب اُسکے وہ ممتاز ہوتا
ہی اپنے اجناس سے ساتھ مزیت زائدہ کے اور عطایاے عالیہ کے اور رضوان الٰہیہ کے اور اخص انعام
کبریائیہ کے پس بشمول ان الطاف ربانیہ کے جو کچھ ارادہ کرتا ہی منقاد بارادۂ الٰہیہ ہوتا ہی یعنی جسوقت اُس کی
نزدیکی سے ندا بجد اکرتا ہی حق تعالی لبیک عبدی کہتا ہی اور جب دعا کرتا ہی مقبول ہوتی ہی اور جو سوال کرتا
ہی حق تعالی عطا فرماتا ہی اور جسوقت حق تعالی سے پناہ طلب کرتا ہی پناہ اُسکو ملتی ہی چنانچہ غزالی وابن طلحہ وغیرہ نے
حدیث قدسی روایت کی ہی جو اسی محبت اخص الٰہی پر دلالت کرتی ہی وہ حدیث قدسی یہ ہی قال تعالی لایزال عبدی
یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ و
یدہ الذی یبطش بہا ولسانہ الذی ینطق بہ ورجلہ التی تمشی بہا وان دعانی اعطیتہ وان استعاذنی
اعذتہ یعنی جو بندہ کہ تقرب میرا بنوافل حاصل کرے اُسکا دوست ہوتا ہون مین اور جسوقت کہ اُسکا دوست
ہوا مین پس سمع اُسکا ہوتا ہون مین جس سے سماعت کرتا ہی وہ اور بصارت اُسکی ہوتا ہون کہ دیکھتا ہی وہ ساتھ
اُسکے اور لسان اُسکی ہون کہ کلام کرتا ہی وہ ساتھ اُسکے اور ہاتھ اُسکا ہوتا ہون کہ مضبوط پکڑتا ہی وہ ساتھ
اُسکے اور پانوُن اُسکا ہوتا ہون کہ چلتا ہی وہ ساتھ اُسکے اور اگر دعا کرتا ہی تو عطا کرتا ہون مین اُسکو اور
پناہ مانگتا ہی تو پناہ دیتا ہون مین اُسکو حاصل یہ ہی کہ اس حدیث سے ثابت ہی کہ حق تعالی اپنے دوست کو
اسقدر دوست رکھتا ہی کہ جو فعل کہ جوارح دوست سے صادر ہوتا ہی اُسکو وہ اپنا فعل جانتا ہی یہ مراد نہین ہی
معاذ اللہ کہ حق سبحانہ تعالی اُسکا جوارح ہو جاتا ہی یعنی اُس شخص موصوف کے اعضا مین حلول کر جاتا ہے
جیسا کہ مذہب حلولیہ کا ہی بلکہ مراد اس سے اشارات اضافیہ ہین مثل من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اطاعت

فقال رسول اللہ ما انتجيته ولكن اللہ انتجاه اور خود جناب امیر المومنین نے مکرر گروہ مسلمین میں فرمایا سلونی قبل ان تفقدونی سلونی عن طرق السموات فانی اعلم بها من طرق الارض اور مثل اسکے حالات انبیا و اوصیا و اولیا ء اللہ بکثرت ہین کہ نقل کرنا سب کا باعث تطویل ہی الحاصل جناب ابوطالب کو کمال محبت تھی آنحضرت سے یعنی تمام مدارج محبت کے انکو حاصل تھے چنانچہ محبت سببی تو ظاہر ہی کہ عم رسول مختار تھے اور اگر فقط محبت سببی ہی ہوتی تو ممکن تھا کہ مثل دیگر اعمام کے ابوطالب بھی مخالفت کرتے جیسا کہ آپکا قول ہی کہ ایک عالم حضور کا دشمن جان ہو گیا تھا جن مین قریش و بنی ہاشم اور بعض اعمام بھی شریک تھے اسواسطے کہ جب ایک سبب پر دوسرا سبب غالب ہو جاتا ہی تو سبب اول مغلوب بلکہ کالعدم ہو جاتا ہی مثلاً برادران حقیقی کہ محبت سببی فی الظاہر رکھتے ہین مگر کبھی بغلبۂ اغراض نفسانیہ اور حب جاہ و ثروت بلکہ ادنی مال دنیوی کے واسطے ایک دوسرے کے دشمن جان ہو جاتے ہین حتی کہ نوبت بہ قتل و قمع پہونچتی ہی اور ایک دوسرے کو قتل کر ڈالتا ہی محبت خلقی بھی ابوطالب کے واسطے ثابت ہی کہ حق تعالی نے اُنکے دل مین پیدا کر دی تھی جس سبب سے قلباً حضرت سید النبیین خاتم المرسلین پر نثار تھے اور کوئی دقیقہ تعظیم و تکریم آنحضرت کا فرو گذاشت نہین کیا حالانکہ آنحضرت بھتیجے تھے اور خود ابوطالب پرورش و تربیت مین مصروف تھے مربی آنحضرت کے تھے ہم انکو عظمت اور اکرام کرنا ضرور نہ تھا پس بالضرور یہ محبت حق تعالی نے حضرت ابوطالب کو عنایت فرمائی تھی اور یہی حال حضرت عبد المطلب کا تھا اور جس وقت عبد المطلب نے آنحضرت کو سپرد ابوطالب کیا تو دوسرے بھائیون نے حضرت ابوطالب کی بھی خواہش کی تھی چنانچہ تواریخ و سیر اس احوال سے مملو ہین مگر عبد المطلب نے حضرت ابوطالب کے سپرد کیا باین شرط کہ مین تو ابوطالب کو لائق اس کام کے جانتا ہون مگر جسکو خود محمد پسند کرے اور اختیار کرے اور آنحضرت کو عبد المطلب نے طلب کیا اور کہا کہ ان مین سے جسے تم اختیار کرو اسکے سپرد کرون آنحضرت فوراً اُٹھے اور زانوے ابوطالب پر جا بیٹھے اسوقت عبد المطلب نے فرمایا شکر خدا کہ میرا اختیار کرنا مطابق اختیار محمد ہوا کیون حضرت آجتک کسی دادا نے اپنے پوتے کا اور پوتا بھی صغیر السن اسکا یہ اعزاز اور اکرام کیا ہی اور یہ قدر و منزلت اسکی کی ہی کہ اسکا اختیار کرنا جو مطابق اختیار جد ہوا تو جد شکر خدا بجالایا حاصل یہ ہی کہ یہ محبت حق تعالی نے ابوطالب کو آنحضرت کی عطا فرمائی تھی اور آنحضرت کو ابوطالب کی محبت تکلیفی کے مصداق بھی ابوطالب تھے کہ جان و دل سے راغب بلکہ فریفتۂ رسول انام تھے اور اپنی اولاد اور اقارب و ذوی الارحام سے زیادہ سمجھتے تھے اور اسقدر اپنے دل کو مائل کیا تھا کہ فائق اور زائد ہونا اُس سے متخیل و متصور نہین ہو سکتا سی کا ... محبت تکلیفی ہی کہ اوپر ہم بیان کر آئے ہین چنانچہ حضرت رسالت مآب فرماتے ہین اہلبیت کی شان مین کہ اس محبت کا اکتساب کرو والذی نفسی بیدہ لا یدخل فی قلب رجل الایمان حتی یحبکم للہ و رسولہ اور فرمایا احبوا اهل بیتی یعنی کہ دوست رکھو اور محبت کرو میرے اہلبیت کی میری محبت کے سبب سے اور فرمایا اہلبیت کو واللہ ایمان اُسکے دل مین داخل نہین ہوتا جو تم کو دوست نہ رکھے پس محبت

تکلیفی محبت اکتسابی ہی لیکن مخاطب عالی مقام کو دقائق علوم و عرفان سے کیا علاقہ ہی نفاق قلبی نے عقل کو زائل
کر دیا ہی مصداق افلا یعقلون مین شامل ہین جب کافۂ امت محمدؐ کو اکتساب محبت اہل بیت کا حکم محکم بلسان
رسولؐ اور بنص صریح قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودة فی القربی ہو کہ بغیر حصول محبت اہل بیت آنحضرت
ایمان مفقود ہی چہ جائیکہ جو شخص اہل بیت اور ذریت مین سے ہو اور ذوات با برکات شفیع المذنبین پر جان و دل سے
شیفتہ ہو اور آنحضرتؐ کی رضامندی اور خوشنودی کا طالب رہے اپنی جان اور مال اور اولاد سے فدا رہے
مصیبتین اور تکلیفین اٹھائے حتی کہ باتفاق و اجماع اہل سیر و تواریخ پتے درختون کے کھائے اور خواب و خور
اپنے اوپر حرام کر دیے مگر حمایت اور جان نثاری سے باز نہ آئے تو کیونکر ممکن ہی کہ وہ محبت تکلیفی سے خالی اور
ایمان سے محروم رہے چنانچہ جب بلوا کیا کفار نے تو آنحضرت کو شعب مین لے گئے اور مثل قلب و روح کے
ایک ساعت جدا نہ ہوتے تھے اور آنحضرتؐ کے واسطے فرش بچھاتے تھے اور جب شب ہوتی تھی تو اپنے فرزندان
مین سے ایک کو اس فرش پر سلاتے تھے اور آنحضرت کو مخفی دوسرے مقام پر پہونچاتے تھے کہ اگر کچھ ضرر پہونچا
کفار تو میری اولاد کو پہونچائین مگر آنحضرت محفوظ رہین اور تمام عرب کو عامۃً اور قریش و بنی ہاشم کو خاصۃً وعظ و پند
کرتے تھے اور سعی بلیغ فرماتے تھے کہ دیکھو محمدؐ صدیق ہی دین اسکا خیر الادیان ہی یہ پیغمبر آخر الزمان ہی اسکی اتباع
کرو فلاح پاؤ گے غرض ابو طالبؑ نے کوئی دقیقہ دعوت اسلام اور تصدیق رسالت آنحضرت کا فروگذاشت نہین
کیا باوجود ان سب امرون کے معاذ اللہ وہ کافر رہے اور انکے دل مین ایمان داخل نہ ہوا بلکہ مخاطب والا اسکو مسلم
اور مومن خطاب کرتے ہین کہ جو فقط زبان سے لا الہ الا اللہ کہے اور دل سے دشمن خاندان نبوت ہو یہ نہین جانتے
کہ ایسے مسلمین کی شان مین حق تعالی فرماتا ہی کہ تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرة یعنی تم لوگ خواہان
متاع دنیا ہو اور اللہ چاہتا ہی آخرت کو اور ایک مقام پر فرماتا ہی تسرون الیہم بالمودة وانا اعلم بما اخفیتم
وما اعلنتم ومن یفعلہ منکم فقد ضل سواء السبیل یعنی چھپاتے ہو تم لوگ دوستی کفار کی اور مین خوب جانتا
ہون جس چیز کو تم چھپاتے ہو یعنی محبت کفار کو تم چھپاتے ہو اور محبت مسلمین تم ظاہر کرتے ہو اور جو شخص ایسا ہی وہ
گمراہ ہی راہ راست سے پس جس طرح کفار کی دوستی پوشیدہ کرنے والے اور مومنین کی دوستی ظاہر کرنے والے کو خدا
جانتا ہی اور وہ لوگ موصوف بہ گمراہی ہین اسی طرح ابو طالب نے بضرورت مخفی کیا اپنے ایمان کو اور ظاہر کیا کفر
کو عالم الغیب اور رسولؐ اسکا خوب واقف تھا کہ ابو طالب [illegible] راست پر تھے محبت اقتراری کی تین قسمین ہین
عام خاص اخص [illegible] اشخاص [illegible] منقسم باقسام ثلثہ ہوئی پس محبت عام عباد کی اس قسم کی
محبت کے مصداق بھی ابو طالب تھے [illegible] معرفت [illegible] عقل [illegible]
حد کو پہونچائی کہ میلان مفرط پیدا ہو گیا یہی سبب تھا کہ کیا کیا [illegible] اتباع و ایذا احکام
الہی [illegible] آنحضرت سے [illegible] ہوئے اور ابتدا تا انتہا مرید اور فاعل و متوجہ رہے انکے
[illegible] الہی [illegible] رسالت [illegible] اور [illegible] اطاعت و فرمانبرداری مین یکتا تھے کہ مشہور آفاق

تکلیفی محبت اکتسابی ہی لیکن مخاطب عالی مقام کو دقائق علوم و عرفان سے کیا علاقہ ہی نفاق قلبی نے عقل کو زائل
کر دیا ہی مصداق افلا یعقلون مین شامل ہین جب کافۂ امت محمدؐ کو اکتساب محبت اہل بیت کا حکم محکم بلسان
رسولؐ اور بنص صریح قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ ہو کہ بغیر حصول محبت اہل بیت آنحضرت
ایمان مفقود ہی چہ جائیکہ جو شخص اہل بیت اور ذریت مین سے ہو اور ذات با برکات شفیع المذنبین پر جان و دل سے
شیفتہ ہو اور آنحضرتؐ کی رضامندی اور خوشنودی کا طالب رہے اپنی جان اور مال اور اولاد سے فدا رہے
مصیبتین اور تکلیفین اُٹھائے حتی کہ باتفاق و اجماع اہل سیر و تواریخ پتے درختون کے کھائے اور خواب و خور
اپنے اوپر حرام کر دیے مگر حمایت اور جان نثاری سے باز نہ آئے تو کیونکر ممکن ہی کہ وہ محبت تکلیفی سے خالی اور
ایمان سے محروم رہے چنانچہ جب بلوا کیا کفار نے تو آنحضرت کو شعب مین لے گئے اور مثل قلب و روح کے
ایک ساعت جدا نہ ہوتے تھے اور آنحضرتؐ کے واسطے فرش بچھاتے تھے اور جب شب ہوتی تھی تو اپنے فرزندان
مین سے ایک کو اُس فرش پر سُلاتے تھے اور آنحضرت کو مخفی دوسرے مقام پر پہونچاتے تھے کہ اگر کچھ ضرر پہونچائین
کفار تو میری اولاد کو پہونچائین مگر آنحضرت محفوظ رہین اور تمام عرب کو عامۃً اور قریش و بنی ہاشم کو خاصۃً وعظ و پند
کرتے تھے اور سعی بلیغ فرماتے تھے کہ دیکھو محمدؐ صدیق ہی دین اُسکا خیر الادیان ہی یہ پیغمبر آخر الزمان ہی اسکی اتباع
کرو فلاح پاؤ گے غرض ابو طالبؑ نے کوئی دقیقہ دعوت اسلام اور تصدیق رسالت آنحضرت کا فروگذاشت نہین
کیا باوجود ان سب امرون کے معاذ اللہ وہ کافر رہے اور اُنکے دل مین ایمان داخل نہ ہوا بلکہ مخاطب والا اُسکو مسلم
اور مومن خطاب کرتے ہین کہ جو فقط زبان سے لا الہ الا اللہ کہے اور دل سے دشمن خاندان نبوت ہو یہ نہین جانتے
کہ ایسے مسلمین کی شان مین حق تعالی فرماتا ہی کہ تریدون عرض الدنیا و اللہ یرید الآخرۃ یعنی تم لوگ خواہان
متاع دنیا ہو اور اللہ چاہتا ہی آخرت کو اور ایک مقام پر فرماتا ہی تسرون الیہم بالمودۃ وانا اعلم بما اخفیتم
وما اعلنتم ومن یفعلہ منکم فقد ضل سواء السبیل یعنی چھپاتے ہو تم لوگ دوستی کفار کی اور مین خوب جانتا
ہون جس چیز کو تم چھپاتے ہو یعنی محبت کفار کو تم چھپاتے ہو اور محبت مسلمین تم ظاہر کرتے ہو اور جو شخص ایسا ہی وہ
گمراہ ہی راہ راست سے پس جس طرح کفار کی دوستی پوشیدہ کرنے والے اور مومنین کی دوستی ظاہر کرنے والے کو خدا
جانتا ہی اور وہ لوگ موصوف بہ گمراہی ہین اسی طرح ابو طالب نے بضرورت مخفی کیا اپنے ایمان کو اور ظاہر کیا کفر
کو عالم الغیب اور رسولؐ اسکا خوب واقف تھا [illegible] ابو طالب [illegible] تھے محبت الفرادی کہ جسکی تین قسمین ہین
عام خاص اخص [illegible] منقسم باقسام ثلثہ ہوتی ہی محبت عام عباد کی اس قسم کی
محبت کے مصداق بھی ابو طالبؑ تھے [illegible] معرفت [illegible] عقل [illegible]
حد کو پہونچائی کہ میلان مفرط پیدا ہو گیا یہی سبب تھا کہ [illegible] احکام
الٰہی و اظہار صداقت آنحضرتؐ سے [illegible] ابتدا تا انتہا [illegible]
[illegible] الٰہی و ابلاغ دین رسالت [illegible] اور اطاعت و فرمانبرداری مین یکتا تھے کہ مشہور آفاق

مستحق ہوکر ممتاز ہو گئے مزید الطاف ربانیہ سے اپنی اجناس مین اور پہونچے اُس درجۂ عالیہ کو کہ جو کچھ حق تعالی سے
طلب کرین وہ اُنکو عطا فرمائے چنانچہ بعد عہد نامۂ عرب کے جبرئیل نے جناب آن سرور کو خبر دی کہ صحیفۂ مکتوبہ کو
دیمک کھا گئی اور حضرت نے اپنے چچا کو آگاہ کیا جیسا صاحب معارج لکھتے ہین پس حضرت اوران خبر خبیر عم پر غم خود
رسانیدکا ہانید ابوطالب گفت از بیرون کسی بما نمی آید و تو از ینجا بیرون نمی روی و تا غایت بدروغ منسوب نبودی و
ہیچکس تو خبر نیاوردہ این سخن از کجا می گوئی فرمود قادر مطلق و حاکم برحق جل ذکرہ جبرئیل را فرستادہ و مرا خبر داد
ابوطالب گفت خدای تو برحق است و گواہی میدہم کہ راست میگوئی بعدہ ابوطالب نے قریش کو خبر دی کہ محمدؐ
کہتے ہین کہ تم نے جو عہد نامہ درخانۂ کعبہ پر لٹکا دیا ہی دیمک اُسکو کھا گئی فقط اسم الٰہی باقی ہی اگر یہ بات غلط
نکلے تو پھر تم کو اختیار ہی جو چاہنا کرنا اور اگر یہ امر محمدؐ نے سچ کہا ہی تو تم لوگ اپنی کم فہمی اور بے عقلی سے باز آؤ اور
اس ظلم کو چھوڑ دو اور آپس کے عہد و پیمان کو توڑ دو سب نے یک زبان ہوکر منظور کیا اور صحیفۂ مکتوبہ کو سقف کعبہ سے
اُتارا اور مطابق فرمودۂ ابوطالب کے پاکر حیران ہو گئے اور بعض نے کہا کہ یہ سحر محمدؐی ہی اُسوقت ابوطالب کھڑے
ہوے اور در کعبہ پکڑ کر دعا کرنے لگے اللہم تعلم من ظلم ونحن مظلومون فانصرنا علی من ظلمنا وقطع
ارحامنا واخرجنا من دیارنا واستحل ماحرم علینا حاصل یہ کہ حضرت ابوطالب کو مرتبۂ عبدیت اخص
حاصل تھا اور مقربین بارگاہ لم یزلی سے تھے جو کچھ دعا آپ نے فرمائی سب مقبول ہوئی اور نصرت کی حق تعالی نے
کہ تا حیات تمام کفار پر غالب رہے کسی کو طاقت نہ رہی باوجود اس کثرت کے کہ کوئی کلمہ خلاف شان آپ کے منھ پر
کہہ سکتا بلکہ سب کے سب مغلوب رہے فضل خدا سے دیکھیے اسکو یقین کہتے ہین تصدیق اسکا نام ہی کہ جناب ابوطالب
نے فرمایا کہ خدای تو برحق است و گواہی میدہم کہ تو راست میگوئی توحید اور رسالت اور جبرئیل کی تصدیق فرمائی
اسی کو ایمان کہتے ہین اب باقی رہا درجۂ دوم اخص کہ اسکو درجہ خاتمیہ بھی کہتے ہین کہ اس سے فوق کوئی درجہ باقی
نہین ہی یہی کمال محبت کا درجہ ہی یہ بھی حضرت ابوطالب کو حاصل تھا کہ باطن آپکا کدورت دنیوی سے مبرا ہوگیا
تھا اور حجاب قلب سے مرتفع ہو گئے تھے اور بحر وحدت مین غوطہ زنی فرماتے تھے اور جمیع شواغل منقطع ہو گئے
تھے اور درجۂ علم الیقین سے اور عین الیقین سے حق الیقین تک فائز ہو چکے تھے اور برگزیدگان خدا اور عارفین
باصفا مین شامل تھے اسی کا نام ہی کمال محبت اور یہ درجہ انبیاء اور اوصیاے انبیاء اور اولیاے خدا اور برگزیدگان
خدا کا ہی پس ان دلائل قاہرہ اور براہین باہرہ سے ثابت ہی کہ ابوطالب اوصیاے انبیاء بالنفسہ نبی سے تھے اب
باقی رہا درجۂ محبت خاتمیہ من اللہ الی العبد جو اوپر مذکور ہوا اور یہ امر تو ظاہر ہی کہ جب یہ مرتبہ ابوطالب کو ملا تو مستحق
ہوے محبت خاتمیہ من اللہ الی العبد کے پس الطاف ربانیہ اور عنایات بے غایات کبریائیہ شریفۂ نامہ نے گھیر لیا
ابوطالب کو اور وہ مرتبۂ عنایت فرمایا کہ تا قیامت کسی فرد کو افراد بشر سے حاصل نہین ہو سکتا چنانچہ مربی و وقت
خاتم النبیین حامی حبیب رب العالمین حافظ سید المرسلین ابوطالب کو گروانا کیون حضرت اب کسی فرد بشر کو امید
اسکے امکان کی ہی کیا پھر جناب ختمی مآب پیدا ہونگے جنکو کوئی پرورش و تربیت کریگا اور مربی و ناصر و حامی رسول

ملاحظہ کرو رکن سوم باب سوم فصل اول از معارج ص ۲۶ سطر ۱

گرامی مشہور ہوگا اور تمام عمر آنحضرت کی خدمت اور نصرت مین بسر کریگا اور تمام کفار عرب سے تنہا مقابلہ اور مباحثہ کریگا اپنی جان و مال و اولاد فدا ے پاے جناب رسالت کریگا جسوقت کفار آنحضرت کو مجنون و ساحر و شاعر کہین گے تو وہ آنحضرت کو صدیق اور رسول کموسی باعلان اور آپ کے دین کو خیر الادیان ظاہر کریگا بسا تعجب ہو اُن بے بصیرتون سے کہ جو برگزیدگان کبریا کو متہم بکفر کرتے ہین اور غضب خدا تعالی و رسول سے نہین ڈرتے توہین و تنقیص نبوی کو ایمان تصور کرتے ہین حالانکہ جس طرح خاتم المرسلین پر نبوت ختم ہوئی اور آپ کو خطاب حبیب اللہ خاتم المرسلین سے مخاطب فرمایا اسی طرح اللہ جل شانہ نے ابوطالب پر بھی تمام مدارج محبت کو ختم کیا اب نہ کوئی دوسرا رسول ہوگا جو خاتم المرسلین ہو نہ کوئی ابوطالب ہونگے جو مربی اور ناصر خاتم المرسلین قرار پائین کیا آپ نہین واقف کہ جب پیغمبر خدا کو حق تعالی نے اظہار نبوت کا حکم عطا فرمایا اُسوقت کفار و مشرکین کا کیا حال تھا اور کس مرتبہ بغض و حسد و کینہ اُنکے دلون مین پیدا ہوگیا تھا اور کس طرح آنحضرت کی تکذیب مین مصروف تھے اور کونسی تکلیف ایسی تھی جسکے دینے مین اُن کفار نے کمی کی ہو یہان تک ایذائین دینے کا قصد کیا کہ ابوطالب آنحضرت کو شعب مین لے گئے آپ بتلائیے تو کونسا مسلم تھا جسنے حمایت کی کونسا مومن تھا جسنے جان اپنی فدا کی کس نے اپنے عزیز و اقربا دوست و آشنا بلکہ تمام عرب سے مخالفت کرکے ایسے نازک وقت مین ساتھ دیا اور اپنے عیش اور آرام کو ترک کرکے مصیبتین ایذائین تکلیفین اُٹھائین ترک وطن کر دیا درخت کے پتے کھا کے بسر کی لیکن ترک حمایت و نصرت نہ کی اور بصیغہ مدح و ثنا مین بیہ کہ اور اول و اول سوا حضرت ابوطالب کے کس نے آپ کے دین کو خیر الادیان کہا چنانچہ جسوقت قریش نے محاصرہ   ے کا تو ابوطالب نے قصیدۂ طولانی انشا فرمایا جسکا ایک شعر یہ بھی ہے الم تعلموا انا وجدنا محمدا + رسولا کموسی صح ذلك في الكتب افسوس ہے کہ ایسے مومن موحد برگزیدۂ خدا حامی و ناصر خاتم الانبیا حبیب رب العالمین کو نسبت کفر دینا اس سے بڑھکر کونسی بدبختی ہوگی کیون جناب اصحاب مہاجر و انصار رسول مختار سے قبل اُنکے اسلام لانے کے کون شخص ایسا ہے کہ ان صفتون مین سے ایک کا موصوف نہین یا تو تکذیب اور توہین کرنے والے اور مجنون و شاعر کہنے والے تھے یا ساکت اور شریک اُن لوگون کے مگر کوئی تصدیق کرنے والا معین و یاور و ناصر نہ تھا بجز ابوطالب کے اب ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ جھٹلانے والا توہین کرنے والا مجنون و شاعر و ساحر کہنے والا برابر ہو سکتا ہے مدح کرنے والے تصدیق کرنے والے حمایت و نصرت کرنے والے مدح و ثنا کرنے والے کے اب لیجیے نہایت معرفت جو قول مولانا عبد الحق دہلوی کا ہے اور آپ فرماتے ہین کہ معرفت گو کیسی ہی کمال کی ہو ایمان نہین یہ قول آپکا لغو ہے آپ کو مہارت فقہ و حدیث مین بھی نہین تو علم معقول و منقول مین آپکی دستگاہ معلوم نحاریر علما نے ایمان کو کبھی تصدیق و اذعان اور کبھی معرفت سے تعبیر کیا ہے انشاء اللہ اسکا ذکر آگے آتا ہے بحث ایمان مین معرفت ہر علم و فن مین بلکہ ہر شے مین اُسوقت حاصل ہوتی ہے کہ درجۂ کمال کو پہونچے اور غور و خوض و فکر و تامل کرکے اُسکے تمام جزئیات و ذاتیات و ما یتعلق بہا سے واقفیت حاصل کرے اور کما حقہٗ اُس سے ماہر ہو جاوے اُسوقت اُسکو نہایت معرفت حاصل ہو سکتی ہے کیا آپنے قول

جناب رسالت مآبؐ جو بین الخاص والعام مشہور و معروف ہی نہین سنا کہ فرماتے ہین ما عرفناک حق معرفتک پس حق معرفت بھی نہایت معرفت ہی پس نہایت معرفت نبوت کو آپ نے حق کفار و مشرکین تصور فرمایا ہی یہ آپ کو نہین معلوم کہ بغیر فکر و تامل و بے غور و خوض و بے حصول معرفت کسی امر کا اختیار کرنا دلیل سفاہت ہے حق تعالی فرماتا ہی قل انما اعظکم بواحدۃ ان تقوموا للہ مثنی و فرادا ثم تتفکروا ما بصاحبکم من جنۃ ترجمہ۔ کہو اے محمد سوا اسکے نہین کہ نصیحت کرتا ہون مین تم کو ایک بات کی وہ یہ ہی کہ قائم ہو تم یعنی اٹھو تم مجلس رسولؐ سے واسطے خدا کے دو دو اور ایک ایک واسطے مشورہ کے پھر فکر کرو تم نہین ہی تمھارے صاحب یعنی پیغمبر پر دیوانگی سے پس فکر و خوض و تامل موجب ایمان تحقیقی ہی کہ زوال پذیر نہین اسی کا نام نہایت معرفت ہی نہ امثال آپ کے کہ جس حدیث یا آیت کو دیکھ لیا بلا تامل و فکر بے تحقیق و تدقیق زبان سے کہنے لگے اسلام و ایمان سے منحرف ہو گئے خاندان نبوت کی تذلیل و توہین کو اپنا شیوہ گردانا اجداد و آباد و اعمام رسولؐ نام کو کافر و مشرک کہنے لگے فقط کلمہ پڑھنے کو ایمان سمجھنے لگے یا حضرت کلمہ پڑھنا چیز دیگر ہی اسلام و ایمان شی دیگر ہی اہل لغت بالاتفاق لکھتے ہین کہ ایمان تصدیق قلبی کو کہتے ہین جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہی وما انت بمومن لنا یعنی مصدق لنا اور اصطلاح شریعت مین اختلاف کثیر واقع ہوا ہی بعضون کے نزدیک ایمان بمعنی صلوۃ ہی لقولہ تعالی ما کان اللہ لیضیع ایمانکم یہان پر ایمان کے معنی صلوۃ کے ہین اور مومن حق سبحانہ تعالی کا نام بھی ہی اور مومن غیر ذوی العقول کو بھی مشابہۃً کہتے ہین جیسے نہر نیل و فرات کو کہ مبداء اسکا جنت ہی اور جنت مقام ہی مومن کا تو ان دونون نہرون کو مومن اسی مشابہت سے کہہ سکتے ہین جیسا کہ درمنثور سیوطی مین بروایت ابن عباس مذکور ہی انزلہا اللہ تعالی من عین واحدۃ من عیون الجنۃ من اسفل درجۃ من درجاتھا علی جناحی جبرئیل فاستودعہا الجبال واجراھا فی الارض وجعلہا منافع للناس اور بعضون کے نزدیک ایمان کی دو صفتین ہین الایمان باللہ والایمان علی اللہ ایمان باللہ وہ ہی کہ جو صفتین کہ لائق کبریائی ہین انکی تصدیق کرے اور ایمان علی اللہ وہ ہی کہ احکام خدا کو بکمال خشوع و خضوع قبول کرے اور بعضون کے نزدیک ایمان تصدیق کرنا انکا اور ان چیزونکا جو ضروریات دین سے ہین بعضون کے نزدیک محض اقرار لسانی ایمان کا نام ہی معتزلہ کہتے ہین کہ ایمان توحید عدل و نبوت و معاد و امر و نہی ہی مرجیہ کے نزدیک تصدیق مع اقرار بشہادتین ہی جبائیان کے نزدیک طاعات مفروضہ و ترک منہیات ہی غلاۃ کہتے ہین کہ ایمان طاعات مفروضہ اور مندوبہ ہی بعضون کے نزدیک محض تصدیق قلبی کا نام ایمان ہی بعضے تصدیق قلبی اور اقرار لسانی کو ایمان قرار دیتے ہین بعضے اقرار باللسان اور عمل بالارکان کو ایمان تصور کرتے ہین بعضے تصدیق جنان اور عمل بالارکان کو ایمان جانتے ہین بعضون نے تصدیق جنان اور اقرار لسان اور عمل بالارکان ان تینون کو ایمان تصور کیا ہی ماوراء اسکے بہت سے معنی مختلف فرقون مین موجود ہین مگر سچ تو یہ ہی کہ اختلافات کثیرہ کا رفع کرنا اور امر حق کا نکالنا بغیر نہایت معرفت ممکن نہین اور آپ بلا تامل و

لہ از سیف الفرقان فی تعریف الکفر والایمان مصنفہ جناب سید علی بن سید ابو القاسم لاہوری صفحہ ۳۰۔

فکر جو کچھ چاہتے ہیں فرما دیتے ہیں انشاء اللہ ہم اس بحث کو اور اختلافات علماء کو مع حوالہ کتب اور اسمائے علمائے اعلام بتوضیح تمام بیان کر کے نافہمی آپ کی ثابت کر دینگے اور یہان بھی گذارش کئے دیتے ہین کہ فقط اقرار لسانی کافی نہین ہو حصول ایمان مین جو آپ سمجھے ہوئے ہین اور ظاہر ہی کہتے آپ بخلاف اسکے حق تعالی انہیون کی شان مین فرماتا ہی یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم یعنی اقرار کرتے ہین اپنے منھ سے اس چیز کا کہ قلبا اسکی تصدیق نہین کرتے یا حضرت بنی نوع انسان کی دو حالتین ہین ایک ساتھ خالق کے دوسری ساتھ خلائق کے حالت اولی مین قلب انسان کا تعلق باطنی خالق کے ساتھ رکھتا ہی اسی واسطے درمیان انسان اور خالق کے تصدیق قلبی واجب ہی اقرار لسانی کو کوئی علاقہ نہین کہ عالم الغیب عالم ما فی الضمیر ہی اور حالت ثانوی مین نوع بنی انسان کا فیما بین تعلق ظاہری ہی کہ ایک دوسرے کے باطن سے آگاہی نہین رکھتے ما بین الناس اقرار لسانی ضرور ہی کہ ایمان اور کفر ہر ایک کا دوسرے پر واضح ہو جائے تاکہ اجرائے احکام شرعیہ مین تعطل واقع نہ ہو پس اعتقاد بالقلب کامل و اصل ایمان ہی اور اقرار لسانی فرع اسکی ہی عدم فرع مستلزم عدم اصل کی نہین ہو سکتی اور قول حق تعالی اسپر دال ہی کتب فی قلوبھم الایمان یعنی لکھا انکے دلون مین ایمان دوسرے مقام پر فرماتا ہی ولما یدخل الایمان فی قلوبکم یعنی داخل نہین ہوا ایمان تمھارے دلون مین پھر ایک مقام پر فرماتا ہی وقلبہ مطمئن بالایمان یعنی اسکا دل ایمان سے مطمئن ہی پس اس سے ثابت ہی کہ اصل ایمان اور کامل ایمان تصدیق بالقلب ہی اور اقرار باللسان کاشف اور مبین اس ایمان کا ہی اور عمل بالارکان ثمر اور اثر اسی ایمان کا ہی کہ بعد حصول ایمان خود بخود ظاہر ہو جاتا ہی جس طرح سے کہ اصل درخت کی جب قائم ہو جاتی ہی تو ضرور خود بخود وہ درخت میوہ یعنی ثمر دیتا ہی اور دلیل نقلی بھی صحیح اسی کی ہی کہ حق تعالی فرماتا ہی یا ایھا الذین امنوا وعملوا الصالحات اور یا ایھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوۃ حق تعالی نے بعد ذکر فرمانے ایمان کے عبادت اور عمل کو عطف دیا اسی ایمان پر اور معطوف علیہ اور معطوف مین شرط ہی وحدت حکم اور مغایرت ذات کی ورنہ عطف نفس شی کا اوپر نفس اسی شی کے لازم آئیگا اور وہ محال ہی اور آپ خود اپنے نفس پر قیاس فرمائیے کہ دعوی لسانی آپ کا یہ ہی کہ مین پکا سنت جماعت اور محب رسول ہون مگر قلب آپکا منقلب ہی ایمان حقیقی سے پس ثمر اسکا خود بخود ظاہر ہو رہا ہی اور دلالت کر رہا ہی آپ کی خارجیت پر چنانچہ یہ رسالہ آپکا کہ عمل بالارکان ہی اس سے کہہ سکتے ہین کہ آپ نے تمام آبائے آنحضرت صلعم اور اعمام آنحضرت کو متہم بکفر و شرک کر دیا حدیث شریف جو عام طور پر آنحضرت صلعم نے فرمائی ہی اسپر بھی آپ توجہ نہین فرماتے علیہ السلام آپ سے روایت ہی کہ فرمایا جناب رسالت مآب نے لا تؤذوا الاحیاء بسبب الاموات یعنی ایذا ندو زندون کو بسبب اموات کے نہین کیا حضرت ابو طالب اموات رسالت مآب سے نہین ہین کیا سب وشتم ابو طالب سے اور انکو متہم بکفر و شرک کرنے سے ایذا آنحضرت کو نہین پہونچتی اور کیا موذی نبی کا ضرور واجب القتل نہین ہی **قولہ** مجرد ان امور سے ایمان ثابت نہین **اقول** نہ ایمان کو آپ جانتے ہین نہ ان امور کو آپ سمجھتے ہین ورنہ یہی امور تمام تر دلالت کرتے ہین جو حضرت ابو طالب کے ایمان پر آپ ابھی لکھ چکے ہین کہ یقینا جانتے تھے کہ حضور افضل المرسلین

سچے رسول ہین اُنپر ایمان لانے مین جنت اور تکذیب مین جہنم دائمی ہی یا حضرت اسی کا نام تصدیق قلبی ہی اسی سبب سے
تو جناب ابوطالبؑ نے آنحضرت کی تکذیب نہین فرمائی اگر کہین تکذیب کرنا ثابت ہوتا ہو تو بیان فرمایئے اور
اقرار لسانی وصایاے حضرت ابوطالب ہین جو قریش اور بنی ہاشم کو کیے ہین اور قصائد مدح وثنا جو نہایت
معرفت نبوت پر دلالت کرتے ہین وہ کہہ رہے ہین اور قیامت تک کہے جائینگے کہ ہم اقرار لسانی ابوطالب
کے ہین جس شخص کو ادنی مہارت علمی ہوگی وہ بھی انکار نہ کریگا کہ حضرت ابوطالب کا کلام تو کمال محبت اور نہایت
معرفت نبوت پر دلالت کرے اور متکلم اُسی کلام کا متہم بعدم اقرار لسانی ہو از براے خدا آپ ہی فرمایئے کہ اقرار
لسانی کے کیا معنی ہین کتب لغت اگر آپ کی نظر سے نہ گذرے ہون تو غیاث یا منتخب ہی اُٹھا کر دیکھ لیجیے کہ اقرار
کے معنی ثابت کردن بر خود چیزی را کے ہین اقرار لسانی ابوطالبؑ کا اگرچہ نظماً و نثراً بہت کچھ ہی مگر اس مقام پر اسی قدر
کافی ہی کہ اُسی قصیدہ مین فرماتے ہین جناب ابوطالب الم تعلموا انا وجدنا محمدا رسولا + کموسی
خط ذلك في الكتب + وعطیت دینا لا محالة انه + من خیر ادیان البریة دینا پس نہایت
معرفت نبوت تصدیق قلبی ہی اور خود کلام اقرار لسانی ہی کہ خیر الادیان آنحضرتؐ کے دین کو کہا اور محمد رسول اللہ
مثل موسیٰ کے ہین یہ کتب سماوی سے ثابت ہی اسکا اقرار کیا اب رہا ثمرہ اور اثر اُس تصدیق کا اور اقرار کا وہ
خود بخود مثل آفتاب کے چمک رہا ہی کہ جواب عباس مین آنحضرت نے فرما دیا کل الخیر ارجو من ربی **فرد**
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم + چشمۂ آفتاب را چہ گناہ **قولہ** کاش یہ افعال واقوال اُن سے حالت اسلام مین صادر
ہوتے تو سیدنا عباس بلکہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہما سے بھی افضل قرار پاتے **اقول** کاش آپ مسلم و مومن ہوتے
اور خلل دماغی آپ کو نہ ہوتا تو آپ سمجھ لیتے کہ سب اقوال وافعال اُسی تصدیق قلبی اور اقرار لسانی کا ثمرہ ہین
جسے آپ نے اس کلمہ سے "یقیناً جانتے تھے" خطاب فرمایا ہی اور اشعار قصائد کے لکھے ہین اور مولانا عبد الحق
دہلوی نے نہایت معرفت نبوت کا اطلاق فرمایا ہی اور آپ کو ناگوار نہ ہو کہ خلل دماغی کا لفظ آپ کی شان مین
آیا بلکہ خلل دماغی کا ثبوت یہ ہی کلام مختل النظام آپ کا ہی کہ آپ تحریر فرماتے ہین "مجرد ان امور سے ایمان
ثابت نہین ہوتا کاش یہ افعال واقوال اُن سے حالت اسلام مین صادر ہوے تو سیدنا عباس بلکہ سیدنا حمزہ
سے بھی افضل قرار پاتے" پہلے تو آپ نے ایمان کی نفی کی اور تمنی ظاہر فرمائی کہ یہ اقوال وافعال حالت اسلام مین
صادر ہوتے اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ نہ آپ ایمان کو سمجھے ہین نہ اسلام کو جانتے ہین ایمان کے معنی تو ہم اوپر
مجملاً عرض کر آئے ہین اسلام کو بھی عرض کر دیتے ہین اگرچہ اسلام اور ایمان کے معنی اور فرق بہت سی کتب مذہبی مین ہی جب
اُن کتب سے آپ کو فائدہ نہ بخشا تو تجدید تحصیل حاصل کی تحریر کیا فائدہ دیگی لیکن تبرعاً عرض کرتا ہون کہ اسلام کے معنی
لغت مین گردن نہادن اور فروگذاشتن کے ہین اور ہو سکتا ہی کہ اصل اسلام کی تسلیم ہو اسواسطے کہ تسلیم قبول و
اذعان امر اللہ ہی پھر وہی اہل لغت لکھتے ہین کہ تسلیم سلامت سے ہی اسواسطے کہ اُس مین جمیع فسادات سے سلامتی
حاصل ہوتی ہی تفسیر کبیر مین معنی اسلام کے تین طور پر لکھے ہین اول اسلام عبارت ہی دخول فی الانقیاد اور متابعت سے

جیسا کہ قولہ تعالی ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا ثانی بمعنی دخل فی السلم ثالث مسلم بمعنی مخلص خدا طاعت مین عبد الرؤف مناوی صاحب عن القدیر معارج جامع کبیر وکنوز الحقائق مناوی اوجیناوی مین فرمایا ہی الاسلم ھو التوحید والتدرع بالشرع الذی جاء بہ محمد کما قال اللہ تعالی رضیت لکم الاسلام دینا اور قتادہ نے کہا ہی کہ اسلام شہادت کلمۂ لا الہ الا اللہ واقرار بجمیع ما جاء بہ محمد من عند اللہ ہی بعضے کہتے ہین کہ اسلام محض اقرار بشہادتین ہی پس ایمان جسکے واسطے ثابت ہی اسلام بالضرور ضمناً اُسکے واسطے موجود ہی اور جو شخص کہ مسلم ہی ضرور نہین کہ مومن بھی ہو اب آپ اپنی عبارت کو دیکھیے کہ مجرد ان امور سے ایمان ثابت نہین ہوتا کاش یہ افعال واقوال حالت اسلام مین صادر ہوتے تو سیدنا عباس بلکہ سیدنا حمزہ سے بھی افضل قرار پاتے اب آپ ہی فرمائیے کہ سیدنا عباس وحمزہ آپ کے نزدیک مومن نہ تھے بلکہ فقط مسلم تھے کہ آپ نے اپنی تمنا فقط مسلم ہونے پر ظاہر فرمائی اور ہم مثل ہونا حضرت ابو طالبؑ کا جناب عباسؓ وحمزہ سے بیان فرمایا مگر ہم تو اس مقام پر اتنا ہی عرض کرینگے کہ مجرد تحریر سے اس رسالہ کے آپ کا سنت جماعت ہونا ثابت نہین ہوتا کاش یہ تحریر آپ سے حالت اسلام مین صادر ہوتی تو آپ خارجی اور وہابی سے افضل قرار پاتے **قولہ** اور افضل اعمام حضور افضل الانام علیہ وعلی آلہ افضل الصلوۃ والسلام کہلائے جاتے **اقول** اگرچہ افضل الاعمام حضور افضل الانام کہلائے نہین گئے مگر آنحضرتؐ تو ابو طالبؑ کو افضل اعمام بلکہ افضل انام اُس وقت سے جانتے تھے کہ جب عبد المطلب نے فرمایا ای محمدؐ تم اپنے اعمام مین جسکو اختیار کرو اُسکو سپرد کردون پس آنحضرت فوراً زانوے مبارک جناب ابو طالبؑ پر آبیٹھے اور حضرت ابو طالب کے ایمان حقیقی سے بھی واقفیت رکھتے تھے اور مربی وناصر وحامی اپنا جانتے تھے کہ وصایاے انبیاؑ کو تفویض آنحضرتؐ فرمایا تھا اور خوب واقف تھے کہ ابو طالبؑ اوصیاے انبیا سے ہین اور مرتبہ مین اعلی ہین مومن آل فرعون سے جنکی شان مین بکتم ایمانہ حق تعالی نے فرمایا ہی **قولہ** تقدیر الٰہی نے بر بنا اُس حکمت کے جسے وہ جانے یا اُسکا رسول اُنھین گروہ مسلمین وغلامان شفیع المذنبین مین شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا فاعتبروا یا اولی الابصار **اقول** اس تقدیر الٰہی سے آپ کی کیا مراد ہی اُس مراد کو بھی کاش آپ نے ظاہر فرمادیا ہوتا ظاہر اسباب تو یہ ہی کہ تقدیر الٰہی سے اسم ذات الٰہی مراد لین یا مراد لین نصیب جو کہ خدا کی طرف سے مقرر ہوا تھا پس معنی اول یعنی تقدیر الٰہی کہنا اور مراد ذات باری لینا خاص آپ کا ایجاد ہی آج تک تو نہین سنا کہ کسی نے تقدیر الٰہی سے مراد ذات باری لی ہو یا اس معنی مین یہ لفظ بولا ہو اور معنی ثانی تقدیر الٰہی کے لینا جو نصیب کہ خدا کی طرف سے مقرر ہوا تھا جسکو تقدیر کہتے ہین درست نہ ہونگے اسلیے کہ پھر آپ رقم فرماتے ہین کہ تقدیر الٰہی نے بر بناء اُس حکمت کے جسے وہ جانے یا اُسکا رسول جب تقدیر الٰہی کے معنی ذات الٰہی نہ ہوے تو اب نصیب کے معنی لین تو مراد یہ ہوئی کہ نصیب الٰہی نے بر بنا اُس حکمت کے کہ ضمیر اُسکا مرجع اور وہ کا مرجع وہی تقدیر الٰہی ہوگا یعنی تقدیر الٰہی جانے یا تقدیر الٰہی کا رسول اُنھین یعنی ابو طالبؑ کو گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا سبحان اللہ کیا فصیح اور پرمعنی عبارت ہی المعنی فی بطن الشاعر تو مشہور تھا یہ عبارت

تو اُس سے بھی بڑھ گیے کا شگفے دو ایک رسالے قواعد اُردو کے ہی ملاحظہ فرمائے ہوتے کہ مبتدا اور خبر او رضمائر
سے تو آگاہی ہو جاتی اگرچہ تقریر عالمانہ ہی تاریخ صحیح سبب [illegible] تو ہو جاتی [illegible] آتی ہین
گذرا ہی نہ تھا اور تقدیر ابو طالب ہی مین نہ تھا کہ وہ گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین محسوب ہوتے اور یہین
کوئی حکمت ہوگی جسے ہم نہین جانتے خدائتعالی جانتا ہی یا اُسکا رسول بس یا حضرت خدائتعالی تو عالم الغیب ہی اُسنے
اپنے رسول کو بھی آگاہ کیا ہوگا اور ہم کو عقل عطا فرمائی ہی جو امور کہ عقلی ہین اُنھین عقل سے دیکھنا چاہیے گروہ
مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین محسوب نہ ہونے کا سبب معائنہ کتب سیر و تواریخ اور علم عقلی سے اور
نقلی سے ظاہر ہی کہ وصایاے انبیا کو تفویض آنحضرت فرمائین اور پرورش و تربیت و کفالت و نصرت و حمایت کر سکین
صداقت و امانت کو آنحضرت کی مشہور کر سکین تصدیق نبوت و رسالت مین قصائد فرما سکین یہ ایک سبب ہوا
کہ حق تعالی نے گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا اگرچہ وہ سید المومنین اور مربی
شفیع المذنبین تھے دوسرا سبب یہ تھا کہ ابو طالب آباے شفیع المذنبین مین شمار کیے جاتے ہین غلامان شفیع
المذنبین مین کیونکر شمار کیے جاتے تیسرا سبب یہ تھا کہ گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین امثال آپ کے
بھی شمار کیے جاتے ہین کہ جنکی شان مین حق تعالی نے فرمایا ہی یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم اور
وہ لوگ بھی تھے جنکی شان مین یہ آیہ آیا ہی ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ھم بمومنین
اور وہ لوگ بھی تھے جو مصداق امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا کے تھے جو راہ دین و ایمان سے پھر گئے
گو بظاہر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے رہے اور وہ لوگ بھی غلامان اور گروہ مسلمین مین تھے اور ہین
جنکی شان مین خود جناب رسالت مآب فرماتے ہین ستحرصون علی الامارۃ وسیکون ندامۃ یوم القیامۃ
کما فی صحیح البخاری یعنی قریب ہی کہ تم لوگ حرص امارت کی کروگے اور یہ امر تمھارے لیے روز قیامت موجب سراسر
ندامت کا ہوگا اور غلامان و مسلمین مین وہ لوگ بھی تھے کہ جنکی شان مین حق تعالی فرماتا ہی فلا تولوھم الادبار
ومن یولھم یومئذ دبرہ فقد باء بغضب من اللہ وماواہ جہنم وبئس المصیر یعنی اے مسلمانو جب
صف جنگ مین کفار سے ملاقات کرو تو اُنکو پشت نہ دو اور جو شخص پشت دیگا وہ گرفتار غضب خدا ہوگا اور جگہ
اُسکی جہنم ہی اور کیا بری بازگشت ہی غرض حالات گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین اگر لکھے جائین تو ایک
مطول تیار ہو جائے بس کیونکر جناب ابو طالب گروہ مسلمین و غلامان شفیع المذنبین مین شمار کیے جاتے اور حق تعالی
اُنکا شمار کیا جانا منظور فرماتا بمقتضاے الحق یعلو ولا یعلی خود آپ کی زبان پر باوجود نفاق کلمۂ حق جاری
ہو گیا ہی کہ شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا یہ ممکن ہی کہ کہین کہ حق تعالی اور اُسکے رسول نے شمار کیا مگر بوجوہات
مذکورۂ بالا شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا دیکھیے آپ بھی لسانی اقرار لا الہ الا اللہ کرتے ہین اور دعواے مومنیت بھی ہی
لیکن قلب آپ کا مملو بکفر ہی کہ تکفیر مین حضرت ابو طالب کی تصنیف فرمائی حالانکہ ایک جماعت علماے اعلام اور محققین
علام اور ائمۂ کرام نے مثل امام احمد بن حسین حنفی موصلی مشہور بہ ابن وحشی اور ائمۂ مالکیہ سے علی اجہوری نے فتاوی مین

[illegible] اسنی المطالب مطبوعہ ۱۳۰۸

تو اُس سے بھی بڑھ گیے کاشکے دو ایک رسالے قواعد اُردو کے ہی ملاحظہ فرمائے ہوتے کہ مبتدا اور خبر اور ضمائر سے تو آگاہی ہو جاتی اگرچہ تقریر عالمانہ ہی تاریخ صحیح [illegible] گذر ا ہی نہ تھا اور تقدیر ابو طالب ہی مین نہ تھا کہ وہ گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین محسوب ہوتے اور سمین کوئی حکمت ہوگی جسے ہم نہین جانتے خدائتعالی جانتا ہی یا اُسکا رسول پس یا حضرت خدائیتعالی تو عالم الغیب ہی اُسنے اپنے رسول کو بھی آگاہ کیا ہوگا اور ہم کو عقل عطا فرمائی ہی جو امور کہ عقلی ہین اُنھین عقل سے دیکھنا چاہیے گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین محسوب نہ ہونے کا سبب معائنہ کتب سیر و تواریخ اور علم عقلی سے اور نقلی سے ظاہر ہی کہ وصایا ے انبیا کو تفویض آنحضرت فرمائین اور پرورش و تربیت و کفالت و نصرت و حمایت کرسکین صداقت و امانت کو آنحضرت کی مشہور کرسکین تصدیق نبوت و رسالت مین قصائد فرماسکین یہ ایک سبب ہوا کہ حق تعالی نے گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا اگرچہ وہ سید المومنین اور مربی شفیع المذنبین تھے دوسرا سبب یہ تھا کہ ابو طالب آباے شفیع المذنبین مین شمار کیے جاتے ہین غلامان شفیع المذنبین مین کیونکر شمار کیے جاتے تیسرا سبب یہ تھا کہ گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین امثال آپ کے بھی شمار کیے جاتے ہین کہ جنکی شان مین حق تعالی نے فرمایا ہی یقولون بافواہہم مالیس فی قلوبہم اور وہ لوگ بھی تھے جنکی شان مین یہ آیہ آیا ہی و من الناس من یقول امنا باللہ و بالیوم الاخر و ما ہم بمومنین اور وہ لوگ بھی تھے جو مصداق امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا کے تھے جو راہ دین و ایمان سے پھر گیے گو بظاہر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے رہے اور وہ لوگ بھی غلامان اور گروہ مسلمین مین تھے اور ہین جنکی شان مین خود جناب رسالت مآب فرماتے ہین ستحرصون علی الامارۃ و سیکون ندامۃ یوم القیامۃ کما فی صحیح البخاری یعنی قریب ہی کہ تم لوگ حرص امارت کی کروگے اور یہ امر تمھارے لیے روز قیامت موجب سراسر ندامت کا ہوگا اور غلامان و مسلمین مین وہ لوگ بھی تھے کہ جنکی شان مین حق تعالی فرماتا ہی فلا تولوہم الادبار و من یولہم یومئذ دبرہ فقد باء بغضب من اللہ و ماواہ جہنم و بئس المصیر یعنی اے مسلمانو جب صف جنگ مین کفار سے ملاقات کرو تو اُنکو پشت نہ دو اور جو شخص پشت دیگا وہ گرفتار غضب خدا ہوگا اور جگہ اُسکی جہنم ہی اور کیا بری بازگشت ہی غرض حالات گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین اگر لکھے جائین تو ایک مطول تیار ہو جائے بس کیونکر جناب ابو طالب گروہ مسلمین و غلامان شفیع المذنبین مین شمار کیے جاتے اور حق تعالی اُنکا شمار کیا جانا منظور فرماتا بمقتضاے الحق یعلو ولا یعلی خود آپ کی زبان پر باوجود نفاق کلمۂ حق جاری ہوگیا ہی کہ شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا پس ممکن ہی کہ کہین کہ حق تعالی اور اُسکے رسول نے شمار کیا مگر بوجوہات مذکورہ بالا شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا دیکھیے آپ بھی لسانی اقرار لا الہ الا اللہ کرتے ہین اور دعواے مومنیت بھی ہی لیکن قلب آپ کا مملو بکفر ہی کہ تکفیر مین حضرت ابو طالب کی تصنیف فرمائی حالانکہ ایک جماعت علماے اعلام اور محققین عظام اور ائمہ کرام نے مثل امام احمد بن حسین حنفی موصلی مشہور بہ ابن وحشی اور ائمہ مالکیہ سے علی اجہوری نے فتاوی مین

نشتریں سے کس کے ساتھ آنحضرت کی تکذیب فرمائی ہو اُسکا نشان دیجیے کوئی دلیل لنگ ہی سہی بیان فرمائیے
اذلیس فلیس حاصل یہ ہی کہ حق تعالی نے سب فرعونیون سے خطاب فرمایا اور آپ مقر ہین کہ کم کافر تھے
جنھین یقین نہ تھا ہان اگر آپ یہ رقم فرماتے کہ کم کافر تھے جنھین آنحضرت کے سچے پیغمبر ہونے کا یقین تھا اور وہ انکار
بھی کرتے تھے اور ساحر و مجنون بھی کہتے تھے تو بھی غنیمت تھا ثانیاً اگر آپ تطبیق کرین اس قصہ کے ساتھ قصہ جناب
رسول خدا کے اور کہین کہ جیسا کہ حضرت موسی اور فرعونیون مین واقعہ ہوا ویسا ہی کفار عرب اور آنحضرت مین معاملہ ہوا
اور بفرض محال ہم تسلیم بھی کرلین تو بھی آپ کا کلام کلام باری کے مخالف ہی حق سبحانہ تعالی تو فرماتا ہی کہ جب موسی
فرعونیون کی طرف گئے اور اُنکو معجزات ظاہرہ اظہار فرمائے تو اُن سب نے کہا ھذا سحر مبین یہان تو حق تعالی نے
ضمیر جمع کے ساتھ سب کافرون کو فرمایا اور آپ فرماتے ہین کہ کم کافر تھے جنھین آنحضرت کے سچے پیغمبر ہونے کا
یقین نہ تھا یعنی بہت کافرون کو سچے پیغمبر ہونے کا یقین تھا اور کم کو نہ تھا آپ فرمائیے کہ آپکا کلام سچا ہی یا خدا
کا ثالثاً عقل یک ادنی عاقل کی بھی آپ کے کلام کی تصدیق نہ کرے گی کہ آپ نے عموماً کل کافرون کو اپنے
کلام مین احاطہ کرلیا ہی کاش کفار عرب ہی فرماتے اگرچہ کفار عرب سب بجمیع الوجوہ لیاقت ہی پہچاننے کی نہ رکھتے
تھے بلکہ بعضے دہقانی تو مثل وحوش کے تھے اور بعض دیگر جاہل اور یہ امر تو ظاہر ہی کہ معرفت نبوت بالاجمال تھی
نہ بالتفصیل اگر بالتفصیل ہوتی تو تمام حلیہ اور صورت اور تعین زمان و مکان و خلقت و صفت و نسب
و قبیلہ وغیرہ مذکور ہوتا تو محال تھا اہل توراۃ و زبور و انجیل پر اخفا اور انکار علی الدوام کرسکتا کہ اجتماع و
تواطو برخلاف معلوم اور تکذیب و انکار محالات سے ہی پس معرفت نبوت بالاجمال تھی نہ بالتفصیل حاصل یہ کہ
بشارات سابقہ اور بعض اوصاف مکتوبہ اور معجزات باہرہ سے معرفت حاصل ہوئی تھی نہ نبی کی اور رسول کی
صورت سے پس کیونکر ممکن ہی کہ دہقان اور جہلاء کفار عموماً آپ کو پہچانتے تھے بلکہ باقین عرب اور جہلاء کو کہ
جنکو تمیز رطب و یابس تک نہین تھی وہ کس طرح پہچان سکتے تھے ہان علماے اہل کتاب مین کم ایسے تھے کہ اوصاف
اور نعوت اور بشارات مکتوبہ سے آپ کے سچے رسول ہونے کا یقین نہ رکھتے ہون رابعاً اور کیون نہین ممکن ہی
کہ آپ جس دلیل سے کم کفار کی عدم معرفت اور عدم یقین آنحضرت کے سچے پیغمبر ہونے کا بیان فرمائین گے
ہم اکثر کی نسبت اُسی کا ثبوت دینگے خامساً اگر آپ فرمائینگے کہ بیان آیہ سے ہماری مراد یہ ہی کہ محض ایقان نفس سے
ایمان ثابت نہین ہوسکتا تو جواب اُسکا یہ ہی کہ تصدیق قلبی مع کتمان حق بغیر ضرورت لاحقہ شرعیہ یا عقلیہ جبتک
آپ ثابت نہ فرمائینگے ایقان نفس عند اللہ مصداق ایمان قرار پائیگا **قولہ** اور علماے اہل کتاب تو عموماً جزم کلی رکھتے
تھے حتی کہ یہ امر اُنکے نزدیک کالعیان سے بھی زائد تھا معاینہ مین بصر غلطی بھی کرتی تھی اور یہان کسی طرح کا شبہہ و احتمال
نہ تھا قال جل علا یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم و قال فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی
الکافرین و قال جل ذکرہ یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل **اقول** سبحان اللہ کیا فصاحت
اور بلاغت ہی اور کیسے کیسے دلائل و براہین قاطعہ ہین کہ جسسے عموماً علماے اہل کتاب کو آپ نے کافر قرار دیدیا اور

ثابت کردیا کہ آیات ثلثہ دلالت کر رہے ہین ان سب کے کفر پر ضرور یہ ہی کہ ابوطالب بھی کافر ہون اب ہم آپکی عبارت کو اور آیات کو علیحدہ علیحدہ کر کے آپ کی خوبی تحریر و تقریر اور عقل و دانش اور تحقیق و تدقیق کو کالعیان سے بھی زیادہ روشن اور ظاہر کیے دیتے ہین اولاً علماے اہل کتاب تو عموماً جزم کلی رکھتے تھے اور قبل اسکے آپ فرما چکے ہین کہ کم کافر تھے جنھین آنحضرت کے سچے پیغمبر ہونے کا یقین نہ تھا اولا تو علماے اہل کتاب ہی آپ کی پہلی عبارت سے مستثنی ہو گئے تھے کہ کفار عرب مین علماے اہل کتاب ہی کم تھے جب آپ نے توضیح فرمائی علماء اہل کتاب کی کہ وہ سب جزم کلی رکھتے تھے تو اب اُن کم کی تصریح فرمایئے ثانیاً علماے اہل کتاب کو جب آپ نے کفار سے الگ بیان فرمایا تو ثابت ہوتا ہی کہ وہ کفار نہ تھے ثالثاً علماے اہل کتاب کی طرف نسبت عموماً جزم کلی کی فرمائی حالانکہ جزم کبھی مطابق واقع نہین ہوتا اُسکو جہل مرکب کہتے ہین اور کبھی مطابق واقع بھی ہوتا ہی مگر تشکیک مشکک سے زائل ہو جاتا ہی اُسکو تقلید کہتے ہین پس اس تحریر نے آپ کی علماے اہل کتاب کو بری الذمہ کر دیا کہ ان سب کو درجۂ یقین حاصل ہی نہ تھا رابعاً اگر مراد آپ کی یہ ہی کہ علماے اہل کتاب عموماً جزم کلی رکھتے تھے یعنی درجۂ یقین کا رکھتے تھے اور سب نے انکار کیا اور جحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم اُنپر صادق آیا تو یہ وہم باطل اور خیال خام ہی کیونکہ بکثرت علماے اہل کتاب اسلام سے مشرف ہوے ہین جیسے ہم انشاء اللہ تحت تفسیر آیۂ ہذا اقوال مفسرین سے ثابت کیے دیتے ہین خامساً عبارت مذکورۂ بالا کے تحت مین ان آیات کا رقم فرمانا یہ آپ کا جہل مرکب ہی **قولہ** معائنہ مین بصر غلطی بھی کرتی ہی اور یہان کسی طرح کا شبہہ اور احتمال نہ تھا **اقول** ہوش وحواس درست فرما کر ہدیۂ سعیدیہ یا ہدایۃ الحکمۃ ہی ملاحظہ فرمایئے کہ تعریف مشاعر خمسۂ ظاہری اور باطنی سے تو آگاہی ہو جائے دیکھیے ہدیۂ سعیدیہ مین مولوی محمد فضل الحق اور ہدایۃ الحکمت مین مولوی عبدالحق خیرآبادی بعد بیان فرمانے اختلاف اقوال در مذاہب حکما کے لکھتے ہین فالحق ان فی الات الابصار روحا مضیئۃ اذا قابلھا المرئی مع تحقق الشرائط وارتفاع الموانع ینکشف المرئی عند المدرک انکشافا فائضا وقیل الخ پس حق یہ ہی کہ آلات ابصار مین ایک روح مضیئہ ہی جسوقت کہ مقابل ہوتی ہی وہ مری سے ساتھ تحقق شرائط کے اور ارتفاع موانع کے تو وقت ادراک مری منکشف ہو جاتی ہی انکشاف شروقیا کرکے دیتی ہم عند الابصار مخروط شعاعی وھمی اور شعاع مخروطی عند الابصار متوہم ہوتے ہین ثم للابصار شروطا یمتنع الابصار بدونھا ویجب معھا یعنی ابصار کے واسطے شرطین ہین کہ بدون اُن شرطون کے ابصار ممتنع ہی اور اُن شرطون کے ساتھ واجب ہی اور یہ بھی ظاہر ہی کہ امتناع اور وجوب متضاد ہین جمع نہین ہو سکتے پس معائنہ مین باوجود تحقق شرائط اور ارتفاع موانع کے غلطی کا وجود ہی معدوم ہی اسی طرح عدم شرائط اور وجود موانع کا مانع ابصار ہی بصر معائنہ مین غلطی بھی کرتی ہی یہ کہنا ہی مہمل و بیکار ہی وہ شروط یہ ہین منھا مقابلۃ المرئی للرائی او کونہ فی حکم المقابل کما فی رویۃ الانسان وجھہ فی المرآۃ بعض اُن شرطون مین سے مقابلہ ہی رائے کا مرئی سے یا ہوتا اُسکا حکم مقابل مین جیسا کہ انسان دیکھتا ہی اپنے

ثابت کر دیا کہ آیات ثلثہ دلالت کر رہے ہین ان سب کے کفر پر ضرور ہو کہ ابوطالب بھی کافر ہون اب ہم آپکی عبارت کو اور آیات کو علیحدہ علیحدہ کر کے آپ کی خوبی تحریر و تقریر اور عقل و دانش اور تحقیق و تدقیق کو کالعیان سے بھی زیادہ روشن اور ظاہر کیے دیتے ہین تنبیہ علماے اہل کتاب تو عموماً جزم کلی رکھتے تھے اور قبل اسکے آپ فرما چکے ہین کہ کم کافر تھے جنھین آنحضرت کے سچے پیغمبر ہونے کا یقین نہ تھا اولاً تو علماے اہل کتاب ہی آپ کی پہلی عبارت سے مستثنی ہو گئے تھے کہ کفار عرب مین علماے اہل کتاب ہی کم تھے جب آپ نے توضیح فرمائی علماء اہل کتاب کی کہ وہ سب جزم کلی رکھتے تھے تو اب اُن کم کی تصریح فرمائیے ثانیاً علماے اہل کتاب کو جب آپ نے کفار سے الگ بیان فرمایا تو ثابت ہوتا ہو کہ وہ کفار نہ تھے ثالثاً علماے اہل کتاب کی طرف نسبت عموماً جزم کلی کی فرمائی حالانکہ جزم کبھی مطابق واقع نہین ہوتا اُسکو جہل مرکب کہتے ہین اور کبھی مطابق واقع بھی ہوتا ہو مگر تشکیک مشکک سے زائل ہو جاتا ہو اُسکو تقلید کہتے ہین پس اس تحریر نے آپ کی علماے اہل کتاب کو بری الذمہ کر دیا کہ ان سب کو درجۂ یقین حاصل ہی نہ تھا رابعاً اگر مراد آپ کی یہ ہو کہ علماے اہل کتاب عموماً جزم کلی رکھتے تھے یعنی درجہ یقین کا رکھتے تھے اور سب نے انکار کیا اور جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم اُسکا خبر صادق آیا تو یہ وہم باطل اور خیال خام ہو کیونکہ بکثرت علماے اہل کتاب اسلام سے مشرف ہوے ہین جیسے ہم انشاء اللہ تحت تفسیر آیۂ ہذا اقوال مفسرین سے ثابت کیے دیتے ہین خامساً عبارت مذکورۂ بالا کے تحت مین ان آیات کا رقم فرمانا یہ آپ کا جہل مرکب ہو **قولہ** معائنہ مین بصر غلطی بھی کرتی ہو اور یہان کسی طرح کا شبہہ اور احتمال نہ تھا **اقول** ہوش و حواس درست فرما کر ہدیۂ سعیدیہ یا ہدایۃ الحکمۃ ہی ملاحظہ فرمائیے کہ تعریف مشاعر خمسۂ ظاہری اور باطنی سے تو آگاہی ہو جائے دیکھیے ہدیہ سعیدیہ مین مولوی محمد فضل الحق اور ہدایۃ الحکمت مین مولوی عبدالحق خیرآبادی بعد بیان فرمانے اختلاف اقوال در مذاہب حکماء کے لکھتے ہین فالحق ان فی الآلات الابصار روحاً مضیئۃ اذا قابلہا المرئی مع تحقق الشرائط وارتفاع الموانع ینکشف المرئی عند المدرک انکشافاً قبولیاً الخ پس حق یہ ہو کہ آلات ابصار مین ایک روح مضیئہ ہو جسوقت کہ مقابل ہوتی ہو وہ مرئی سے ساتھ تحقق شرائط کے اور ارتفاع موانع کے تو وقت ادراک مرئی منکشف ہو جاتی ہو انکشاف شروقیا کرکے دیتی ہم عند الابصار مخروط شعاعی وہمی اور شعاع مخروطی عند الابصار متوہم ہوتے ہین ثم للابصار شروطاً یمتنع الابصار بدونہا ویجب معہا یعنی ابصار کے واسطے شرطین ہین کہ بدون اُن شرطون کے ابصار ممتنع ہو اور اُن شرطون کے ساتھ واجب ہو اور یہ بھی ظاہر ہو کہ امتناع اور وجوب متضاد ہین جمع نہین ہو سکتے پس معائنہ مین باوجود تحقق شرائط اور ارتفاع موانع کے غلطی کا وجود ہی معدوم ہو اسی طرح عدم شرائط اور وجود موانع کا مانع ابصار ہو بصر معائنہ مین غلطی بھی کرتی ہو یہ کہنا ہی مہمل و بیکار ہو وہ شروط یہ ہین منہا مقابلۃ المرئی للرائی او کونہ فی حکم المقابل کما فی رویۃ الانسان وجہہ فی المرآۃ بعض اُن شرطون مین سے مقابلہ ہو رائی کا مرئی سے یا ہونا اُسکا حکم مقابل مین جیسا کہ انسان دیکھتا ہو اپنے

علی سے کہ نہ تھے ہم بعید جانتے اس بات کو کہ سکینہ جاری ہو زبان پر عمر کی جنکی شان میں لوکان نبی بعدی لکان عمر فرمایا ہو جو ہر وقت صحبت آنحضرت میں موجود رہتے تھے حالانکہ مشیر آنحضرت تھے معجزات باہرہ متواترہ مشاہدہ فرمائے تھے اسلام کو قبول کر چکے تھے روز حدیبیہ فرمایا السنا علی الحق جسکے بعد خود کہتے تھے ما شککت منذ اسلمت الا یومئذ شارح نووی نے تاویل کی ہی کہ یہ کہنا حضرت عمر کا از راہ دردِ دین حالت غیظ و غضب میں تھا نہ براہ شک لیکن خود حضرت عمر کی زبان فیض ترجمان سے لفظ شک تو نکلا جو کہ جب اصحاب خاص آنحضرت کہ آپکے نزدیک ارکن ایمان اور باعث ترقی اسلام تھے جنکو درجہ عین الیقین اور حق الیقین حاصل تھا جب انکو شک عارض ہوا تو علماے اہل کتاب کہ معرفت انکو بالاجمال بعض اوصاف اور نعوت عرفیہ کتب سلف سے حاصل ہوئی تھی بعض کو علم الیقین اور بعض کو شبہہ اور احتمال حاصل ہوا تو کیا عجب ہو پس عموماً کفار کو کہنا کہ کم کافر تھے جنھین آنحضرت کے سچے پیغمبر ہونے کا یقین نہ تھا اور علماے اہل کتاب تو عموماً جزم کلی رکھتے تھے دلیل سفاہت نہین ہی تو کیا ہی اور زاد علی لتنبو رنفسہ کہ یہان کسی طرح کا شبہہ اور احتمال بھی نہ تھا جناب بندہ جن لوگون کو شبہہ اور احتمال نہ تھا اکثر وہی مشرف باسلام ہوے اور یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم کے مصداق بھی وہی تھے اہل حق کب انکار کرتے ہین آپ نے اس آیہ سے کفر جمیع اہل کتاب تصور فرمایا ہی آپ کی سمجھ کا قصور ہی پوری پوری آیت رقم فرمائیے اور اسکی تفسیر ملاحظہ فرماکر امر حق کا اظہار فرمائیے لا تقربوا الصلوٰۃ سے ترک صلوٰۃ کا حکم نہ فرمائیے حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید اور فرقان حمید میں فرماتا ہی الذین اتیناھم الکتب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم وان فریقا منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون ترجمہ وہ لوگ کہ جنکو دی ہین نے کتاب (مراد اہل کتاب سے یہود و نصاری ہین الذین من حیث اللفظ عام ہی اور من حیث المعنی خاص کہ وصف انکا یعرفون کے ساتھ فرمایا) یعرفونہ یعنی پہچانتے ہین اسکو (ضمیرہٗ سے مراد حکم قبلہ ہی یا قرآن ہی یا محمد حلیہ اور صفات سے) جیساکہ پہچانتے ہین اپنے بیٹون کو اور تحقیق ایک فریق انمین سے چھپاتے ہین حق کو (کہ وہ صفات پیغمبر کے ہین) اور وہ (یعنی فریق مذکور علماے یہود و نصاری) جانتے ہین بغوی اپنی تفسیر مین الذین اتیناھم الکتب کی تفسیر یون رقم فرماتے ہین یعنی مومنی اھل الکتاب عبد اللہ بن سلام و اصحابہ یعرفونہ یعنی یعرفون محمدا کما یعرفون ابناءھم من بین الصبیان یعنی مومنین اہل کتاب عبد اللہ ابن سلام اور اصحاب انکے پہچانتے تھے آنحضرت کو جس طرح سے کہ اپنے لڑکونکو دوسرے لڑکون کے درمیان مین پہچانتے ہین بعد اسکے نقل کرتے ہین امام محی السنۃ قال عمر بن الخطاب لعبد اللہ ابن سلام ان اللہ قد انزل علی نبیہ الذین الی ابناءھم فکیف ھذا المعرفۃ یعنی کہا عمر ابن الخطاب نے عبد اللہ ابن سلام سے کہ تحقیق نازل ہوئی ہی یہ آیت پس کس طرح ہی یہ معرفت قال عبد اللہ یا عمر لقد عرفتہ حین رایتہ کما عرفت ابنی و محمد اللہ ابن سلام نے کہا کہ ای عمر بتحقیق کہ مین پہچانتا ہون انکو جیساکہ پہچانتا ہون مین اپنے بیٹے کو ومعرفتی بمحمد اشد من معرفتی بابنی اور معرفت میری ساتھ محمد کے اشد ہی معرفت سے میرے بیٹے کی فقال عمر کیف ذلک کہا عمر نے کس طرح سے یہ پہچان ہی فقال اشھد انہ رسول حق من اللہ تعالیٰ وقد

نعتہ اللہ تعالی فی کتابنا پس کہا کہ گواہی دیتا ہون کہ بتحقیق کہ وہ رسول برحق ہین حق تعالی کی طرف سے اور تحقیق
تعریف کی ہی اللہ نے اُنکی ہماری کتاب مین ولا ادری ماتصنع النساء اور نہین جانتا مین کہ کیا صنعت کی ہی عورتون
نے مطلوب یہ ہی کہ اُسکی مان نے درباب حمل خیانت بھی کی ہو اُسوقت کہا عمر نے وفقك اللہ تعالی یا ابن سلام
صدقت وان فریقا منہم لیکتمون الحق یعنی صفت محمدؐ اور امر کعبہ کو اور وہ جانتے ہین یا حضرت ملاحظہ فرمایئے
کہ حق تعالی نے صاف صاف فرمادیا کہ ایک فرقہ اُن مین کا باوجود علم کتمان حق کرتا تھا نہ سب وہ لوگ کہ جن پر یعرفون
صادق آتا ہی پس کتمان حق کرنے والے کافر ہین مثل آپ کے کہ تمام اوصاف اور نعوت اور اقرار لسانی اگرچہ قصیدہ کیون
نہ ہون اور تصدیق قلبی ابوطالب کے مقر ہین اور پھر زمرۂ کفار مین ملحق فرماتے ہین اور باعث ایذاے آنحضرتؐ ہوتے
ہین اور کچھ خیال نہین کرتے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہی لا تؤذوا الاحیاء بسبب الاموات افسوس ہی کہ آجتک اُن حضرت
کی ایذادہی سے باز نہین آئے الحاصل حق سبحانہ تعالی نے علماے اہل کتاب کے دو فرقے فرمائے ایک وہ کہ جنکا وصف
یعرفون کے ساتھ فرمایا اور پھر فرمایا کہ دوسرا فرقہ اُن مین کا کتمان حق کرتا ہی جان کر پس وہ فرقہ جو کتمان حق نہین کرتا دو
حال سے خالی نہین یا وہ مشرف باسلام ہوے یا نہین ہوے منجملہ ایمان لانے والون مین کے عبد اللہ ابن سلام اور
کعب الاحبار اور لبید اور احزاب اُنکے تھے کہ یہ لوگ حضرت رسالت کو پہچانتے تھے اور ایمان بھی لائے تھے اور
اُنکے ایمان لانے مین اختلاف بھی نہین ہی اور جو لوگ ایمان نہین لائے اور دانستہ کتمان حق کرتے تھے وہ آج تک
ضال و مضل موجود ہین حاجت بیان نہین پس یعرفونہ کما یعرفون سے اسلام ابوطالب ثابت ہوتا ہی کہ
تحقیق مومن تھے اور کما یعرفون ابناءھم جو حق تعالی نے فرمایا ہی تو آنحضرتؐ فی الحقیقت ابناء ابوطالب
مین تھے اور باوجود تنہائی اور کثرت کفار کے ابوطالب اظہار نبوت اور رسالت مین کبھی بس نہ فرماتے تھے کتمان
کیسا اور حمایت اور نصرت اور اتمام نور الہی مین سعی بلیغ فرماتے تھے جو معاینۂ کتب سیر و حدیث سے آشکار ہی شبہہ
و احتمال نہ سر تا پا بیکار ہی محصل تقریر یہ ہی کہ حق تعالی نے و فریق منہم فرمایا کہ ایک فریق اُن مین کا کتمان حق جان کر
کرتا تھا اور آپ علماے اہل کتاب کو عموما کفار مین شامل فرمائین اور کانہین حق مین شمار کرین اور حضرت ابوطالب
کو اُن مین شامل فرماوین حالانکہ آپ خود اور تمام اہل سیر و تواریخ و حدیث رقم فرماتے ہین ابوطالب کے قصائد
اور اشعار اور اقوال اور افعال اور اوصاف کہ جن سے بصراحت ثابت ہی کہ ابوطالب نے کوئی دقیقہ جان نثاری
اور فرمانبرداری اور اظہار امر حق مین فروگذاشت نہین کیا بعد اس آیہ کے آپ رقم فرماتے ہین **قولہ** وقال عز من
قائل فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکافرین پس جسوقت آیا وہ یعنی محمدؐ اُنکے پاس یعنی یہودیون
کے پاس کہ وہ توریت سے حقیقت آنحضرت کو پہچانتے تھے کفر کیا اُنھون نے عناد و حسد سے پس لعنت خدا
کی ہی کافرون پر **اقول** آیۂ اولی مین بیان ہی عارفین کا اور ایمان لانے والون کا اور بعض کتمان کرنے والونکا اور اس مین
خطاب ہی یہودیون کی طرف کہ وہ کہتے تھے صفات اور نعوت محمدؐ کو دیکھ کر توراۃ مین کہ ہم نصرت کرینگے پیغمبر آخر الزمان
کی پس جب مبعوث ہوے آنحضرتؐ غیر بنی اسرائیل مین سے اور پہچانا اوصاف اور نعوت مرقومہ توراۃ سے آنحضرتؐ کو

تو کفر کیا اُنھون نے عناد و حسد سے اس آیت سے کوئی تعلق جناب ابوطالب کو نہین ہی نہ وہ بنی اسرائیل سے ہین
نہ اُنمین شامل ہین اگر آپکی مراد یہ ہی کہ ان فیمین مین کافر ہوئے ہین تو یہان عام شی سے مراد علماے اہل کتاب ہین
اور یہ آیہ تو خاص واسطے علماء یہود کے ہی کہ بنی اسرائیل سے نہ ہونا آنحضرت کا ان لوگون پر شاق اور دشوار ہوا
کہ جناب ختمی مآب اولاد اسمعیل سے تھے اب آپ فرمائے کہ ابوطالب کو کس مراد عناد و حسد تھا بلکہ باعث فخر تھا کہ
کہ ابوطالب بھی اولاد اسمعیل سے تھے پھر آپ رقم فرماتے ہین تیسری آیہ ترجمہ آیہ کلام مجید یجدونہ مکتوبا عندھم
فی التورات والانجیل ترجمہ پاتے ہین اسکو یہود و نصاری اُسکی صفت اور نام کو لکھا ہوا جو نزدیک اُنکے ہی توراۃ
و انجیل مین اقول آپ آپ ہی فرمایئے کہ یہ آپکی سفاہت ہی یا نہین اور اوصاف یہ ومین یحرفون الکلم عن
مواضعہ بھی ہی یا نہین آیہ کلام مجید کو ابتدا او نہ انتہا سے آپنے ترک کرکے اپنے مطلوب کے الفاظ چن لیے
یہ عام فریبی نہین ہی تو کیا ہی اور تمام آیہ آپ کیونکر نقل فرماتے کہ وہ الفاظ آیہ دلالت کرتے ہین جناب ابوطالب
کے اوصاف محامد پر لیجیے وہ آیہ پوری پوری یہ ہی الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا
عندھم فی التوراۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھٰھم عن المنکر ویحل لھم الطیبات ویحرم
علیھم الخبائث ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم فالذین امنوا بہ وعزروہ ونصروہ
واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون ترجمہ وہ لوگ جو پیروی کرتے ہین رسولؐ کی کہ نبی
امی ہی وہ نبی امی کہ پاتے ہین یہود و نصارے اُسکے نام اور صفت کو لکھا ہوا توریت اور انجیل مین حکم کرتا ہی
مومنین کو نیکی کا اور منع کرتا ہی اُنکو برائی سے اور حلال کرتا ہی اُنکے واسطے پاکیزہ چیزونکو اور حرام کرتا ہی اُنپر
ناپاک چیزون کو اور اُتار لیگا بوجھ کو مراد بوجھ اُتارنے سے یہ ہی کہ اُمت پر سخت احکام جاری نہین کرتا اور اُتار لیگا
طوقون کو کہ تھے اُنپر زمانہ موسی سے یعنے جو احکام کہ زمانہ موسی مین سختی کے تھے اُنکو اُتار لیگا پس علیھم تک تو
اس آیہ سے یہ بات ثابت نہین ہوئی کہ یجدونہ الخ سے مراد کفار ہین آگے چلے الذین امنو پس وہ لوگ
کہ ایمان لائے ہین اُسکے ساتھ خواب غفلت سے بیدار ہو جیے الذی سے مراد ابوطالب ہین ایمان سے مراد
ایمان حقیقی ہی نہ ایمان ظاہری جو آپ کا مشرب ہی وعزروہ اور قوت دی ہی اُنھون نے اُس نبیؐ کو ونصروہ اور
مدد و نصرت کی ہی اُنھون نے اُس نبیؐ کی اور پیروی کی ہی اُنھون نے اُس نور کی کہ نازل کیا گیا ہی ہمراہ اُسکے
وہ ہی لوگ رستگاری پانیوالے ہین آپ کو قسم دیتا ہون کہ سچ فرمائیے تصدیق قلبی کی اور اقرار لسانی کی تو
مفسرین اور محدثین بھی قائل ہین اگرچہ آپ ایمان ظاہری کو ایمان تصور کیے ہوئے ہین مگر یہ تو فرمائیے کہ وہ
کون شخص تھا سوائے ابوطالب کے جسنے قوت دی اُسوقت مین کہ کوئی قوت دینے والا سوائے خدا کے نہ تھا
اور کسنے نصرت کی بجز ابوطالب کے کہ تمام کفار سے مقابلہ کیا ابوطالب ایک طرف تھے اور کفار عرب ایکطرف
اور کس نے یہہ کلمہ کہا بجز ابوطالب کے کہ جب تک مین پیوند زمین نکر دیا جاؤنگا اُسوقت تک مین نصرت اور
حمایت کو نہ چھوڑونگا اور کس نے پیروی کی اور تصدیق نبوت کی اور جو کچھ کہ آنحضرت پر اُسوقت تک نازل

ہوا تھا اُسکو سچا مانا سوائے ابوطالب کے حتیٰ کہ بعد خدیجہ کبریٰ اور علی مرتضیٰ کی اتباع کی جب جناب ابوطالب
نے نماز پڑھتے دیکھا تو جعفر کو حکم فرمایا کہ تو بھی پیروی کر اور شریک ہو جسطرح سے کہ علیؑ شریک ہی اور کوئی بھی ایسا
تھا سوائے ابوطالب کے جسنے پیغمبر کی پیغمبری کرکے اتمام حجت کیا ہو کفار پر اور کہا ہو کہ دیکھو محمدؐ نے خبر دی ہی
اور اُسکو خدا نے خبر دی ہی کہ تمھارے صحیفہ کو دیمک کھا گئی بجز اسم جلالہ باری عز اسمہ باقی نہین ہی دیکھیے اسکا نام
ہی تصدیق بیقین اسکو کہتے ہین کہ ابوطالب نے بھی اُس صحیفہ کو نہین دیکھا مگر فقط آنحضرت کے فرمانے سے کس
استقلال سے فرمایا کہ اگر یہہ بات سچی ہی تو حق محمدؐ کیطرف ہی تم لوگ کیون ظلم کرتے ہو اور اگر یہہ امر غلط ہی تو تم کو
اختیار ہی جو چاہو کرو پھر حق تعالے فرماتا ہی اولئك هم المفلحون یعنے وہی لوگ رستگاری پانیوالے ہین تمام
ہوا ترجمہ مگر آپ گرداب ضلالت و غوایت مین غوطہ زن ہین افلا ینصرون کے مصداق بنے عام فریبی
نہ فرمایئے کہ جناب ابوطالب ورابائے نبوی کو مومن کہنے والے رافضی ہین تا جہلا آپ کو بڑا عالم اور سچا نہ
سمجھین بغض و عداوت خاندان نبوت سے کرنا دشمنان خدا و رسولؐ کا کام ہی اگر رافضیون نے جناب ابوطالب
اور ابائے نبوی کو مومن کہا تو کیا مضائقہ وہ خدا کو بھی خدائے واحد کہتے ہین اور رسولؐ برحق کو خاتم
المرسلین بھی کہتے ہین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اُنکا بھی کلمہ ہی یہ ضرور نہین کہ رافضی جو کچھ کہتے ہون وہ آپ
نہ کہین اسیکو ایمان آپ تصور فرماتے ہین تو لاچاری ہی یہہ ایمان آپ کو مبارک ہی اہل حق کا یہہ ایمان نہین ہی
جناب ابوطالب کا بعینہٖ الفاظ لا الہ الا اللہ کہنا آپ پر ثابت نہین آپ آنکھین بند کرکے کافر فرمائے دیتے ہین
غافل اسسے کہ حق تعالے فرماتا ہی ومن الناس من یقول امنا باللہ و بالیوم الاخر وما هم بمومنین یخادعون
اللہ والذین امنو وما یخدعون الا انفسهم وما یشعرون ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ جسنے
حمایت اور نصرت اور اطاعت کی آنحضرت کی اُسنے حمایت اور نصرت اور اطاعت کی خدا کی وہ مومن حقیقی
محب خدا و رسولؐ ہی اور دشمن اُسکا دشمن خدا اور رسولؐ ہی جگہ اُسکی درک اسفل ہی **قولہ** بعض کور چشم بد باطن
وہابیہ عصر کہ اسمین کلام کرتے ہین اور یہ کہتے ہین اگر اہل کتاب کے یہان حضور کا ذکر رسالت ہوتا تو ایمان کیون
نہ لاتے نصوص قاطعہ سے انکار اور خدا اور رسولؐ کی تکذیب اور یہود و نصاریٰ کی حمایت و تصدیق کر بیٹھے
ہین اعوذ باللہ من وساوس الشیطان **اقول** جن وہابیہ عصر کا مقولہ آپنے رقم فرمایا فی الحقیقت وہ تو مورد
لعن ہین مگر ہم تو آپ کی عبارت کی تعریف کرتے ہین آپنے وہابیہ کی تعریف مین لفظ بد باطن کیون رقم فرمایا بد باطن
سے آپ کو کیا علاقہ آپ کا مذہب تو بیشک بد فی الظاہر ہی اور قصور معاف نصوص قاطعہ سے تو آپ بھی انکار
فرما رہے ہین جیسا کہ ابھی مذکور ہوا اور حامی اور ناصر و مصدق رسولؐ انام کو تو علانیہ آپ کافر فرما رہے ہین پھر
یہود و نصاریٰ کی تصدیق و حمایت کرنیوالے کو کیونکر بد کہہ سکتے ہین جب ابوطالب کو کہ حامی و ناصر و مصدق
رسولؐ تھے آپ باعلان کافر فرما رہے ہین تو حامی و ناصر و مصدق یہود و نصاریٰ بالضرور مومن قرار پاینگے
اعوذ باللہ من وساوس الشیطان مگر ہم تو وہابیہ عصر اور اُن لوگون سے کہ مطلب کے ثابت کرنیکے

واسطے فقرات آیات اور احادیث اور مفسرین کی عبارتون مین تحریف کرتے ہین کہین تحریف لفظی اور کہین تحریف معنوی فرماتے ہین ہم پناہ مانگتے ہین بسا تعجب ہی کہ آپ نصرت اور حمایت اور تصدیق نبوت اور مصائب حمایت وحراست وکفالت واطاعت کی کچھ حقیقت نہین سمجھتے حالانکہ جناب ابوطالب نے اپنی جان ومال واولاد فدائے پائے آنحضرت فرمائی آپ کے دین کو خیر الادیان فرمایا صدق وامانت کو آنحضرت کے اعلان دیا آنحضرت کی اتباع کی تحریص لوائی حضور کو رسول مثل موسے کے خطاب فرمایا اور قصائد مین اپنی تصدیق قلبی کا اظہار فرمایا کہ تاقیام قیامت یہہ قرار باقی رہے قصائد بیشمار آنحضرت کی مدح مین انشا فرمائے یہہ سب رائیگان اور بیکار ہی فقط لا الہ الا اللہ کو تلفظ نہ فرمایا سامنے کفار کے تو کافر ہوئے اور پھر حمایت وتصدیق یہود ونصاری کو آپ مذموم بھی فرماتے ہین پس صاحبان انصاف اور ماہرین اوپر اطاعت جناب ابوطالب پر مثل شمس ہویدا اور آشکار ہی یہہ کہ ابوطالب ابتدا سے انتہا تک ناصر ومعین وحامی ومصدق رسول رہے بجز رضامندی اور اطاعت کے تکذیب ومخالفت آنحضرت کی نہین فرمائی بلکہ ہر حال مین معین ومددگار رہے پس ان آیات کا لعنوان مذکورہ وارد کرنا آپ کا بجز تحریف اور افترا علی اللہ کیا ہوسکتا ہی بعض آیات کی دلالت عرفان اور ایمان پر ہی بعض کی باوجود معرفت کفر پر اور بعض آیات شان یہود ونصاری مین ہین لیکن آپنے کہین تحریف لفظی فرماکر مطلب برآری کی ہی کہین تحریف معنوی فرماکر اعوذ باللہ من وسواس الشیطان اور اوپر عرض کرچکا ہون کہ مبغض ابوطالب بعینہ مبغض رسول انام ہی اور مبغض رسول مبغض خداوند علام ہی اور مبغض خدا ورسول کا فر واجب القتل ہی اور ابوطالب مہاجرین اور انصار سے رسول مختار کے ہین **قولہ** شرح عقائد نسفی مین ہی لیست حقیقۃ التصدیق ان تقع فی القلب نسبۃ الصدق الی الخبر او المخبر من غیر اذعان وقبول بل ھو اذعان وقبول لذلک بحیث یقع علیہ اسم التسلیم علی ما صرح بہا امام الغزالی **اقول** اولاً عقائد نسفی کی عبارت جو آپنے رقم فرمائی آپ کے مفید مطلب نہین ہی کہ یہہ عبارت گویا تصدیق کی تعریف ہی نہ ایمان واسلام کے اور تعریف تصدیق مین اختلاف واقع ہی بین المتقدمین والمتاخرین مع ھذا اگر اسی تعریف کو ہم بھی قبول کرلین تو بھی آپ کو کیا نفع پہنچیگا اسواسطے کہ اس تعریف مین اقرار باللسان اور عمل بالارکان کا ذکر ہی نہین ہی جس سے آپ کفر ثابت کرسکین اور باقی رہا بل ھو اذعان وقبول لذلک بحیث یقع علیہ اسم التسلیم اسمین بھی کوئی شرط ظاہر وباطن کی نہین ہی بلکہ وقوع اسم تسلیم کی قید ہی پس ہم قبول کرتے ہین کہ حقیقت تصدیق کی اذعان اور قبول بھی سہی پھر یہہ تعریف تصدیق کی جناب ابوطالب کو کیا نقصان دیتی ہی کہ تصدیق قلبی جناب ابوطالب کی باتفاق اہل سیر وتواریخ وعلم حدیث وتفسیر ثابت ہی جسکی توضیح عنقریب ہوئی جاتی ہی مگر پہلے ہم تعریف تصدیق اور تصور اور دانستن اور شناختن اور معرفت اور گرویدن کو عرض کردین تا معلوم ہوجائے کہ ان الفاظ کے مفہوم مین کیا فرق ہی اور کس کس معنی پر اطلاق کی جاتی ہین اور ہر ایک کی کیا تعریف ہی تاکہ محصل تقریر آپ کا ہر شخص پر ہویدا اور آشکار ہوجائے اسواسطے کہ کسی مقام پہ آپ کمال معرفت کو تعریف

ایمان سے خارج کیے دیتے ہین کبھی فرماتے ہین کہ معرفت کو ایمان سمجھنے والے بعض قدریہ ہین کہین آپکا قول
ہی کہ دانستن اور شناختن اور چیز ہی اذعان و گرویدن اور کسی مقام پر معنی تصدیق کے شرح عقائد سے نقل
فرماتے ہین کسی مقام پر بعض قدریہ کا مقولہ الایمان ہو المعرفت شرح عقائد سے نقل فرماتے ہین تاکہ عوام جہلا
آپکی تحریر کی قدر کرین اور لاجواب تصور کرین حالانکہ ایسی تحریر مشوش سے بجز تضییع اوقات کوئی فائدہ
نہین متصور ہوتا شناختن اور دانستن اور دریافتن یہہ الفاظ فارسی ہین عربی مین انھین کو معرفت اور
علم اور ادراک کہتے ہین کبھی یہہ الفاظ ایک ہی معنی پر اطلاق کیے جاتے ہین تو ان الفاظ کو مترادف کہتے
ہین کبھی ہر واحد انکا معنی جداگانہ پر اطلاق کیا جاتا ہی پس معنی معرفت اور علم اور ادراک کے الصورة
الحاصلة عند العقل ہین یعنے وہ صورت کہ انسان کی عقل کے نزدیک حاصل ہوئے ہی اور عقل ایک
جوہر ہی مجرد مادہ سے ذاتا اور فعلا اور کبھی اطلاق عقل کا ذہن پر ہوتا ہی جو مقابل مین خارج کی ہی اور
ذہن کا اطلاق مشاعر پر ہوتا ہی اعم اس سے کہ عقل مجرد ہو یا حواس خمسہ ہون اور حواس خمسہ ظاہری ہون
یا باطنی حاصل یہہ ہی کہ ذہن ایک قوت مدرکہ ہی کہ جسمین صورتین اشیا کی حاصل ہوتی ہین اور مراد صورت
سے یہہ ہی کہ بعینہ وہ شی نہ ہو لیکن موافق اسی شی کے ہو جسطرح کہ آئینہ وغیرہ مین صورت ہر شی کی حاصل
ہوتی ہی اور محققین کے نزدیک مطلق موافقت کافی نہین ہی بلکہ موافقت حقیقت اور ذات اور معنی
مین جسوقت پائی جائے وہ معتبر ہی اس وجہ سے تمثیل آئینہ وغیرہ کی بسبیل توضیح قرار پائیگی نہ بسبیل تحقیق اسواسطے
کہ جو صورتین انسان یا حیوان وغیرہ کی آئینہ مین یا مثل آئینہ کے براق چیز وغیرہ مین پائی جائینگی وہ موافق نہ
ہونگی حقیقت انسانیت اور حیوانیت وغیرہ مین بلکہ ظاہر شکل مین موافقت پائی جائیگی اور صورت حاصلہ
کہ جسکو علم کہتے ہین فقط موافقت [illegible] ظاہری [illegible] نہین رکھتے بلکہ حقیقت اور ذات اور معنی مین موافقت رکھتی ہی
اور دلیل اس امر پر کہ صورتین اشیا کی ذہن مین حاصل ہوتی ہین اور بنیز حقیقت اور ذات اور [illegible] موافقت
رکھتے ہین یہہ ہی کہ جو اشیا کہ ہم دیکھ چکے ہین اور وہ ہم سے غائب ہین انکو ہم اسی نفس مین مشاہدہ کرتے ہین
حالانکہ وہ عین اشیا ہمارے نفس مین داخل نہین ہین بلکہ کوئی چیز کہ ان اشیا [illegible] موافقت [illegible] ہی کہ
وہ ہم مین حاصل ہوگئی ہی اور وہ صورتین انھین اشیا کی ہین اور [illegible] تنہا ہمارے ذہن مین حاصل
نہین ہوتی ہین بلکہ ساتھ حقیقت اور ماہیت کے انکا حصول ہوا ہی اسواسطے کہ اگر تنہا وہ صورتین حاصل
ہوتی ہوتین جیسے آئینہ وغیرہ مین حاصل ہوتی ہین تو ممکن [illegible] حقیقت اشیا [illegible] معلوم کر سکتے
حالانکہ کنہ اور حقیقت بعض اشیا کی تو بالیقین ہمکو معلوم ہی مثلاً گرمی و سردی اور روشنی و تاریکی اور [illegible]
انھین کے بالیقین ہمکو معلوم ہی کہ جسمین احتمال بھی کسیطرح شک کا نہین ہو سکتا بلکہ جو شخص ان امور مذکورہ کا یقین
نہ کرے تو قابل اعتنا بھی نہ ہوگا یہہ تو مفہوم مشترک ان الفاظ کا ہی اور اطلاق ہر واحد کا معنی مختص پر یہہ ہی
کہ کبھی معرفت اور شناختن بولتے ہین اور اشیا بسیط کا جاننا مراد لیتے ہین اور دانستن اور علم [illegible] جاننے

نسبت تقیدیہ یا لا وقوع اسکا ہی متقدمین نے قضیہ مین تثلیث اجزا کا اعتبار کیا ہی یعنے محکوم علیہ اور محکوم بہ اور نسبتہ تامہ جزئیہ ثبوتیہ یا سلبیہ اور متاخرین تربیع اجزا کے قائل ہین یعنے محکوم علیہ و محکوم بہ اور نسبت تامہ خبریہ ثبوتیہ یا سلبیہ و متاخرین تربیع اجزا کے قائل ہین یعنی محکوم علیہ و محکوم بہ و نسبتہ تقیدیہ ثبوتیہ یا سلبیہ اور اسیکا نام نسبت حکمیہ ہی جو مورد حکم ہی جو تھے حکم ہی یعنے وقوع نسبتہ خبریہ یا لا وقوع اسکا خلاصہ یہ ہی کہ کبھی تصدیق سے مراد لی جاتی ہی متکیف بکیفیۃ اذعانیہ جو من قبیل ادراک ہی تو اس حالت مین تقسیم اسطرح کرتے ہین العلم اما تصور او تصـــــــدیق متکیف بکیفیۃ اذعانیۃ اور متکیف ہونا بکیفیۃ اذعانیہ من قبیل الادراک ہی اور علامہ تفتازانی نے فرمایا ہی انہ ادراک ان النسبۃ واقعۃ او لیست بواقعۃ یعنے تحقیق کہ وہ ادراک ہی اسکا کہ تحقیق کہ نسبتہ واقع ہی یا نہین ہی واقع اور اس تعریف مین تخییل اور شک اور وہم شامل ہوئے جاتے ہین کہ ہر واحد انکا بھی ادراک ہی وقوع نسبتہ اور لا وقوع نسبتہ کا اسواسطے کہ اگر قضیہ حاصل ہو ذہن مین لا عن وجہ الحکایۃ عن الواقع اور نیز مطابقت اور عدم مطابقت للواقع کا اعتبار نہو یعنے صورت قضیہ کی ذہن مین حاصل ہو کہ موضوع قضیہ اور محمول قضیہ اور نسبتہ تامہ خبریہ ہی فقط بغیر تردد اور تجویز کے تو اسکو تخییل کہتے ہین اور اگر اُس قضیہ مین اعتبار نسبت حکایت عن الواقع کا ہو اور حادث ہو نفس مین ایک حالت کہ جسکو تعبیر کرین ساتھ انکار کے تو اُسکو تکذیب کہتے ہین اور اگر اُس قضیہ مین حالت تکذیب حادث نہو بلکہ حاصل ہو ذہن مین ایک کیفیت احتمالیہ کہ تجویز کرے عقل اُس کیفیہ سے مطابقت للواقع اور عدم مطابقت للواقع کی اور یہ تجویز مساوی ہو یعنے ادراک نسبتہ کا تردد اور تجویز مین مطابقت اور عدم مطابقت للواقع کی مساوی ہو تو شک ہی اور اگر تجویز کرے عقل اُس کیفیت احتمالیہ سے مطابقت یا لا مطابقۃ کو راجح اور غالب پس جانب مقابل اُسکا کہ مرجوح و مغلوب ہی اُسکو وہم کہتے ہین اور راجح و غالب کو ظن کہتے ہین اور یا حادث ہوگی ذہن مین وقت حصول قضیہ کے کیفیت خبریہ کہ جسمین احتمال اور تجویز باقی نہ رہے تو اُسکو جزم کہتے ہین اور وہ جزم اگر مطابق للواقع کے نہین ہی تو جہل مرکب ہی اور اگر مطابق واقع کے ہی مگر ازالہ مزیل سے اور تشکیک مشکک سے زائل ہو جائے تو تقلید ہی اور اگر ثابت رہے اور زوال پذیر نہو تو یقین ہی پس فی الحقیقت تخییل و تکذیب و شک و وہم تصورات مین شامل ہین اور ظن و جہل مرکب و تقلید و یقین تصدیقات مین پس یہہ تعریف تصدیق کہ انہ ادراک ان النسبۃ واقعۃ او لیست بواقعۃ مانع نہین بسبب دخول تخییل و تکذیب و وہم و شک کے اس تعریف مین اور کبھی مراد لیتے ہین تصدیق سے کیفیت اذعانیہ کہ وہ من قبیل ادراک نہین ہی بلکہ لواحق ادراک سے ہی پس تقسیم علم اس حال مین اس طرح کی ہی العلم اما تصور ساذج او تصور معہ تصدیق پس تصدیق سے مراد کیفیت اذعانیہ ہی اور ایسا ہی واقع ہوا ہی شفا مین اور اشارات مین تو تصدیق لواحق ادراک سے قرار پائیگی اور یہ ہی قول محقق نصیر الدین طوسی کا ہی کہ وہم و شک اور تمنی و ترجی و استفہام لواحق ادراک سے ہین اور نیز تصدیق منطقی بعینہ تصدیق لغوی ہی اور کلام شیخ سے بھی یہہ ہی ظاہر ہوتا ہی اور اسکی

میرزاہد ص ۷۵ سطر ۱

ایضاً سطر ۲

تصریح کی ہی بہت سے محققین نے جیسے علامہ شیرازی شیخ قطب الدین نے درۃ التاج مین اور علامہ تفتازانی
نے شرح مقاصد مین جسکا خلاصہ بیان یہ ہی کہ اَن للتصدیق فی اللغۃ ثلثۃ معان الاول ماخوذ من الصدق
بمعنی وصف القضیۃ وھو عبارۃ عن الاذعان بصدق القضیۃ ای التصدیق بان معنی القضیۃ
مطابق للواقع و یعبر عنہ بالفارسیۃ براست داشتن و صادق داشتن یعنے تصدیق کے تین معنی
ہین لغت مین اول تصدیق ماخوذ ہی صدق سے کہ جو معنی ہین وصف قضیہ کے ہر اور وہ عبارت ہی صدق
قضیہ کے اذعان سے یعنی تصدیق باین طور کہ معنی قضیہ مطابق للواقع ہین اور فارسی مین براست داشتن
اور صادق داشتن سے تعبیر کرتے ہین پس اذعان متعلق ہوا ایک قضیہ سے کہ موضوع اُسکا یہ قضیہ ہی اور
محمول اُسکا صادقہ ہی مثلاً کہین کہ القضیہ صادقۃ یعنے یہ قضیہ صادق ہی تو موضوع مثلاً زید قایم یہ سارا قضیہ
ہی اور صادقۃ محمول پس صدق قضیہ کا اذعان یہ ہی تصدیق ٹہرا والثانی ماخوذ فی اللغۃ من المعنی
الاول وھو عبارۃ عن الاذعان بمعنی القضیۃ ای التصدیق بان المحمول ثابت للموضوع مثلا
فی الواقع و یعبر عنہ فی الفارسیۃ بگرویدن و باور کردن اور دوسرے معنے لغت مین ماخوذ ہین
معنی اول سے اور عبارت ہی اذعان سے کہ جو معنی مین قضیہ کے ہی یعنے تصدیق باین طور کہ محمول ثابت
ہی واسطے موضوع کے مثلاً فی الواقع اور فارسی مین گرویدن اور باور کردن کہتے ہین پس اس قسم ثانی مین اذعان
اور تصدیق متعلق ہی نفس قضیہ سے یعنے حکم سے جو قضیہ مین ہی یعنے محمول صادق ہی موضوع پر یعنی اذعان باین
طور کہ محمول ثابت ہی واسطے موضوع کے واقع مین اور اسی کا نام تصدیق منطقی ہی و ھو یحصل قبل حصول
معنی الاول اور وہ حاصل ہوتی ہی قبل حاصل ہونے معنے اول کے اسواسطے کہ اول ماخوذ صدق سے ہی
جو بمعنی وصف قضیہ ہی یعنے قضیہ صادقہ ہی اور یہ ماخوذ ہی صدق سے جو بمعنی ذات قضیہ ہی یعنے حکم جو ذات
قضیہ مین ہی صادق ہی یعنے محمول صادق ہی موضوع پر پس حصول ذات مقدم ہی حصول صفت مثلاً زید قایم ہی یعنی زید
قائم ہی پس اگر تصدیق کو متعلق کرین نفس قضیہ سے تو مراد یہ ہوئی کہ اذعان حاصل ہوا ہی قیام زید سے یعنی قیام زید
صادق ہی ای قائم محمول زید موضوع پر صادق ہی اور اگر تصدیق کو متعلق کرین وصف قضیہ سے جو صدق قضیہ
کا ہی تو مراد یہ ہوئی کہ اذعان حاصل ہی وصف قضیہ سے یعنے زید قائم قضیہ ہی اسکو موضوع گردانین اور صادق
کو محمول اور کہین کہ یہہ کل قضیہ صادق ہی پس نفس قضیہ کا صدق پہلے حاصل ہوگا یعنی زید قایم مین حکم قائم
زید پر پہلے صادق ہوگا پس یہہ تصدیق متعلق بہ نفس قضیہ ہی مثلاً قیام زید صادق ہی بعد اُسکے اس قضیہ کو
یعنے زید قائم کو موضوع قرار دین گے اور کہین گے زید قائم صادق ہی پس زید قائم موضوع ہی اور صادق اسکا
محمول ہی پس یہ تصدیق حاصل ہوئی وصف قضیہ سے بعد تصدیق حاصل ہونے کے نفس قضیہ سے والثالث
ماخوذ من الصدق بمعنی وصف القائل وھو عبارۃ عن التصدیق بان القائل مخبر عن کلام
مطابق للواقع و یعبر عنہ بالفارسیۃ براست گوئی داشتن و حق گوئی داشتن اور تیسرے معنے

نام کتاب میرزا ص ۵ سطر

ای بدون لفظ الوصف ۱۲

ای الحذف لفظ الوصف ۱۲

تصدیق کے ماخوذ ہین صدق سے کہ جو معنی ہین وصف قائل کے ہین اور عبارت ہی تصدیق سے اسطرح پر کہ قائل خبر دینے والا ہی کلام مطابق للواقع سے اور فارسی مین اسکو راست گوئی دانستن اور حق گوئی دانستن کہتے ہین پس جو تصدیق معتبر ہی ایمان مین وہ دو تصدیقین ہین ایک قسم تصدیق کی بمعنے ثانی یہ ہی تصدیق نفس حکم کی ہی ایسا حکم کی خبر دی ہی اُسکی حقیقت لانے اور اُسکے رسول سے لانا جسکو فارسی مین گرویدن اور باور کردن کہتے ہین اور دوسری تصدیق ثالث لغوی یعنی جو وصف مخبر ہی یعنی مخبر اسطرح کا جو کہ ان اللیقینة الاذعانیة

تعلیق عجیب عبد الحی صفحہ ۲۵ سطر ۲۵

التی تحصل بعد التصورات علوم بن ھوا فوق دجاتہ حقیقت ہی یہ کہ کیفیت اذعانیہ علم ہی بلکہ اقوا ے مراتب علم ہی پھر بعد ایک سطر کے فرماتے ہین مقام ثانی مین فیما قالت ان التصدیق علم فیھا ثلث مذاھب یعنے جب یہ ثابت ہوگیا کہ تصدیق علم ہی دوسرا یہ ہین تین مذہب ہین مذہب اول صاحب کشف ور مطالع وغیرہ کا ہی وہ کہتے ہین کہ ان التصدیق ھو التصور بشرط الحکم یعنے تصور بشرط حکم کو تصدیق کہتے ہین مذہب ثانی مذہب فخر رازی کا وہ کہتے ہین کہ تصدیق مرکب ہی تصورات ثلثہ اور حکم سے مذہب ثالث مذہب ہی متقدمین کا وہ کہتے ہین کہ تصدیق بعینہ اذعان ہی اور وہ بسیط ہی اور تصورات شروط ہین اور نہین ہی اذعان کیفیت ملاحظہ سے بلکہ وہ ایک قسم ہی علم کی اور حکم اور اذعان اور اعتقاد اور تصدیق تعبیرات ہین کہ جنکا معنون واحد ہی تعلیق عجیب مین محمد عبد الحی صاحب نے مقامات مذکورہ کو نہایت تحقیق اور بسط سے لکھا ہی جسکا خلاصہ گذارش کیا گیا اس مقام پر ہم دفع توہم بھی آپکا کردین جس وجہ سے کہ آپکے ذہن مین آیا ہی کہ دانستن وشناختن اور چیز ہی اور گرویدن واذعان اور شاید اقوال متقدمین آپکی نظر اقدس سے گذرے ہون اور قریب ہی عوام کے ہر وقت آپ کی مرکوز خاطر ہی یا فہم معانی سے ادراک آپ کا قاصر ہی اس سبب سے یہ الفاظ مہملہ اپنے فرمائے وہ اقوال متقدمین یہ ہین سمجھیے اور اور جہل مرکب سے نکلیے وقال المتقدمون التصدیق نوع من العلم متغائر بالذات والحقیقت یعنے کہا متقدمین نے کہ تصدیق ایک نوع ہی علم کی متغائر بالذات والحقیقت تصور سے پس اس مقام پر مغائرت ذاتیہ سے مراد مغائرت نوعیہ ہی اسواسطے کہ اتحاد جنسی مابین تصور وتصدیق تو ظاہر ہی کہ علم کے دو نوعین ہین ایک تصور دوسرے تصدیق بلکہ مغائرت نوعی کا اعتبار محققین نے اشد اور اضعف مین بھی قرار دیا ہی اور کہا ہی کہ الاشد نوع آخر مخالف للاضعف اور اسی بنا پر اقسام تصدیق بھی مثل ظن اور جہل مرکب اور تقلید اور یقین کے کہ یہ بھی مختلف بالنوع ہو سکتے ہین پس تصور وتصدیق بطریق اولی لائق اختلاف نوعی کے ہین مگر ایسی مغائرت سے آپ کو کوئی نفع نہین حاصل ہو سکتا اسواسطے کہ آپ تو معرفت اور علم کو مغائر تصدیق قرار دے رہے ہین حالانکہ معرفت اور علم کو اتحاد ذاتی ہی تصور وتصدیق دونون سے کہ تمام مشترک ہین دونوعین اب ہم حقیقت تصور اور اُسکے اقسام بھی مختصراً عرض کردین کہ جسطرح علم اور معرفت اور ادراک مترادف ہین اسیطرح تصور بھی مرادف انکا ہی کہ تصور عبارت ہی عن الصورة

قطبی صفحہ ۶
قطبی صفحہ ۵ سطر ۱۱

الحاصلة من الشیٔ عند العقل خلاصہ یہ ہی کہ اگر اعتبار کرین تصور کو بشرط شی یعنی بشرط اذعان او رحکم تو تصدیق
ہی اور اگر اعتبار کرین بشرط لا شی یعنی بشرط عدم اذعان او رحکم کے کرین تو تصور ساذج ہی اور اگر اعتبار کرین لا بشرط
شی کا یعنی کوئی شرط اذعان اور حکم کی یا عدم اذعان او رعدم حکم کی نہ لگائین تو مطلق تصور ہی پس وہ تصور کہ مغائر
او رمقابل تصدیق کے ہی تصور بشرط لا شی ہی یعنی وہ تصور کہ جس مین شرط عدم اذعان او رعدم حکم کی ہی جسکو تصور ساذج
کہتے ہین اور مطلق تصور یا شرط تصدیق کی ہی یا شطر ہی تصدیق کی علی اختلاف الرائے پس تصور ساذج کی چند
صورتین ہین ایک یہ کہ ادراک امر واحد کا ہو مثل تصور زید کے یا امور متعددہ کا بدون نسبت کے مثل زید عمر خالد و لید
وغیرہ کے یا ادراک نسبت کا ہو مگر وہ نسبت غیر تامہ ہو جس پر سکوت صحیح نہ ہو مثل غلام زید کے اسکو نسبت تقییدیہ
کہتے ہین یا نسبت تامہ انشائیہ کہ تعلق اذعان قبول نہ کرے مثل تصور اضرب یا و لا تضرب و ازین قبیل است تصور و
لیت الشباب یعود کے یا تعلق اذعان قبول کرے مگر اذعان حاصل نہ ہو مثل تخییل و تکذیب و شک و
وہم کے اب فرمائیے کہ دانستن و شناختن و دریافتن یہ الفاظ مترادفہ فارسی ہین یا نہین اور عربی ہین انکو
علم و معرفت و ادراک کہتے ہین یا نہین اور اذعان و گرویدن ایک قسم اسی علم و معرفت و ادراک کی ہی یا
نہین اور یہ قول آپکا کہ دانستن اور شناختن اور چیز ہی اور اذعان و گرویدن اور مہمل ہی یا نہین چنانچہ
شارح عقائد نسفی بعد لکھنے تعریف تصدیق اور علی ما صرح بہ الامام الغزالی کے یہ عبارت رقم فرماتے ہین و بالجملۃ
المعنی الذی یعبر عنہ بالفارسیۃ بگرویدن ھو معنی التصدیق المقابل التصور حیث یقال فی
اوائل علم المیزان العلم اما تصور او تصدیق صرح بذلک الرئیس ابن سینا یعنی حاصل کلام جو معنی
کہ تعبیر کیے جاتے ہین فارسی مین بگرویدن وہ تصدیق مقابل تصور ہی جیساکہ اوائل علم میزان مین کہا گیا کہ العلم
اما تصور و اما تصدیق اور اسی طرح تصریح کی ہی ابن سینا نے اور یہم او پر عرض کر آئے ہین کہ علم اور معرفت
مترادف ہین پھر معرفت کو کہنا کہ گو کیسی ہی کمال کی ہو ایمان نہین بے ایمانی ہی پھر شارح فرماتے ہین فلو حصل
ھذا المعنی لبعض الکفار کان اطلاق اسم الکافر علیہ من جہۃ ان علیہ شیئا من امارات التکذیب
والانکار یعنی پس اگر یہ تصدیق حاصل ہو کفار کو تو اسکو کافر اس سبب سے کہینگے کہ امارات تکذیب و انکار سے
کوئی شی اُن مین پائی جاوے اسکی مثال مین شارح فرماتے ہین کہ امارات تکذیب و انکار مثل شد زنار بالاختیار
کے او رسجدہ صنم بالاختیار کے یعنی زنار باندھنا اور بتون کو سجدہ کرنا بالاختیار رہو پھر فرماتے ہین فاعلم ان
الایمان فی الشرع ھو التصدیق بما جاء بہ من عند اللہ ای تصدیق النبی بالقلب یعنی شرع مین ایمان
اسی تصدیق قلبی کا نام ہی کہ جو تصدیق کرے نبی کی ساتھ اُن چیزون کے کہ من عند اللہ لائے ہین اجمالا فانہ
کاف از روے اجمال کے پس وہ کافی ہی ایمان کے لیے اب رہا اقرار باللسان جسکی نسبت شارح فرماتے ہین
ان التصدیق رکن لا یحتمل السقوط اصلا والاقرار قد یحتمل یعنی تصدیق رکن ہی احتمال سقوط اس مین
نہین ہوسکتا اور اقرار مین احتمال سقوط ہی والاقرار مذھب بعض العلماء یعنی اقرار لسان بعض علما کا

مذہب ہو و مذہب جمہور المحققین الی انہ ہو التصدیق بالقلب وانما الاقرار شرط لاجراء الاحکام
فی الدنیا یعنی جمہور محققین کا یہی مذہب ہے کہ ایمان تصدیق بالقلب ہے اور اقرار شرط اجرائے احکام ہے
فمن صدق بقلبہ ولم یقر بلسانہ فہو مومن عند اللہ وان لم یکن مومنا فی احکام الدنیا
ومن اقر بلسانہ ولم یصدق بقلبہ کالمنافق فبالعکس وھذا ھو اختیار الشیخ ابی منصور رح و
النصوص معاضدۃ لذلک پس جس شخص نے تصدیق بالقلب کی اور اقرار بلسان نہ کیا پس وہ مومن ہے عند اللہ اگرچہ
وہ مومن فی احکام الدنیا نہیں ہے اور جسنے اقرار باللسان کیا اور تصدیق بالقلب نہ کی مثل منافق کے وہ مومن فی احکام
الدنیا ہے اور عند اللہ کافر ہے اور یہ مذہب مختار شیخ ابی منصور ماتریدی کا ہے اور نصوص اسی کو قوت دیتے ہیں بعد چند سطور
کے شارح عقائد فرماتے ہیں فظھر ان لیست حقیقۃ الایمان مجرد کلمۃ الشہادۃ علی ما زعمت الکرامیۃ
پس ظاہر ہوا کہ مجرد شہادتین حقیقت ایمان نہیں ہے جیسا کہ مذہب کرامیہ ہے کہ وہ محض کلمتین کو ایمان جانتے ہیں پس ہم
نہیں سمجھتے کہ شارح عقائد نے کہاں فرمایا کہ معرفت ایمان نہیں اور کلمتین شہادتین یعنی اقرار باللسان حقیقۃ ایمان ہے
بلکہ شارح نے تو بدلائل قطعیہ ثابت کردیا کہ فقط تصدیق قلبی ایمان ہے عند اللہ وہو المطلوب اسی بحث میں شارح
فرماتے ہیں والنبیؐ ومن بعدہ کما کانوا یحکمون بایمان من تکلم بکلمۃ الشہادۃ کانوا یحکمون
بکفر المنافق فدل علی انہ لا یکفی فی الایمان فعل اللسان یعنی نبی صلعم اور بعد آنحضرتؐ جس طرح کلمہ پڑھنے
والوں کو مومن جانتے تھے اسی طرح حکم کرتے تھے کفر منافق پر بھی پس معلوم ہو گیا کہ فعل لسان کافی نہیں ہے ایمان
میں فقط **قولہ** اسی میں ہے بعض القدریۃ ذھب الی ان الایمان ھو المعرفۃ واطبق علماءنا علی فسادہ
لان اھل الکتاب کانوا یعرفون نبوۃ محمد کما کانوا یعرفون ابناءھم مع القطع بکفرھم لعدم التصدیق
ولان من الکفار من کان یعرف الحق یقینا وانما کان ینکر عنادا او استکبارا قال اللہ تعالی وجحدوا
بھا واستیقنتھا انفسھم **اقول** سبحان اللہ کیا کہتا ہے آپ کی سمجھ کا تصدیق کی تعریف جو شارح عقائد نسفی
نے بیان کی اس عبارت سے آپ یہ سمجھے کہ بعض قدریہ مطلق معرفت کو ایمان جانتے ہیں اور آنکھیں بند کرکے آپنے
فرمادیا کہ معرفت کیسے ہی کمال کے ساتھ ہو ایمان نہیں ہوسکتی اور قول کے معتبر ہونے کے واسطے اس میں یعنی
شرح عقائد نسفی میں ہی رقم فرمایا اچھا اسی میں ہے اور وہی صحیح ہے مگر آپ کے مفید مطلب نہیں آپ انکی عبارت کو سمجھتے
نہیں فقط اتنی عبارت آپکے ذہن میں مطابق آپ کی رائے کے واقع ہوئی کہ بعض القدریۃ ذھب الی ان
الایمان ھو المعرفۃ آپ بھول گئے کہ معرفت کو ایمان کہنا بعض قدریہ کا مذہب ہے تو معرفت ایمان نہیں ہوسکتی
کہاں تک آپ کی تحریر کے لیے مغز پاشی کی جائے پھر سن لیجیے کہ معرفت اگر لا بشرط شی ہے تو مطلق تصور ہے اور وہ یا
شرط تصدیق ہے یا جز تصدیق ہے اور اگر بشرط لا شی ہے یعنی لا شی کی شرط لگی ہوئی ہے یعنی عدم حکم کی شرط ہے تو تصور
ساذج ہے کہ مقابل میں تصدیق کے ہے اور اگر معرفت بشرط شی ہے تو تصدیق ہے اب صراحۃً شارح عقائد نے بیان کردیا
کہ قدریہ اس معرفت کو کہ جس میں لا شی کی شرط لگی ہوئی ہے اسی کو ایمان جانتے ہیں اور ایسی معرفت کافی نہیں ہے

نہ یہ کہ شارح نے انکار کیا کہ معرفت کیسے ہی کمال کی ہو ایمان نہیں جیساکہ آپکا مقولہ ہی اگر آپ فرمائیں کہ شارح
عقائد نے معرفت کو مقید نہیں کیا تو جواب اُسکا یہ ہو کہ شارح نے بسبب فاسد ہونے اس تعریف کے جو بعض قدریہ
کے نزدیک الایمان ھو المعرفۃ ہی دلیل بیان فرمائی کہ ہمارے علما نے اتفاق کیا ہی اس تعریف کے فاسد ہونے
پر بسبب عدم تصدیق کے اس بیان سے صاف معلوم ہو گیا کہ بعض قدریہ معرفت مقید بعدم التصدیق کو ایمان
جانتے ہین اس سبب سے وہ کافر ہین اگر آپ کو نہ سوجھے تو اُسکا کیا قصور اب غور سے عبارت کو ملاحظہ فرمائیے کہ
شارح عقائد نسفی رقم فرماتے ہین بعض القدریۃ ذھب الی ان الایمان ھو المعرفۃ واطبق علماءنا علی
فسادہ لان اھل الکتاب کانوا یعرفون نبوۃ محمد کما یعرفون ابناءھم مع القطع بکفرھم لعدم التصدیق
پس اتفاق علما بسبب عدم تصدیق کے ہی اگر عدم تصدیق کا عدم ہوتا تو معرفت عین ایمان قرار پاتی یہ جواب ہمارا
اُس وقت بین ہو کہ اس عبارۃ کو ہم مطابق آپ کی تحریر کے قرار دین ورنہ فی الحقیقت شارح نے بعد تعریف تصدیق
کے احترازاً بعض القدریۃ ذھب الخ کو بیان کیا اور اسی طرح احترازاً ولان من الکفار الخ کو بھی بیان کیا تا وضح
ہو جائے کہ یہ تعریف جو تصدیق کی ہین نے بیان کی ہو یہ جامع اور مانع ہو کہ مذہب بعض قدریہ اور بعض کفار
کہ معرفت حق اُنکو یقیناً حاصل تھی اور انکار اُنکا بسبب عناد و استکبار کے تھا بسبب اس تعریف سے خارج
ہو گئی اسپر بھی آپ نہ سمجھین تو شارح کا کیا قصور ہے گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
اور ناگوار خاطر عالی نہ ہو کہ نسبت نافہمی کی حقیر نے دی ہو بلکہ جو شخص آپ کی تقریر کو بنظر دقیق دیکھیگا وہ ضرور
کہیگا کہ محرر رسالہ سمجھا نہیں شرح عقائد نسفی کی عبارت جو آپ نے رقم فرمائی ہی لیست حقیقۃ التصدیق الخ
مکرم بندہ اس تعریف مین تین امر مذکور ہین ایک تو واقع ہونا نسبت صدق کا قلب مین بغیر اذعان اور قبول
اور وہ تصدیق نہیں ہی دوسرے تصدیق اذعان اور قبول ہی تیسرے اذعان اور قبول اس حیثیت سے ہو کہ اُسپر
اسم تسلیم واقع ہو بعد اسکے شارح کا مقصود ہو کہ یہ ایسی تعریف ہی تصدیق کی کہ جس سے مذہب بعض قدریہ کا
نکل جاتا ہی کہ بعض القدریۃ ذھب الی ان الایمان ھو المعرفۃ واطبق علماءنا علی فسادہ ولان اھل
الکتاب کانوا یعرفون نبوۃ محمد کما یعرفون ابناءھم مع القطع بکفرھم لعدم التصدیق یعنی بعض
قدریہ وقوع نسبت صدق خبر فی القلب کو جو بغیر اذعان و قبول ہو اُسی کو ایمان کہتے ہین اور یہ مقولہ اُنکا ہمارے
اس کہنے سے خارج ہوتا ہی کہ لیست حقیقۃ التصدیق ان تقع فی القلب نسبۃ الصدق الی الخبر او المخبر من
غیر اذعان و قبول بل ھو اذعان و قبول پھر اتفاق علما کو بیان کیا کہ ایسے عقیدہ کرنے والے کا ایمان فاسد ہی لہذا
احترازاً اہل کتاب کا بھی ذکر کیا کہ ان سب کو معرفت بطور وقوع نسبت صدق خبر فی القلب حاصل تھی اور یہ سب
کافر تھے مومن نہ تھے لعدم التصدیق حاصل یہ ہو کہ جو معرفت مع عدم التصدیق ہو یعنی بغیر اذعان و قبول ہو وہ ایمان
نہیں ہو دیکھو ہماری تعریف تصدیق نے بعض قدریہ اور بعض اہل کتاب کو بھی خارج کر دیا پھر دوسرے مقام پر
احترازاً بیان کر دیا کہ بعض کفار ایسے تھے کہ اُنکو اذعان یعنی معرفت حق یقیناً حاصل تھی اور اذعان تصدیق ہے تو

چاہیئے تھا کہ وہ مومن ہوں مگر ہم نے ایسی قیدیں تصدیق کی تعریف میں لگائی ہیں جنکی شان میں جحدوا بھا و استیقنتہا انفسہم نازل ہوا ہی وہ بھی نکل گئے کہ وہ لوگ انکار رکھتے تھے عناداً و استکباراً اسواسطے ہم نے تصدیق کو مقید کر دیا بحیثیت نبی علیہ السلام التسلیم اور آپ کا رقم فرمانا اُس میں ہی فقط اسواسطے کہ اوپر آپ کہہ آئے ہیں کہ معرفت گو کیسے ہی کمال کے ساتھ ہو ایمان نہیں اس مطلب سے آپ نے اپنے نزدیک شرح عقائد نسفی سے ثبوت دیا تاکہ عوام کالانعام آپ کے کلام کی قدر کریں کہ شرح عقائد جو بہت بڑی معتبر کتاب ہی اُس میں بھی لکھا ہی کہ معرفت کو ایمان سمجھنے والے بعض قدریہ ہیں حالانکہ جو وجہ سبب خیر گر خدا نخواستہ آپ نے اپنی مطلب برآری کے واسطے نقل عبارت شرح عقائد کی فرمائی اُسی عبارت سے ثابت ہو گیا کہ معرفت جو وقوع نسبت صدق خبر فی القلب مع اذعان و قبول ہو وہ بھی ایمان نہیں ہو بلکہ مراد ہماری وہ اذعان و قبول ہو کہ جسپر اسم تسلیم صادق ہو اور اسی کا نام کمال معرفت ہی اور یہی کمال معرفت ایمان ہی محققین کے نزدیک کا شکے آپ نے بعد اکتساب علوم قصد تالیف کیا ہوتا آپ کی تحریر دلالت کرتی ہی کہ معرفت علم آپ کو بلا کسب حاصل ہوئی ہی شارح عقائد علامہ تفتازانی بعد بیان فرمانے معنی تصدیق اور اقوال مختلفہ کے فرماتے ہیں کہ مذہب جمہور اور مذہب حق یہی ہی کہ فقط تصدیق قلبی ایمان ہی بعد اسکے رقم فرماتے ہیں کہ ہہنا بحث اخر وہو ان بعض القدریۃ قد ذہب الخ پھر بعض مشایخ کے کلام سے فرق معرفت احکام اور استیقان احکام میں اور تصدیق احکام اور اعتقاد احکام میں بیان کر کے ذکر فرمایا کہ ان التصدیق عبارۃ عن ربط القلب علی ما علم من اخبار المخبر یعنی تصدیق عبارت ہی ربط قلب سے اُن چیزوں میں جو جانی گئیں اخبار مخبر سے وہو امر کسبی مثبت باختیار المصدق یعنی وہ ایک امر کسبی ہی کہ ثابت ہوتا ہی مصدق کے اختیار سے بخلاف معرفت کے فانہا ربما تحصل بلا کسب کمن وقع بصرہ علی جسم تحصل لہ معرفتہ انہ جدار او حجر وہذا ذکرہ بعض المحققین یعنی یہ معرفت کبھی بلا کسب حاصل ہوتی ہی مثلاً کوئی شخص کسی جسم کو دیکھے تو اُسکو معرفت حاصل ہوگی کہ یہ دیوار ہی یا پتھر اور یہ مقولہ بعض محققین کا ہی کہ جو نسبت قلب میں باختیار واقع ہو وہ تصدیق ہی اور جو بلا کسب و اختیار ہو وہ معرفت ہی شارح فرماتے ہیں ہذا مشکل یعنی نسبت کسبیہ اختیاریہ کو تصدیق کہنا اور بلا کسبیہ اور اختیاریہ کو معرفت کہنا نہایت مشکل ہی لان التصدیق من اقسام العلم وہو من الکیفیات النفسانیۃ دون الاختیاریۃ اسلیے کہ تصدیق قسام علم سے ہی اور وہ کیفیت نفسانیہ ہی سوا افعال اختیاریہ کے اسلیے کہ جب ہم تصور کریں دو شیئوں کے درمیان میں ایک نسبت کا اور شک کریں کہ یہ نسبت بالاثبات ہی یا بالنفی اور پھر اُسکے ثبوت پر دلیل قائم کریں پس جو چیز کہ ہم کو دلیل سے حاصل ہو وہ ہی اذعان اور قبول اس نسبت کا ہی اور یہی معنی ہیں تصدیق اور حکم اور اثبات و ایقاع کے پھر فرماتے ہیں کہ تصدیق تو کیفیات نفسانیہ سے ہی مگر مراد یہ لی جائے کہ حصول اس کیفیت کا بالاختیار ہوتا ہی پس جو معرفت کہ بلا کسب و اختیار حاصل ہوئی تھی وہ تعریف ایمان میں معتبر نہیں اور جو باکسب و اختیار حاصل ہوئی وہ معتبر ہی پھر شارح فرماتے ہیں نعم یلزم ان تکون المعرفۃ الیقینیۃ المکتسبۃ بالاختیار

تصدیقا ولا باس بذلک لانہ حینئذ یحصل المعنی الذی یعبر بالفارسیۃ بگرویدن ولیس الایمان الا التصدیق سوی ذلک یعنی لازم ہی کہ معرفت یقینیہ مکتسبہ باختیار تصدیق ہو کہ معنی گرویدن اسوقت مین حاصل ہونگے اور ایمان وتصدیق کے یہی معنی ہین شارح تو فرمائین کہ لیس الایمان والتصدیق سوی ذلک اور آپ فرمائین کہ معرفت گو کیسے ہی کمال کی ہو ایمان نہین اور ظاہر ہی کہ جنکی عبارت رقم فرمائی جائے اونکے معنی سمجھے جائین ع برعکس نہند نام زنگی کافور یہ کیا کہنا آپ کے علم کا اسکے کا قولہ محقق دوانی شرح عقائد عضدی مین فرماتے ہین التلفظ بکلمتی الشہادۃ تاین مع القدرۃ علیہ شرط فمن اخل بہ فہو کافر مخلد فی النار ولا تنفع المعرفۃ القلبیۃ من غیر اذعان وقبول فان من الکفار کان یعرف الحق یقینا وکان انکارہ عنادا واستکبارا کما قال اللہ تعالیٰ وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا **اقول** یہ ادعا مکرو فریب آپ فرمائینگے اور اقوال مختلفہ علماے اعلام اور فقہاے کرام کی نقل فرمائینگے مگر حق سبحانہ تعالیٰ آپ کو سرسبز ہونے نہ دیگا اور آپ کے مفید مطلب نہ ہوگا الحق یعلو ولا یعلیٰ مشہور ہی محقق دوانی نے تلفظ کرنے کو کلمہ شہادتین کے مشروط مع القدرت کہا ہی اذا فات الشرط فات المشروط تو مشہور ہی جب عدم قدرت کا تحقق ہوگا تلفظ کرنا بالضرور فوت ہو جائیگا بلکہ ممنوع قرار پائیگا ہم مکرر بیان کر چکے ہین تواریخ وسیر وحدیث وتفسیر سے کہ جناب ابوطالب اگر فی الظاہر ایمان لاتے اور باعلان شہادتین کا تلفظ فرماتے حمایت وحراست وحفاظت سے آنحضرت کی ہاتھ اوٹھاتے اگر آپ یہان پر فرماوین کہ فی الظاہر اور باعلان تلفظ نہین فرمایا تو فی الباطن اور باخفا ہی کیا ہوتا تو جواب ہم سکا یہ ہی کہ جناب ابوطالب نے ایسی معجز بیانی سے اقرار وتلفظ فرمایا ہی کہ جسمین فی الباطن اور باخفا اور فی الظاہر اور باعلان دونون صادق آتے ہین اور حفاظت اور اعانت وغیرہ مین کوئی آپکو مانع نہ ہوسکا اور کس شد ومد سے نثرا اور نظما توحید اور نبوت کا اعلان فرمایا حتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو خیر الادیان اور آنحضرت کو رسول کموسیٰ خطاب فرمایا نہ کبھی توحید باری عز اسمہ کا انکار کیا نہ نبوت رسالت مآب کا اور انکار تلفظ شہادتین سے بسبب عدم قدرت کے تھا محقق دوانی کے کلام نے آپ کو کیا نفع بخشا **قولہ** آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ متواترہ متظافرہ سے ابوطالب کا کفر پر مرنا اور دم واپسین ایمان لانے سے انکار کرنا اور عاقبت کار اصحاب نار سے ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت ہی جسمین کسی سنی کو مجال دم زدن نہین **اقول** آیات قرآنیہ اور احادیث متواترہ متظافرہ جب تک آپ بیان نہ فرمائینگے دعوی بے دلیل مسموع نہ ہوگا اور کفر پر انتقال کرنا جناب ابوطالب کا ممکن نہین کہ آپ ثابت کر سکین کہ وہ اوصیاے انبیا اور عارفین باخدا مین سے تھے اور دم واپسین کا ایمان تو ایمان یاس ہی وہ معتبر ہی نہین ہی جناب ابوطالب تو سید المومنین تھے اور موحدین اور عارفین سے تھے اور ناصر اور حامی رسول رب العالمین تھے مرتبہ مین افضل تھے مومن آل فرعون سے اور اس کلمہ کے مصداق تو بجمیع الوجوہ آپ خود ہین کہ آپکا عاقبت کار بعد تحریر رسالہ شرح المطالب اصحاب نار سے ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت ہوتا ہی کہ کسی مسلم کو مجال دم زدن نہین کہ آپ معاندین اور مبغضین مین آبا واعمام آنحضرت

کے خصوصًا مبغضین میں ابو طالب کے محسوب ہو گئے اور مورد لعن اور واجب القتل قرار پائے کہ امام احمد بن حسین حنفی موصلی اور ائمہ مالکیہ سے علی اجہوری اور تلمسانی وغیرہم نے نقل کیا ہو کہ بغض ابی طالب کفر لانہ حامی النبی وناصرہ ومربیہ فذمہ ذم النبی وایذاءہ ایذاء النبی وموذی النبی ومن یذمہ فہو کافر فوجب قتلہ وعند المالکیۃ وان تاب یجب قتلہ **قولہ** ہم یہاں کلام کو سات فصل پر منقسم کریں **اقول** سبحان اللہ کیا طرز بیان ہو آپ کس سے پوچھتے ہیں کہ ہم یہاں کلام کو سات فصل پر منقسم کریں جناب بندہ پہلے آپ کلمہ کی طرف متوجہ ہو جائیے اور تحقیق کر لیجیے کہ آپ کے حصہ میں بھی آیا ہو یا نہیں بعد ہ نظام کی تقسیم میں رائے لیجیے ہم کو کیا ضرور ہو کہ آپ کو رائے دیں کہ سات فصل پر منقسم کریں باوجودیکہ ہم اپنے اس رسالہ کو ایک مقدمہ اور چند فصول پر مرتب کرتے ہیں

مقدمہ بیان معنی فترت اور معنی ایمان و کفر و ما یتعلق بہا میں

منتخب اور صراح اور قاموس و منتہی الارب فی لغات العرب میں فترت بالفتح فا بمعنی سستی اور وہ زمانہ کہ درمیان دو پیغمبروں کے ہو تفسیر بیضاوی میں تحت آیۂ علی فترۃ من الرسل میں مرقوم ہو ای جاءکم علی حین فتور من الارسال وانقطاع من الوحی یعنی آیا تمھارے پاس پیغمبر فتور ارسال اور انقطاع وحی کے وقت اور حاشیہ بیضاوی پر لکھتے ہیں الفترۃ من فتر الشئی اذا سکنت حدتہ فسمیت الفترۃ النبی بین الانبیاء فترۃ لفتور الدواعی الی العمل بتلک الشرائع اور ابن جریر کا قول ہو انقطاع الرسل بعد مجیئہم یعنی رسولوں کے آنے کے بعد انقطاع رسل ہونا فترت ہو پس فترت نہ پائی جائیگی جب تک کسی رسول کی دعوت مقدم نہ پائی جاوے اور اسپر ایک زمانہ دراز گذرے یہاں تک کہ وہ دعوت مفقود ہو جائے اور صاحب سراج الدین لکھتے ہیں کہ الفترۃ ماخوذ من الفتور فان کل شئی لہ کمال سورۃ وشدۃ ثم یفتر ذلک الی ان ینقطع یعنی فترت ماخوذ ہی فتور سے پس تحقیق کہ جس شے کے واسطے کمال و تیزی اور شدت ہو بعد وہ سست ہو جاتی ہو یہاں تک کہ منقطع ہو جاتی ہو پس معنی فترت یہ ہوے کہ سست ہو جائے دین یہاں تک کہ معرفت اُسکی باقی نہ رہے اور خبر اُسکی منقطع ہو جائے اور کوئی پہچاننے والا اُس دین کا باقی نہ رہے قال الابی فی شرح المسلم اہل الفترۃ ہم الامم الکائنۃ بین ازمنۃ الرسل الذین لم یرسل الیہم الاول ولا ادرکوا الثانی کالاعراب الذین لم یرسل الیہ عیسی ولا لحقوا محمدًا والفترۃ بہذا المعنی والتفسیر یشمل ما بین کل رسولین ابی نے شرح صحیح مسلم میں بیان کیا کہ اہل فترت وہ امتیں ہیں جو درمیان ہیں ازمنۂ رسل کے تھیں ایسی امتیں کہ نہ اُنکی طرف پہلا رسول بھیجا گیا اور نہ اُنھوں نے دوسرا رسول پایا جیسے کہ عرب کہ نہ اُنکی طرف عیسی بھیجے گئے اور نہ محمدؐ سے لحق ہوے فترت بایں معنی شامل ہی کل رسولوں میں سے دو رسولوں کے درمیان کے زمانے کو لیکن عادت فقہا کی ہی کہ جب وہ گفتگو کرتے ہیں فترت میں تو حضرت عیسیٰ اور آنحضرتؐ کے درمیان کا زمانہ مراد لیتے ہیں اور امالی میں ابن عبد سلام نے بیان کیا کہ ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا سوا ہمارے نبی کے اسی سے ثابت ہوتا ہو کہ ہر نبی کی قوم کے سوا جو لوگ

ہین وہ اہل فترت ہین مگر بزرگ ہمارے نبی کے یعنی آبا و اجداد کہ وہ مخاطب بہ بعثت سابقہ تھے اور چونکہ وہ نابود اور
کہنہ ہوگئے تھے اسوجہ سے وہ سب اہل فترت مین شامل ہوگئے اور بعض کا قول ہی کہ اور رسولون کی رسالت اُنکی حیات
تک باقی رہی اُنکی وفات کے بعد پھر وہ رسالت منتہی اور منقطع ہوگئی اسی کو برزنجی نے ابن حجر سے نقل کیا
ہی اور کہا کہ اگرچہ مین نے اُسکو دوسرے کے کلام سے صراحت نہین دیکھا مگر بوجہ بات چند جو سداد الدین
مین مرقوم ہین توجیہ اُسکی پائی جاتی ہی اہل فترت کی تین قسمین ہین قسم اول وہ لوگ ہین کہ جنھون نے اپنی عقل و بصیرت
سے توحید کو حاصل کیا اور پہچانا مگر کسی نبی کی شریعت مین داخل نہوے جیسے قیس بن ساعدہ اور زید بن عمر
ابن نفیل اور بعض اُن مین سے شریعت حقہ قائمۃ الرسم مین داخل ہوے مثل تبع اور اُسکی قوم کے قسم ثانی وہ ہین
کہ اُن لوگون نے شریعت حقہ کو متغیر کر ڈالا اور توحید کو ترک کر دیا شرک و کفر کرنے لگے خود اپنی عقلون سے شریعت
نکالی اور احکام حلال و حرام جاری کیے اور خود اُسپر عمل کرنے لگے مثل عمر ابن لحی کہ اول اول عرب مین اصنام پرستی
کو جاری کر دیا اور بتون کے لیے وصیلہ اور سائبہ اور بحیرہ اور حامی قرار دیا کہ یہ سب نذرون کے نام ہین اور بعض
نے اسپر زیادتی کر کے جن وملک کی پرستش کرنا شروع کر دیا حق سبحانہ تعالی کے اولاد اناث قرار دی اور اکثر بت خانہ
مقرر کیے اور خدام و حجاب اُنکے لیے معین کیے اور اُنکو رشک کعبہ ٹھہرایا مثل لات و منات وعزی کے قسم ثالث وہ
ہین کہ نہ اُنھون نے شریعت مقرر کی نہ شرک کیا نہ توحید جانی نہ کسی پیغمبر کی شریعت مین داخل ہوے نہ کوئی دین
اپنے واسطے قرار دیا بلکہ تمام عمر غفلت مین بسر کی اور زمانہ جاہلیت مین اکثر ایسے ہی لوگ تھے پس اقوال علماے
محققین اور فضلاے مدققین سے ثابت ہی کہ مستحق عذاب نہین ہین مگر اہل فترت قسم ثانی کے اور سورہ بنی اسرائیل
مین حق تعالی فرماتا ہی وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا کہ نہین ہین ہم عذاب کرنے والے جب تک کہ نہ
بھیجین ہم رسول کو یعنی جب تک رسول حجت تمام نہ کرے اُسوقت تک عذاب اُنپر نہوگا پھر حق تعالی فرماتا ہی کلما
القی فوج سالہم خزنتہا الم یاتکم نذیر جب ایک جماعت جہنم مین ڈالی جاویگی اُن سے خازن جہنم سوال کرینگے
کہ کیا تمھارے پاس کوئی پیغمبر ڈرانے والا نہین آیا اس سے بھی ظاہر ہی کہ اہل فترت کہ جنکے پاس پیغمبر نہین بھیجا وہ
لوگ جو صحراؤن مین پہاڑون مین مثل وحشیون کے ہین وہ معذور ہین کہ نہ اُنھون نے کسی پیغمبر کو دیکھا نہ اُن تک
کوئی پیغمبر پہونچ سکا حتی کہ اطفال و مجنون دائمی بھی معذور ہین لیکن شیخ اشعری کا یہ مذہب ہی کہ حق سبحانہ روز
جزا ان سب کا امتحان لیگا اور حکم کریگا کہ جہنم مین جاؤ جو اطاعت حکم کریگا ناجی ہوگا جو اطاعت نہ کریگا داخل
جہنم ہوگا یہی مقولہ مختار بیہقی اور علماے اعلام ہی اور تفسیر جامع البیان مین علامہ معین الدین نے بھی اسی کو
ذکر کیا ہی اور سورہ فاطر مین وھم یصطرخون فیہا ربنا اخرجنا نعمل صالحا غیر الذی کنا نعمل اولم نعمرکم
ما یتذکر فیہ من تذکر وجاءکم النذیر یعنی وہ فریاد کرینگے دوزخ مین کہ اے پروردگار ہمارے نکال تو
ہم کو دوزخ سے اور دنیا مین بھیج کہ نیک عمل کرین ہم سوا اُسکے کہ تھے ہم عمل کرتے دنیا مین حق تعالی اُنکے جواب
مین فرماتا ہی کیا نہ عمر دی تھی مین نے دنیا مین تم کو اسقدر کہ نصیحت قبول کرے اور سوچے جسکو کہ نصیحت لینا

اور سوچنا ہوا اور آیا تمھارے پاس ڈرانے والا یعنی پیغمبر اور نصیحت کرنے والا اقوال مفسرین سے اور احکام رب العالمین سے احتجاج حق سبحانہ تعالی بہ جاءکم النذیر ثابت ہوا اور یہی دلیل ہی کہ اہل فترت معذب نہ ہونگے جب تک کہ کوئی پیغمبر انکی طرف بھیجا نہ جائے اور خلود فی النار کی علت نذیر کا آنا ہی جب نذیر انکی طرف بھیجا نہ گیا تو کیونکر ہمیشہ دوزخ مین رہین گے کذا فی سداد الدین اور سیوطی نے اختلاف اصحاب کی توضیح کی ہی اور کہا کہ احسن اس مین یہی امر ہی کہ اہل فترہ ناجی ہین اور سبکی نے بھی اسی کو اختیار کیا ہی اور علما مین سے ایک قوم کا یہی مذہب ہی بہ نسبت والدین آنحضرت کے اور بعض اصحاب کا قول ہی کہ وہ مسلم ہین اور غزالی نے حکم مسلم مین شمار کیا اور کہا کہ بہ تحقیق وہ معنی مسلم مین داخل ہین امام نووی شرح مسلم مین فرماتے ہین کہ جس طرف علماے محققین گئے ہین وہی مذہب صحیح ہی اور وہ یہ ہی کہ اطفال مشرکین داخل بہشت ہونگے اور قول حق سبحانہ تعالی سے دلیل لائے ہین وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا کہ جب بالغ معذب نہ ہوے تو اطفال بدرجۂ اولی مستحق عذاب نہ ہونگے اب رہی قسم ثانی اہل فترت تو وہ البتہ مستحق عذاب ہین کہ صحیح بخاری مین ابو ہریرہ سے منقول ہی قال قال رسول اللہ رایت عمرو ابن عامر خزاعی یجر قصبتہ فی النار کہا فرمایا رسول برحق نے کہ دیکھا مین نے عمر ابن عامر خزاعی کو کہ کھینچتا تھا انتڑیان اپنی نار مین اہل فترت اور اسکی اقسام وغیرہ اقوال محققین اور فقہاے مستندین سے بالاختصار الاتقیہ گوش گذار کیے اب اسلام اور ایمان اور کفر اور بعض احکام اسکے عرض کیے دیتے ہین تاکہ فرق مراتب آپ پر واضح ہوجائے اور یہ امر بھی ظاہر ہوجائے کہ فقہا اور علما نے معرفت کو ایمان کہا ہی یا نہین تاکہ جو شخص معائنہ کرے بے ساختہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین زبان پر جاری کرے قال صاحب سداد الدین ان الایمان تصدیق الرسول فیما جاء بہ یعنی ایمان تصدیق کرنا ہی رسول کی ان چیزون مین کہ وہ لائے ہین یعنی جو کچھ خدا نے رسول کی معرفت بھیجا ہو اسکی تصدیق کرنا ایمان ہی اور امام عضد الدین کی مواقف مین ہی کہ الایمان هو عندنا التصدیق الرسول فیما علم مجیئہ بہ ضرورۃ یعنی ایمان ہمارے نزدیک تصدیق رسول ہی ان چیزون مین کہ معلوم ہوا ہو لانا اسکا بالعلم ضروری اور بھی ایسا ہی ذکر ہی اسکی عبارت آگے مذکور ہی سید شریف شارح مواقف نے شرح کی کہ مراد عندنا سے اتباع امام ابوالحسن اشعری ہی امام غزالی نے احیاء العلوم مین اسی کو ثابت کیا ہی یہی قول امام الحرمین کا ہی یہی مقولہ اشاعرہ ہی یہ ہی قول قاضی باقلانی کا ہی اور یہ ہی استاد ابواسحق اسفراینی کا ہی اور تفتازانی نے اسی کو جمہور کی طرف منسوب کیا ہی یہ ہی تفتازانی شارح ہین عقائد نسفی کے لکھتے ہین کہ ماتن نے عقائد نسفی مین جو ذکر کیا کہ ایمان تصدیق اور اقرار ہی سو یہ بعض علما کا مذہب ہی کہ جسکو اختیار کیا ہے امام شمس الائمہ اور فخر الاسلام نے اور محققین کا یہی مذہب ہی کہ ایمان فقط تصدیق قلبی ہی اور اقرار شرط ہی اجراے احکام کے واسطے دنیا مین محشی شرح عقائد نظم الفرائد مین لکھتے ہین کہ جب شرط ہی اجراے احکام کے لیے تو اظہار کرنا بعض پر کافی ہو نہ تمام خلق پر اور اگر تمام خلق پر ظاہر کرنا شرط ہو گا تو جو لوگ اقرار کو رکن قرار دیتے ہین انکے نزدیک احکام جاری نہ ہونگے اس شخص پر جسنے مخفی طور سے اقرار کیا ہو بعض کے نزدیک جمہور نے توجیہ کی ہے

صحیح بخاری صفحہ ...

عقائد نسفی صفحہ ...

نظم الفرائد صفحہ

عقائد نسفی صفحہ ۱۲ اوسط
شرح مقاصد

کہ اقرار شرط ہی اجراے احکام کے واسطے کہ تصدیق قلب امر باطنی ہو سکے لیے کوئی علامت ہونا شرط ہی پس جس نے
تصدیق کی بالقلب اور اقرار نہ کیا عند اللہ وہ مومن ہی اگرچہ دنیا میں اسپر احکام مومن کے جاری نہ ہون نظم الفرائد
مین محشی لکھتے ہین کہ جمہور محققین سے مراد تمام اشاعرہ [illegible] اور ابو منصور [illegible] شرح مقاصد مین مرقوم ہی
تحقیق ایمان ہین فی الشرع اختلاف [illegible] ایمان فعل قلب کا نام ہی یا فعل لسان کا یا دونون کا باساتھ تمام
جوارح کے پس اول یعنی ایمان فقط فعل قلب کا نام ہی [illegible] تصدیق کرنا نبی [illegible] چیزون مین کہ بعلم ضروری انکا
لانا معلوم ہوا ہو مثلاً صانع کا واحد ہونا نماز کا واجب ہونا شراب کا حرام ہونا و مثل اسکے پس سوال کے وقت
اگر توحید کا انکار کرے یا وجوب نماز کا یا حرمت شراب کا تو وہ کافر ہی یہی مشہور ہی اور اسی پر جمہور ہین شرح مقاصد کے
محشی ملک اجہر لکھتے ہین کہ تصدیق قلب کا نام ایمان ہونا یہی مشہور ہی اور اسی پر جمہور ہین دوسرے ایمان فعل
لسان کا نام ہی یعنی جو کچھ رسول خدا کی طرف سے لیکر آئے اسکی حقیقت کا اقرار کرنا ایمان ہی رقاشی کا مذہب
ہی کہ باوجود اقرار لسانی کے معرفت قلب شرط ہی بغیر معرفت قلب فقط اقرار ایمان نہ ہوگا کرامیہ فقط اقرار لسانی
کو ایمان کہتے ہین یہان تک کہ اگر کسی نے پوشیدہ کیا کفر کو اور ظاہر کیا ایمان کو تو مومن کہلائیگا مگر مستحق خلود نار کا ہی
اور اگر ایمان کو پوشیدہ کیا اور اظہار کیا کفر کا تو کافر کہلائیگا مگر مستحق جنت ہی تیسرے ہوان یکون اسما لفعل
القلب واللسان فہو اسم التصدیق مع الاقرار وعلیہ کثیر من المحققین وہو المحکی عن ابی حنیفۃ و
کثیرا ما یقع فی عبارات الکثیر من العلماء مکان التصدیق تارۃ المعرفۃ وتارۃ العلم وتارۃ الاعتقاد
فعلی ہذا من صدق بقلبہ ولم یتفق لہ الاقرار باللسان فی عمرہ مرۃ لا یکون مومنا عند اللہ ولا یستحق
دخول الجنۃ ولا النجاۃ من الخلود فی النار تیسرے یہ ہو کہ ایمان نام ہو فعل قلب اور لسان کا یعنی تصدیق مع
الاقرار کا یہی مذہب ہی اکثر محققین کا اور اسی کو بیان کیا ہی امام ابو حنیفہ نے اور بڑے بڑے دانشمند علماء کی
عبارتون مین اکثر تصدیق کے مقام پر کبھی لفظ معرفت اور کبھی لفظ علم اور کبھی لفظ اعتقاد واقع ہوا ہی پس
اسی وجہ سے ثابت ہوتا ہی کہ جسنے تصدیق کی ساتھ قلب کے اور ایک بار بھی اسکو اتفاق اقرار باللسان نہ ہوا تو
وہ نہ مومن ہی عند اللہ نہ مستحق دخول جنت کا ہی اور نہ نجات ہی خلود فی النار سے محشی ملک اجہر نے خلود فی النار پر حاشیہ
لکھا ہی کہ اس تعریف سے ایمان کے دو رکن قرار پاتے ہین اور فوت ایک رکن کا مستلزم ہی فوت کل کو فقط یعنی ایک رکن
کے فوت سے کل کا فوت لازم آتا ہی شارح مقاصد لکھتے ہین بخلاف ما اذا جعل اسما للتصدیق فقط فان الاقرار
شرط لاجراء الاحکام علیہ یعنی بخلاف اس امر کے کہ جسوقت ٹھہراوین ایمان کو نام فقط واسطے تصدیق کے پس بہ تحقیق
اسوقت اقرار شرط واقع ہوگا واسطے اجراے احکام کے دنیا مین اسپر نماز جنازہ پڑھنا اور اسکے پیچھے نماز پڑھنا
اور مقابر مسلمین مین دفن کرنا اور مثل اسکے احکام جاری کر سکین اور شرط لاجراء الاحکام پر محشی ملک اجہر نے حاشیہ لکھا
ہی کہ مراد یہان پر شرط سے علامت ہی اور یہ معنی حدیث مین بھی وارد ہوے ہین ومن اشراط القیامۃ یعنی علامات
قیامت فالشرط علامۃ علی وجود العلۃ وانتفاء العلۃ لا یدل علی انتفاء المعلول یعنی شرط ایک علامت ہی

تصدیق پر موقوف ہی جنت کے واسطے اور انتفا سے علت دلالت نہین کرتی انتفا معلول پر فمن صدق بالقلب ولم یتفق منہ الاقرار فی العمر مرۃ یکون مومنا وینجو من النار ویدخل الجنۃ لان الا ومن لا یخلد فیہا یعنی جسنے دل سے تصدیق کی اور تمام عمر مین ایکمرتبہ بھی اسکو اتفاق اقرار کا نہوا جب بھی وہ مومن ہوا اور نجات پائیگا جہنم سے اور داخل ہوگا جنت مین کہ مومن بالتحقیق داخل جہنم ہمیشہ نہ ہوگا واما الرابع فہو ان یکون الایمان اسما لافعال القلب واللسان والجوارح فقد یجعل تارك العمل خارجا عن الایمان وداخلا فی الکفر والیہ ذہب الخوارج چوتھے یہ ہی کہ ایمان نام ہی تصدیق قلب ورا قرار لسان اور عمل بالارکان کا پس کبھی تارک عمل کو خارج کرتے ہین ایمان سے اور داخل کرتے ہین کفر مین یہ مذہب خوارج کا ہی او غیر داخل فیہ وہو القول بالمنزل بین المنزلتین والیہ ذہب المعتزلہ یا داخل نہین کرتے کفر مین اور یہ ایک منزلت ہی بین المنزلتین یعنی درجہ اوسط ہی درمیان مین کفر اور ایمان کے اور یہ مذہب ہی معتزلہ کا وقد لا یجعل تارك العمل خارجا عن الایمان بل یقطع بدخول الجنۃ وعدم خلودہ فی النار وہو مذہب اکثر السلف وجمیع ائمۃ الحدیث وکثیر من المتکلمین والمحکی عن المالك والشافعی والاوزاعی اور کبھی تارک عمل کو ایمان سے خارج نہین کرتے بلکہ قطعی حکم کرتے ہین دخول جنت اور عدم خلود فی النار کا اور یہ مذہب ہی اکثر سلف کا اور جمیع ائمہ حدیث کا اور اکثر متکلمین کا اور اسی کو نقل کیا ہی امام مالک نے اور امام شافعی نے اور اوزاعی سے تمام ہوا بیان ایمان کا اور اقسام اسکے اب ہم بیان کرتے ہین تعریف کفر کو اگرچہ اکثر علما نے ایمان وکفر کو ساتھ ہی بیان کیا ہی اور اقوال سے انھین علما کے تعریف کفر کو الگ کرکے گذارش کرتا ہون واسطے زیادتی توضیح اور بصیرت کے قول سعد الدین ان الکفر ہو تکذیب الرسول فی شی مما جاء بہ یعنی کفر تکذیب رسول کی ہی اسکی لائی ہوئی چیزون مین سے کسی چیز مین صاحب مواقف لکھتے ہین کہ کفر ایمان کا خلاف ہی فہو عندنا عدم تصدیق الرسول فی بعض ما علم مجیئہ بہ ضرورۃ یعنی کفر ایمان کا خلاف ہی وہ ہمارے نزدیک عدم تصدیق ہی رسول کی بعض ان چیزون مین کہ معلوم ہوا ہی لانا انکا بعلم ضروری اور شارح مقاصد نے لکھا ہی فاختلفت الاراء فی تحقیق الایمان اور بعد اسکے چار طریق ایمان کے بیان کیے اول یہ کہ ایمان فعل قلب کا نام ہی یعنی تصدیق بالقلب کا تو عدم تصدیق بالقلب کفر ہوئی اور طریق دوم الایمان ہو اسم لفعل اللسان یعنی اقرار باللسان کا نام ایمان ہی تو عدم اقرار کفر قرار پایا بعض لوگون نے معرفت قلب کی شرط لگائی ہی اقرار باللسان کے ساتھ انکے نزدیک بغیر معرفت قلب فقط اقرار لسان ایمان نہین ہی تو وہ بھی کفر مین شامل ہی باوجود اقرار کے جن لوگون نے تصدیق اور اقرار دونون کو ایمان قرار دیا ہی اور دونون کو رکن تصور کیا ہی تو ایک رکن کے فوت ہونے سے کل کا فوت لازم آئیگا وہ بھی کفر ہی اور جن لوگون نے تصدیق قلب اور اقرار لسان اور عمل بالارکان کو ایمان تصور کیا ہی ان مین سے جو لوگ تارک عمل کو ایمان سے خارج کرتے ہین اور داخل کرتے ہین کفر مین وہ خوارج ہین اور جو ایمان سے خارج کرکے کفر مین داخل نہین کرتے بلکہ درجۂ اوسط بین الکفر والایمان جانتے ہین وہ معتزلہ ہین اور جو تارک عمل کو ایمان سے خارج نہین کرتے بلکہ قطعی دخول جنت اور عدم خلود فی النار کے قائل ہین وہ جمیع اہلحدیث

اور کثیر متکلمین میں امام بغوی معالم التنزیل میں والکفر علی اربعۃ انحاء لکھا ہی اور وہ علیہ السلام کفر کے چار قسمیں بیان کرتے ہیں اور یہ عبارت اُنکی ہو والکفر علی اربعۃ انحاء کفر انکار وکفر جحود وکفر عناد وکفر نفاق فکفر الانکار
ھو ان لا یعرف اللہ اصلا ولا یعترف بہ وکفر الجحود ھو ان یعرف اللہ بقلبہ ولا یقر بلسانہ ککفر ابلیس
وکفر الیہود قال اللہ تعالیٰ فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ وکفر العناد ھو ان یعرف اللہ بقلبہ ویقر
بلسانہ ولا یدین بہ ککفر ابی طالب حیث یقول ولقد علمت بان دین محمد من خیر ادیان البریۃ دینا
لولا الملامۃ او حذار مسبۃ لوجدتنی سمحا بذاک مبینا واما کفر النفاق فھو ان یقر باللسان ولا یعتقد
بالقلب وجمیع ھذہ الانواع سواء فی ان من لقی اللہ تعالیٰ بواحد منھا لا یغفر لہ ترجمہ یعنی کفر کی چار
قسمیں ہین کفر انکار کفر جحود کفر عناد کفر نفاق کفر انکار وہ ہی کہ اصلا اللہ کی معرفت نہ رکھتا ہو نہ اُسکا معترف ہو
کفر جحود وہ ہی کہ دل مین اللہ کی معرفت ہو اور اپنی زبان سے اعتراف نہ کرے مثل کفر ابلیس اور یہود کے فرمایا
حق سبحانہ تعالیٰ نے پس جس وقت آئے اُنکے پاس وہ چیز کہ وہ پہچانتے تھے (یعنی محمد) کفر کیا اُسکے ساتھ کفر عناد
وہ ہو کہ دل سے خدا کو پہچانے اور زبان سے اقرار کرے اور دین پر نہ چلے مثل کفر ابی طالب کے کہ وہ کہتے ہین
اور تحقیق کہ جانا مین نے یہ کہ دین محمد خلق کے سب دینون سے بہتر ہی اگر ملامت اور خوف دشنام نہ ہوتا تو
پاتا تجکو جوانمرد اس کام مین ظاہر کرنے والا کفر نفاق وہ ہی کہ اقرار زبان سے کرے اور دل سے اعتقاد نہ رکھے
اور یہ تمام قسمین برابر ہین اس امر مین کہ جو شخص جا ملیگا اللہ سے ایک قسم کفر کے ساتھ اُن اقسام اربعہ سے
تو نہ مغفرت ہوگی اُسکی چونکہ امام بغوی کا مذہب شافعی تہا اور اُنکے نزدیک تصدیق بالقلب و اقرار باللسان
اور عمل بالارکان ایمان ہی تو ان تینون رکنون سے کوئی بھی فوت ہوگا تو مستلزم فوت کل کا ہوگا پس امام بغوی و شافعین
کے نزدیک مسلمان صحیح الایمان اگر نماز کو عمدا ترک کرے تو کافر ہی امام شافعی کے دو قول ہین ایک تو یہ کہ عمل بالارکان رکن
ایمان ہی دوسرا یہ کہ اصل ایمان کا رکن نہیں بلکہ کمال ایمان کا رکن اور جز ہی لیکن علما نے جس کفر کی تعریف کی ہی وہ کفر دو
حال سے خالی نہین یا کفر حقیقی ہی یا کفر شرعی ہی کفر حقیقی وہ ہی کہ وجود حق سبحانہ تعالیٰ اور اُسکی توحید اور کل انبیا یا انہین
سے ایک کی بھی تصدیق نہ کرے بلکہ تکذیب کرے اور کفر شرعی وہ ہی کہ وجود حق تعالیٰ اور توحید اور کل انبیا کی تصدیق کرے
اور زبان سے اقرار بھی کرے اور دین حق کو تا بہ مین قبول نہ کرے پس یہ چار قسمین کفر کی جو صاحب معالم التنزیل
نے بیان کین اُن مین سے کفر انکار مین تصدیق قلبی اور اقرار لسانی دونون مفقود ہین تو کفر حقیقی اور شرعی دونون
جمع ہین کفر جحود مین اگرچہ تصدیق قلبی ہی مگر اقرار لسانی نہین بلکہ انکار لسانی موجود ہی تو کفر حقیقی اور کفر شرعی
دونون موجود ہین اسلیے کہ تصدیق قلبی بسبب لاحق ہونے انکار کے باطل ہوئی کفر عناد مین تصدیق قلبی اور اقرار
لسانی دونون موجود تو کفر حقیقی اور کفر شرعی دونون مفقود بلکہ اسلام شرعی موجود ہی جو ضد کفر شرعی ہی کفر نفاق مین
عدم تصدیق قلبی موجود ہی کہ کفر حقیقی ہی اور کفر شرعی مفقود ہی کہ اقرار لسان ہی اور کفر شرعی کا ضد کہ اسلام شرعی ہی
موجود ہی ایمان اور کفر آپس مین متضاد ہین مجتمع نہین ہو سکتے پس کفر عناد مین مطابق ایک قول شافعی کے بسبب

عدم یقین کے لفظ کا فر کا صادق آئیگا مگر عدم مغفرت اور ابدی ناری ہونا ثابت نہیں ہو سکتا کہ ابدی ناری ہونا
مخصوص ہو اُن کفار سے جو کفر حقیقی کے مرتکب ہیں عام اس سے کہ کفر شرعی ہو یا نہ ہو اور کفر عناد میں حقیقی اور شرعی
دونوں مفقود ہیں تو اس کفر والے کے واجب النجات ہو سکنے میں کیا شبہ ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی تکملۃ الایمان
میں رقم فرماتے ہیں الایمان تصدیق بالقلب واقرار باللسان ایمان اعتقاد کردن بہ یگانگی خالق و برسالت
پیغمبر بدل و گفتن خالق را بہ یکتائی و رسول را بحق بزبان و گواہی دادن بدان و حقیقت ایمان ہمان تصدیق قلب
است و اقرار لسانی علامت است بران تصدیق [illegible] ظاہر چہ زبان ترجمان دل است و نیز اگر کسی
گنگ باشد یا کسی را اکراہ کنند بہ کشتن بر تلفظ کلمہ کفر یا فرصت نیافتہ [illegible] ایمان دادہ اقرار در این صورت
شرط نباشد و ایمان نزد جمہور اہل حدیث [illegible] تصدیق بالقلب و اقرار باللسان و عمل بالارکان است ایشان
میگویند الایمان تصدیق بالقلب و اقرار باللسان و عمل بالارکان [illegible] اختلافی درمیان نیست
ایمان کامل ہمین ست کہ ایشان [illegible] ایمان [illegible] اصل ایمان ہمان تصدیق ست ایمان را
بمثابہ درختی دان کہ تنہ وی تصدیق ست و اعمال و طاعات ثمرات و شاخہای آن تصدیق اند بمنزلہ شاخ و گل و برگ
و میوہ ہستند پس درختی بی شاخ و برگ و میوہ و گل درخت ست [illegible] ازوی بر نیافتند اما درخت برخوردار
کہ کار آمدنی بود ہمان ست کہ [illegible] باشد ہمچنین ایمان کامل ہمان ست کہ مقرون بہ عمل صالح باشد چہ ایمان
بے عمل ناقص بود ولیکن اسم ایمان و حقیقت آن ازوی بر نیافتد و دلیل برین سخن نص قرآن مجید ست کہ حق تعالی
می فرماید ان الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات [illegible] آن کسانی کہ ایمان آوردہ اند و بآن عمل صالح نیز کردہ اند
سیاق این کلام دلالت بر آن میکند کہ اصل ایمان تصدیق ست و عمل صالح علاوہ و برای کمال اوست اور سید ابو محمد
المرتضی صاحب نے اسی تکملہ پر حاشیہ لکھا ہے اور یہ [illegible] کہ ایمان عبارت ست از تصدیق قلبی فقط و اقرار لسانی
شرط اجرای احکام ظاہری ست بروی این معنی مروی ست از امام ابو حنیفہ و مختار امام حافظ و شیخ ابو منصور
ماتریدی و توابعین اوست پس درین صورت تصدیق یک رکن شد و دیگر شرط و اما بروایت دیگر از امام ابو حنیفہ
و مختار فخر الاسلام و شمس الائمہ و فقہاے حنفیہ و مذہب شیخ ابو الحسن اشعری و ہم نزد شیعہ اینکہ ایمان نیز دو رکن
میدارد یکی تصدیق بدل دوم اقرار بزبان درین صورت اقرار زبانی ہم یک جزء شطر ایمان شدہ دران صورت
اگر کسی اعمال بجا نیاورد یعنی نماز و روزہ و زکوۃ و حج باوجود مکلف بودنش با اینہمہ آن کس از ایمان بر نیاید بلکہ
او را مومن خواہند گفت غایۃ الامر اینکہ او را مومن ناقص گفتہ شود نہ کافر و اگر باوجود تاکید کسی بر نیاید یا بر ملا
مخالفت مومنین می کند فاسق ہست اما باید از این کس انکار و نفرت تامہ کردہ باشند تا از ان باز آید و در عمل کوشد تا آنکہ
در شعائر اہل اسلام داخل شدہ باشد پس صلح اختیار کنند اتفاق است بر آن ست کہ ایمان فرض عین ست لیکن عمل
بالارکان ایمان کامل ست یہ عبارت بجز وفہ تکملہ اور اسکے محشی کی ہے پھر محشی تکملۃ الایمان نے رقم فرمایا کہ ایمان
در لغت تصدیق ست یعنی اذعان حکم مخبر و قبول کردانیدنش صادق در خبر آوردن مشتق از امن ست چون بر

تکمیل الایمان مطبع [illegible] صفحہ [illegible]

حاشیہ تکملۃ الایمان صفحہ [illegible]

پیغمبر کسی ایمان آورد و امن داد خود را از تکذیب و مخالفت پس حقیقت تصدیق بنسبت صدق و خبر و مخبر باذعان و قبول
آن در دل ثابت کردن ست و آن بتسلیم ہم نام توان نہاد بموجب تصریح امام غزالی رح اور محشی نے غضب تو یہ کیا ہی
کہ ایک حدیث علی بن ابی طالب سے نقل کی ہو کہ فرمایا الایمان معرفۃ والمعرفۃ تسلیم والتسلیم تصدیق
پس آپ تو معرفت کو اسلام سے اور ایمان سے خارج کیے ۔ حیثے ہین خبیر قول علی ہو کہ قول رسول ہو آپ ہر گز معرفت
کو ایمان نہ کہینگے اور اگر معرفت ہی ایمان ہو تو آپ ضرور ایسے ایمان کو سلام کیجیئے اب ہم بعض احکام ایمان و کفر کو
از اقوال فقہا اور محدثین سے عرض کرتے ہین بگوش دل سنیے سعد الدین ہین مرقوم ہو کہ ابی مطیع نے امام ابو حنیفہ سے
پوچھا کہ اگر کوئی شخص زمین شرک مین مجملاً اسلام کا اقرار کرے اور وہ علم نہ رکھتا ہو کسی شی کا فرائض اور شرائع
اور کتاب سے اور مر جائے تو اسکا کیا حکم ہو کہا کہ مومن ہو پھر سوال کیا کہ ایک ذرہ کوئی شی نہ جانتا ہو اور نہ
عمل کرے فقط مقر ایمان ہو اور مر جائے فرمایا مومن ہو تفسیر کبیر مین طبرانی نے عمران بن حصین سے روایت کی
ہو قال قال رسول اللہ من علم ان اللہ ربہ وانی نبیہ صادقا عن قلبہ حرم اللہ لحمہ علی النار
کہا فرمایا رسول اللہ نے کہ جو شخص جانتا ہو کہ بتحقیق اللہ رب اسکا ہو اور مین نبی اسکا ہون صادق اپنے قلب
سے حرام کیا ہو اللہ نے اسکا گوشت اوپر نار کے یعنی وہ آتش جہنم مین نہ جلیگا علامہ عینی شرح بخاری مین فرماتے
ہین کہ اقرار لسانی فقط اجراے احکام کے لیے ہو جیسے تصدیق کی رسول اللہ کی اُن چیزون مین کہ جو خدا نے
اپنے رسول کی معرفت بھیجا ہو پس وہ عند اللہ مومن ہو اگرچہ زبان سے اقرار نہ کیا حافظ الدین نسفی فرماتے
ہین کہ یہ کل مروی ہو امام ابو حنیفہ سے اور امام ابو حنیفہ کی اُن دونون روایتون سے صحیح تر یہ روایت ہے کہ
اسنی المطالب مین لکھتے ہین کہ یہی مذہب ہو امام ابو الحسن اشعری کا اور ابو منصور ماتریدی کا سالمی نے کتاب تمہید
مین امام ابو حنیفہ سے روایت نقل کی ہو کہ انہ قال ان الموحد اذا لم یظہر منہ الا قرارا ولم یعلم کیفیۃ
الاقرار او اظہر الکفر تقیۃ فہو مومن عند اللہ وکافر عند الناس سقانے شرح تمہید مین امام ابو حنیفہ سے
روایت کی ہو کہ ایمان فقط تصدیق کا نام ہو سید احمد دحلان لکھتے ہین کہ یہ روایت نہایت صحیح ہو فرمایا جناب رسول
مقبول نے الاسلام علانیۃ والایمان فی القلب یعنی اسلام ظاہر ہو اور ایمان فی القلب ہو بعضے کہتے ہین کہ
درمیان اسلام اور ایمان کے نسبت عموم خصوص مطلق کی ہو کہ جو شخص ایمان رکھتا ہو بالضرور اسلام اُس مین
موجود ہی اور جو شخص اسلام رکھتا ہو ضرور نہین کہ مومن بھی ہو اور صاحب سیف الفرقان فی تعریف الکفر والایمان تم
صاحب مناوی اور بیضاوی فرماتے ہین کہ الاسلام ھو التوحید والتدرع بالشرع الذی جاء بہ محمد یعنی
اسلام توحید اور تدرع اور تلبس شریعت محمدی کا ہو قتادہ کہتا ہو کہ اسلام شہادت بکلمہ لا الہ الا اللہ ہو اسنی المطالب
مین ہو کہ کبھی اسلام و ایمان دونون مجتمع ہوتے ہین جیسے کوئی دل سے تصدیق کرے اور زبان سے اقرار بھی کرے
اور کبھی اسلام ایمان سے جدا ہو جاتا ہو یہ اُس وقت مین ہو کہ زبان سے اقرار کرے اور ظاہر مین احکام کا پابند
بھی ہو مگر دل مین تصدیق نہ کرے اُسی کو منافق کہتے ہین اور کبھی ایمان اسلام سے جدا ہو جاتا ہو کہ دل مین

تفسیر کبیر طبرانی

بنقل از اسنی المطالب صفحہ

اسنی المطالب صفحہ

اسنی المطالب صفحہ

تصدیق کرتا ہو مگر زبان سے اقرار نہین کرتا اور افعال ظاہر شرع کا پابند نہین ہوتا اگر یہ عدم اقرار اور پابندی نہ کرنا بسبب بغض و عناد کے ہو جیسے کہ ایک فریق تھا سے یہود و نصاری کہ باوجود معرفت کے تکذیب کرتے تھے بجہت بغض و عناد ایسا ایمان باطنی انکو کوئی نفع نہین پہونچا سکتا اور اگر یہ عدم اقرار اور عدم پابندی بسبب کسی عذر شرعی اور عقلی کے ہو نہ از روے بغض و عناد کے تو وہ ایمان باطنی مومن کو عند اللہ دار الآخرت مین نفع پہونچا ئیگا اگرچہ بہ احکام دنیا اسے کافر کہہ سکتے ہین اور وہ عذر کہ اطاعت ظاہری سے مانع ہو سکے کئی سبب ہوسکتے ہین از انجملہ خوف ظالم ہو کہ مین ڈرتا ہون کہ اگر میرا اسلام و ایمان ظاہر ہو جائیگا تو مین قتل کیا جاؤنگا یا مجھے ایسی ایذا دی جائیگی جسکا مین متحمل نہ ہو سکونگا یا میرے عزیز و اقارب اور اولاد سے کسی کو آزار پہونچیگا پس ایسی حالتون مین اسلام کا پوشیدہ کرنا جائز ہو چنانچہ عمار یاسر پر مکہ معظمہ مین کفار نے جبر کیا اور کلمات کفر زبان پر جاری کرنے پڑے جیسا کہ سورہ نحل مین ہو من کفر باللہ بعد ایمانہ الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان تفسیر بغوی مین سبب نزول اس آیت کا یون مرقوم ہو ابن عباس سے کہ پکڑا عمار یاسر کو اور انکی مان کو کہ نام انکا سمیہ تھا اور صہیب اور بلال اور خباب اور سالم کو پس عذاب کیا انکو اور سمیہ کو دو اونٹون کے بیچ مین باندھ دیا اور انکی قبل پر نیزہ مارا کہ شہادت پائی اور یاسر کو شہید کیا چنانچہ مروی ہو کہ اول اسلام مین یہی درجہ شہادت پر فائض ہوے ہین قتادہ کہتے ہین کہ پکڑا مغیرہ نے عمار کو اور غوطہ دیا اور کنوئین مین اور کہا کافر ہو محمد کے ساتھ عمار نے دیکھا کہ جان کا بچنا محال ہو ناچار بااکراہ و اجبار کلمات کفر زبان پر جاری کیے جب لوگون کی خبر پہونچی ... لوگون نے جناب رسالت مآب ... ہو سکتا یہ تحقیق کہ عمار از سرتا پا ایمان سے مملو ہو ... آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوے پوچھا آنحضرت نے کیا گذرا تم پر عرض کی کہ یا حضرت کفر کیا ... آپ کے ساتھ اور انکے معبودون کی تعریف کی جواب دیا آنحضرت نے کہ اے عمار تم اپنے دل کو کیسا ... جواب دیا عمار نے کہ مطمئن آنحضرت نے آنسو پونچھے اور فرمایا یا عمار ان عادوا لک فعد لہم بما قلت یعنی اے عمار اگر پھر وہ جبر کرین تم سے تو تم اسی طرح پھر عمل کرنا پس یہ آیہ نازل ہوا دیکھیے یہان حضرت عمار کو حکم فرمایا کلمہ کفر زبان سے ادا کرنے کا اور انکے معبودون کی تصدیق اور مدح کرنے کا اور اپنی مذمت کرنے کا پس کیا مقابلہ ہو حضرت ابوطالب سے عمار یاسر کو کہ جناب ابوطالب نے بجز مدح و ثنائے آنحضرت کبھی مذمت نہین کی اور اظہار نبوت آنحضرت مین اور آپ کے رسول برحق ہونے مین کیا کیا کوششین کین انکے معبودون کی کبھی تعریف نہین کی آنحضرت کے دین کو خیر الادیان کہا اگر اخفا کرنا ابوطالب کا ثابت ہوتا ہو تو اسی قدر کہ کلمہ علانیہ سامنے کفار کے بلفظہ نہین فرمایا ورنہ معنی ... اقرار توحید و رسالت کو زبان سے ادا فرمایا اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین عثمان بن عفان سے روایت کی ہو کہ فرمایا جناب پیغمبر خدا نے کہ جو شخص مر گیا اور جانتا تھا کہ سوا

خدا کے کوئی معبود نہین ہی وہ داخل جنت ہوگا طبرانی نے سلمہ ابن نعیم اشجعی سے روایت کی ہو کہ فرمایا پیغمبر خدا نے
کہ جو شخص ملاقات کریگا اپنے پروردگار سے اس حال مین کہ کبھی شرک نہ کیا ہو وہ داخل جنت ہوگا سلمہ کہتے
ہین کہ مین نے عرض کی یا رسول اللہ اگر اسنے زنا اور چوری کی ہو آپ نے فرمایا کہ گو اسنے زنا اور چوری
بھی کی ہو علامہ برزنجی لکھتے ہین کہ شفاعت کی حدیثون مین اسی قسم کی بہت سی حدیثین ہین یہان تک کہ بیان
کیا گیا ہی کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ جس شخص کے دل مین چھوٹی سے چھوٹی رائی کے دانے کے برابر بھی
ایمان ہوگا وہ آتش جہنم سے نکالا جائیگا اور لفظ ادنی ادنی ادنی تین بار فرمایا ابن حجر شرح اربعین مین بیان
کرتے ہین کہ ائمہ اربعہ مین سے ہر ایک کا قول ہو کہ تارک اقرار شہادتین مومن عاصی ہو اور یہ قول اکثر علما کا اور بعض
محققین حنفیہ کا ہی اور محقق کمال ابن ہمام وغیرہ نے بالتصریح بیان کیا کہ اقرار فقط اجرا ے احکام کے لیے ہو اور علامہ
برزنجی نے اختلاف علما کو دربارہ اقرار الشہادتین بیان کیا ہی کہ آیا تعین الفاظ مقررہ سے اقرار شہادتین شرط ہو
یا غیر الفاظ مقررہ سے بھی تحقق ہو سکتا ہی بعض کے نزدیک تعین الفاظ شروط ہین اور غالب اقوال یہ قول ہو
کہ خصوصیت الفاظ معروفہ کی شرط نہین ہی اور یہی صحیح ہی اور اسے سب کی طرف منسوب کیا ہو اور
حلیمی نے اپنی منہاج مین نقل کیا ہی کہ ایمان بغیر ان الفاظ معروفہ کے بھی منعقد ہو سکتا ہی اگر کوئی لا الہ الا اللہ
کے مقام پر لا الہ غیر اللہ یا لا الہ ما عدا اللہ یا لا الہ ما سوی اللہ یا ما من الہ الا اللہ یا لا الہ الا الرحمن
یا لا رحمن الا اللہ یا لا رحمن الا الباری اور مثل اسکے سب لا الہ الا اللہ کے برابر ہین اور اسی طرح اگر کہے
محمد نبی اللہ یا مبعوثہ یا احمد یا الماحی یا اور اسی طرح کے اسما یا ان الفاظ کو زبان عجمی مین ادا کرے تو
اسلام اسکا صحیح ہو اور حکم مسلم کا اسکے لیے ہو سکتا ہی قال ابو حنیفۃ عن عطاء ابن ابی رباح یعنی ابو حنیفہ عطا
ابن ابی رباح سے نقل کیا ہو کہ عبد اللہ ابن رواحہ کی بکریان ایک حبشن چراتی تھی اُن بکریون مین ایک بکری بہت
فربہ ہوگئی تھی اور اُسکی نگہبانی کی نہایت تاکید کی تھی ایک روز اتفاقاً بھیڑیا آیا اور اُسی بکری کو اُٹھا لیگیا اُسنے
عبد اللہ کو خبر کی عبد اللہ نے اُس حبشن کو ایک طمانچہ مارا بعدہ خود اپنے دل مین نادم ہوے اور یہ ذکر جناب
رسالت مآب کی خدمت مین عرض کیا آنحضرت نے فرمایا تم نے برا کیا کہ ایک مومنہ کو طمانچہ مارا عرض کی عبد اللہ
نے کہ وہ ایک حبشن جاہلہ تھی آنحضرت نے اُسکو طلب کیا اور اُس سے سوال کیا کہ اللہ کہان ہو اُسنے جواب دیا کہ
آسمان مین فرمایا مین کون ہون کہا آپ رسول ہین اُسوقت آنحضرت نے فرمایا کہ بتحقیق یہ مومنہ ہو روایت کیا ہی
اس حدیث کو مسلم و ابو داؤد و نسائی نے معاویہ ابن حکم سے **قولہ (فصل اول)** آیات قرآنیہ (آیت اولی)
قال اللہ تبارک و تعالی انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء وھو اعلم بالمھتدین
یعنی تم ہدایت نہین دیتے جسے دوست رکھو ہان خدا ہدایت دیتا ہی جسے چاہے وہ خوب جانتا ہے جو راہ
پانے والے ہین مفسرین کا اجماع ہی کہ یہ آیہ کریمہ ابو طالب کے حق مین نازل ہوئی ہو معالم التنزیل مین ہے
نزلت فی ابی طالب جلالین مین نزلت فی حرصہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ایمان عمہ ابی طالب مدارک التنزیل

میں ہے قال الزجاج اجمع المفسرون انها نزلت فی ابی طالب کشاف زمخشری و تفسیر کبیر میں ہے قال الزجاج
اجمع المفسرون علی انها نزلت فی ابی طالب امام نووی شرح صحیح مسلم شریف کتاب الایمان میں فرماتے ہیں اجمع
المفسرون علی انها نزلت فی ابی طالب وکذا نقل اجماعهم علی هذا الزجاج وغیرہ مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف
میں ہے لقوله تعالی فی حقه باتفاق المفسرین انك لا تهدی من احببت **اقول** فصل اول میں آپ نے
آیات قرآنی کا ذکر فرمایا اور آیۂ اولیٰ [illegible] سب سے اولیٰ ہوسکتے ہیں اور آپ کے ترجمہ میں جو جو خوبیاں
ہیں بیان نہیں کی جاتیں کیونکہ مشتے نمونہ از خروارے بیان ہو چکا ہے آپ نے جو جو تحریفیں فرمائی ہیں کہاں تک اسکا
اظہار کیا جائے چنانچہ تفسیر کبیر اور کشاف زمخشری کا نام بھی رقم فرمایا کہ ان دونوں میں قال الزجاج اجمع
المفسرون ہے مگر دو لفظوں کی تحریف کیوں فرمائی اس میں تو موجود ہے المسئلة الاولی هذه الاية لا دلالة فی
ظاهرها علی کفر ابی طالب ثم قال الزجاج الخ ہے مگر آپ کیا کریں کہ آپ کے مطلوب کے مخالف ہے اور آپکو
نام کتابوں کے گنوانا ہیں کہ ہم نے اتنی کتابوں سے کفر ثابت کیا ہے شاید اسی سبب سے تحریف فرمائی بہر نوع ہم
آپ کی تحریر کو قبول بھی کر لیں کہ شان ابو طالب ہی میں یہ آیت نازل ہوئی تو اس آیہ سے نہ کہیں کفر ثابت ہوتا ہے
بلکہ [illegible] فضیلت اور [illegible] اور کامل الایمان محب رسول مقبول ہونا ثابت ہوتا ہے اور تفسیر
صحیح [illegible] ان شاء اللہ عنقریب ہم بیان کر دینگے تا آپ کی دل نشینی ہو جائے لیکن حدیث صحیح
جو آپ نے سبب نزول [illegible] رقم فرمائی وہ آپ کے حصول مطلب کے منافی ہے **قولہ** حدیث اول صحیح حدیث میں
[illegible] حضور اقدس سید المرسلین نے ابو طالب سے مرتے وقت کلمہ پڑھنے
کو ارشاد فرمایا [illegible] اور کہا مجھے قریش عیب لگائینگے کہ موت کی سختی سے گھبرا کر مسلمان ہو گیا ورنہ حضور
کی خوشی کر دیتا [illegible] رب العزت [illegible] و تعالیٰ نے یہ آیۂ کریمہ اتاری یعنی اے حبیب تم اسکا غم نہ کرو تم اپنا منصب
تبلیغ ادا کر چکے [illegible] اور دل میں نور ایمان پیدا کرنا یہ تمھارا فعل نہیں اللہ عزوجل کے اختیار میں ہے اور اسے
خوب معلوم ہے کہ کسے یہ دولت دیگا کسے محروم رکھیگا صحیح مسلم شریف کتاب الایمان و جامع ترمذی کتاب التفسیر میں
سیدنا ابو ہریرہ سے مروی ہے قال قال رسول الله وزاد مسلم فی اخری عند الموت قل لا اله الا الله اشهد
لك بها یوم القیامة قال لولا ان تعیرنی قریش یقولون انما حمله علی ذلك الجزع لاقررت عینك
فانزل الله عزوجل انك لا تهدی من احببت ولکن الله یهدی من یشاء معالم و مدارک و بیضاوی
و ارشاد العقل السلیم و خازن و فتوحات الٰهیه وغیرہا تفاسیر میں اسی حدیث کا حاصل اس آیت کے نیچے ذکر کیا
اقول اولا حدیث اول لکھ کر جو آپ نے عبارت رقم فرمائی ہے کہ جب آنحضرت نے کلمہ پڑھنے کو ارشاد فرمایا
تو جناب ابو طالب نے صاف انکار کیا پھر آپ صحیح مسلم اور ترمذی سے حدیث نقل کر کے فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا
حاصل یعنی انکار کرنا ابو طالب کا نیچے اس آیت کے ذکر کیا اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ مفسرین تو تحت آیت
حاصل اس حدیث کا ذکر فرماتے ہیں کہ ابو طالب نے لا اله الا الله کہنے سے صاف انکار کیا اور پھر انھیں مفسرین میں سے

سورۂ بقر کی ابتدا مین آیات الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یومنون کی تفسیر مین
جو کچھ رقم فرماتے ہین وہ بھی نظر اقدس سے گذرا ہی یا نہین صاحب معالم نے الکفر علی اربعۃ انحاء لکھکر
کفر عناد کی تعریف مین ھو ان یعرف اللہ بقلبہ و یقر بلسانہ ولا یدین بہ ککفر ابی طالب رقم فرمایا
ہی جسکو ہم بیان کفر مین بخوبی بیان کر آئے ہین ایک مقام پر مفسرین نے اعتراف کیا اقرار ابوطالب کا
اور تمثیلاً انکے اشعار کا اعلان فرمایا اور دوسرے مقام پر انکار ابوطالب حدیث صحیح سے ثابت فرمایا
اقرار و انکار آپس مین متضاد ہین مجتمع نہین ہو سکتے علی الخصوص وہ ہی مفسرین ایک مرتبہ اقرار کا اقرار کرین
اور وہ ہی مفسرین دوسری مرتبہ اقرار کا انکار کرین تو تفسیر حدیث کے مخالف ہی اور حدیث تفسیر سے
متضاد ھذا لشئ عجاب پس اگر مفسرین کا اعتراف کرنا اقرار ابوطالبؑ پر صحیح ہی تو حدیث صحیح کی صحت
غائب ہوئی جاتی ہی اور اگر حدیث صحیح کی صحت کا یقین کیا جاتا ہی تو مفسرین کا قول پایۂ اعتبار سے ساقط
ہوا جاتا ہی اب آپ کو اختیار ہی یا حدیث صحیح کی صحت کو قبول فرمایئے اور اجماع مفسرین سے دست بردار
ہو جایئے یا اجماع مفسرین کا اقرار فرما کر صحیح حدیث کی صحت سے انکار فرمایئے بہتر تو یہ ہی اذا تعارضا تساقطا
تساقطا پر عمل فرمایئے اور دونون سے ہاتھ اٹھایئے اور راہ راست پر آیئے ورنہ پھر آپ کو آیات و احادیث
متواترۂ متظافرہ ڈھونڈھنا پڑینگی اور مثل عنقا کہین پتہ نہ لگے گا ثانیاً اجماع مفسرین کو ہم تسلیم بھی کرین
کہ یہ آیت خاص ابوطالبؑ کے حق مین نازل ہوئی تو بھی منافی ایمان جناب ابوطالبؑ نہین ہو سکتی بلکہ بوجوہات
چند دلالت کرتی ہے تکمیل ایمان جناب ابوطالبؑ پر اور انکے ناجی ہونے پر اسواسطے کہ آیت مین کسی
مقام پر نہ کافرین کا ذکر ہی نہ منکرین کا بلکہ مہتدین کا ذکر ہی اور ہدایت کے دو معنی ہین ایک ارائۃ الطریق ای
اراءۃ الطریق الموصل الی المطلوب اور دوسرے الایصال الی المطلوب اور یہ ہی معنی شیخ عبدالحق دہلوی
نے تکملۃ الایمان مین رقم فرمائے ہین باین عبارت کہ ہدایت دو معنی دارد راہ راست نمودن و براہ راست بردن
و بمقصد رسانیدن و این معنی دوم مخصوص بجناب کبریای الٰہی ست از دیگر نیاید و ہدایت بمعنی اول قرآن و رسول
را ثابت باشد کہ بیان طریق مستقیم می کنند و راہ راست می نمایند ولیکن براہ راست بردن و بمقصد رسانیدن از
خداست پس انک لا تہدی من احببت کے معنی یہ ہوے کہ تحقیق کہ تو ای محمدؐ ہدایت نہین کرسکتا یعنی مقصد
کو نہین پہونچا سکتا تیرا کام راہ نمائی ہی نہ بمقصد رسانی من احببت جسکو دوست رکھتا ہی تو راہ نمائی کرتا ہی
مگر مقصد تک نہین پہونچا سکتا و لکن اللہ یہدی من یشاء لیکن اللہ مقصد تک پہونچا دیتا ہی جسکو چاہتا
ہی وھو اعلم بالمہتدین اور اللہ دانا تر ہی مہتدین کے حال سے نہ کہین ضالین کا ذکر ہی نہ مشرکین کا پس
ابوطالب کا مہتدین سے ہونا ثابت ہوتا ہی اور مولوی عبدالحی لکھنوی نے ہدایت کے معنی حاشیہ ملا جلال پر
بعد بیان کرنے اختلافات کے اور نقض بعض آیات کے رقم فرمایا ہی ان الاراءۃ وان صدرت عنک
بحسب الظاہر لکنہا غیر صادرۃ منک حقیقۃ لخروج اثر ھذا الفعل عن طوق البشر علی طبق قولہ

تعالی وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی اذ الرمی الی الکفار وان صدر عنہ حسا لکنہ سبحانہ نفی عنہ باعتبار عدم اقتدارہ علی ترتیب اثرہ فالمنفی ہو الارادۃ المقدورۃ لا الارادۃ الظاہرۃ التی ہی شان الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام فلا نقض للمعنی الاول بالایۃ الثانیۃ یعنی انک لا تہدی من احببت الخ ترجمہ تحقیق کہ ارادۃ اگرچہ صادر ہو تجھ سے بحسب ظاہر لیکن غیر صادر ہی تجھ سے حقیقۃً واسطے خارج ہونے اثر فعل کے طاقت بشر سے موافق قول اللہ تعالی کے اور نہین پھینکا تو نے جسوقت پھینکا تو نے ولیکن اللہ نے پھینکا اسلیے کہ پھینکنا طرف کفار کے اگرچہ صادر ہوا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دیکھنے مین لیکن نفی کی خدا نے اُس سے عدم قدرت کے اعتبار پر اسکے اثر کی ترتیب پر پس منفی وہ ارادۃ مقدورۂ خدا ہی نہ ارادۃ ظاہرہ جو شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی پس نہین نقض واسطے معنی اول کے ساتھ آیت ثانیہ کے اور یہ بھی ظاہر ہی کہ ابو طالب کو تصدیق قلبی جو اصل ایمان ہی موافق مذہب حنفیہ کے حاصل تھی اور اقرار لسانی حضرت ابو طالب کا اُنکے قصائد اور اشعار سے ظاہر ہی کہ آجتک پکار پکار کر خبر دے رہا ہی کہ اسکا نام تصدیق لسانی ہی جب اشعار کو مفسرین ممدوحین نے مثل صاحب معالم التنزیل وغیرہ کے بیان کیا ہی اور تصدیق جنانی اور اقرار لسانی کا ثبوت دیا ہی پس حق سبحانہ تعالی عالم مافی الضمیر ہی اُسنے اپنے حبیب کو خبر دی کہ ای حبیب جس کام پر تم مامور تھے یعنی اراءۃ الطریق وہ تم کر چکے تم رنجیدہ نہ ہونا اللہ عالم بالمہتدین ہی یعنی ابو طالب مہتدین مین ہین ہم انکو ہدایت دے چکا ہون یعنی ایصال الی المطلوب میرا کام ہی مین کر چکا ہون اور یہ بھی ظاہر ہی کہ جب حبیب رنجیدہ ہوتا ہی تو حبیب کا حبیب دلاسا تشفی دیتا ہی کہ اُسکا رنج مبدل بخوشی ہو جائے پس حق سبحانہ تعالی نے اپنے حبیب کو رنجیدہ دیکھکر خوشخبری دی کہ جس شخص کے لیے تم دوست رکھتے ہو کہ صراط المستقیم کی راہنمائی کرو اُسے مین نے مقصود تک پہونچا دیا یعنی صراط مستقیم تک اور اگر موافق آپکے مذاق کے تصور کیا جائے کہ حبیب رب العالمین تو دوست رکھتے تھے کہ ابو طالب ایمان لائین اور حق سبحانہ تعالی نے یہ آیت اُتاری اور اُس سے یہ مراد لین کہ ای حبیب تم اسکا غم نہ کرو ابو طالب کبھی ایمان نہ لائینگے بلکہ کافر رہینگے تو غم آنحضرت کا زیادہ ہوتا یا کم کہ ابو طالب نے بالفرض لا الہ الا اللہ کہنے سے عذر کیا اور جناب رسالت مآبؐ نے بھی فرمایا قل یا عم لا الہ الا اللہ مگر کسی طرح ثابت نہین ہو سکتا کہ حضرت مایوس ہو گئے ایمان ابو طالبؑ سے اسواسطے کہ ومن یقنط من رحمۃ ربہ الا الضالون یعنی کون شخص نا امید ہو سکتا ہی رحمت سے اپنے پروردگار کی مگر جو لوگ کہ گمراہ ہین جنھون نے خدا کو نہین پہچانا بلکہ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہی کہ آنحضرتؐ جب اپنا منصب تبلیغ ادا کر چکے اور دیکھا کہ ابو طالبؑ نے وہ کلمہ نہ کہا تو فوراً حق تعالی نے اپنے حبیب کو خوشخبری دی کہ تم رنجیدہ نہ ہونا اس امر سے کہ تبلیغ رسالت مین تم سے کمی ہوئی بلکہ تم نے اپنا منصب ادا کیا اگرچہ ابو طالبؑ نے ابھی عذر کیا ہی مگر وہ مہتدین مین سے ہی اُسے ہم ہدایت دے چکے ہین اور یہ مقولہ تو مشہور و معروف ہی کہ حبیب کا حبیب حبیب ہوتا ہی

ابوطالب حبیب خدا کے حبیب تھے اور محبت ابوطالبؑ کی بہ نسبت جناب رسول خداصلعم کے مشہور اور سیر و تواریخ
مین مسطور ہی مگر محبت رسولؐ خدا کی ابوطالب سے خود حق تعالی نے ظاہر فرما دی اور یہ بھی کلام ناطق مین
وارد ہوا ہی کہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور حدیث رسول بھی موجود ہی کہ من احبنی فقد احب اللہ
ابوطالب تو رسولؐ خدا کے حبیب تھے کیونکر خدا کے حبیب نہ ہوتے اور جب حبیب خدا کے حبیب قرار پائے
تو ان سے زیادہ کون صاحب ایمان ہوسکتا ہی حاصل یہ ہی حق تعالی نے خبر دی اپنے حبیب کو کہ تمھارا
حبیب میرا حبیب ہی تم مشقت نہ کرو مین ایصال الی المطلوب کر چکا ہون تم پر بھی ظاہر ہو جائیگا چنانچہ ایسا
ہی ہوا کہ قریب وفات جناب ابوطالب حضرت عباس نے خبر دی کہ یا حضرت آپکے عم نے وہ کلمہ کہا جسکا
آپ حکم فرماتے تھے ثالثاً حق سبحانہ تعالی اپنی کتاب عزیز مین فرماتا ہی لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم
الاخر یوادون من حاد اللہ و رسولہ دوسرے مقام پر فرماتا ہی یا ایہا الذین امنوا لا تتخذ والکافرین
اولیاء من دون المومنین اتریدون ان تجعلوا اللہ علیکم سلطانا مبینا تیسرے مقام پر فرماتا ہی
یا ایہا الذین امنوا لا تتخذ والیہود والنصاری اولیاء بعضہم اولیاء بعض ومن یتولہم منکم فانہ
منہم نہین پائیگا تو کسی قوم کو کہ ایمان لائی ہو خدا پر اور روز قیامت پر دوست رکھنے والی اس شخص کو
کہ جو مقابلہ کرتا ہی خدا اور اسکے رسولؐ سے ای لوگو جو ایمان لائے ہو نہ پکڑو کافرون کو دوست سوا مومنین
کے آیا تم چاہتے ہو یہ کہ کردو تم واسطے اللہ کے اوپر تمھارے غلبہ ظاہر یعنی الزام خدا تم پر اور فرمایا خدا
نے جو دوست رکھیگا انکو تم مین سے پس تحقیق وہ انھین مین سے ہی پھر کس طرح ممکن ہی کہ رسولؐ برحق دوست
رکھتے اپنے چچا کافر کو بلکہ آیۂ انک لا تہدی من احببت دلالت کرتی ہی فضل و علو مرتبت ابوطالب خصوصاً
ایمان و ہدایت مین اسوجہ سے کہ ابوطالب کو ہدایت حاصل ہوئی اللہ کی طرف سے کہ سوائے خدا کے کسی سے
ہدایت حاصل نہین کی حق تعالی خود متولی ہدایت ابوطالب ہوا باین تقدیر حاصل آیۂ شریفہ یہ ہی کہ ابوطالب
ایسے ہین تو ای محمدؐ انکو دوست رکھتا ہی اور بذاتہ انکو ہدایت نہین کرتا بلکہ اللہ متولی ہدایت ابوطالب ہوا
ہی اور پہلے ہی سے انکو ہدایت ہو چکی ہی اور اللہ مہتدین کے حال سے واقف ہی اور ایسی ہدایت مخصوص ہی
انبیا اور اوصیا اور اولیاء اللہ کو اور جب یہ معنی مراد لین تو معصومیت آنحضرت کی محفوظ رہتی ہی اور تکلیف نہی
انکی مین شامل بھی نہین ہوتے اور دوست رکھنا اپنے چچا ابوطالب کا کہ جسکا اظہار حق تعالی نے فرما دیا کوئی
نقصان آنحضرت کے مرتبۂ رسالت کو بھی نہین پہونچاتا اور مومن ہونا اور سابق الہدایۃ من اللہ ہونا ابوطالب
کا ثابت ہوتا ہی رابعاً یہ تو ثابت ہی کہ موحدین اہل فترت داخل جنت ہونگے معذب نہونگے مگر موحدین
اہل فترت کو باوجود اس امر کے کہ انبیا اور مرسلین سابقین کے قائل مگر پیغمبر زمان کے منکر ہونے کی وجہ سے
حق تعالی عذاب کریگا اور حق تعالی نے انکو کفار مین شامل کیا ہی اس سبب سے کہ میرے اس رسول کی تصدیق
نہین کرتے اگرچہ میری توحید اور انبیاے سابقین کی تصدیق کرتے ہین سبحان اللہ حق تعالی تو اپنے نبیؐ

اور رسولون کا بہ حفظ مراتب کرے اور ان منکرین کو جہنم واصل کرے اور خالدین فیہا فرمائے کہ ہمیشہ آگ مین جلتے رہین گے مگر وہ انبیا اور رسول اپنے خالق اور رب کا کچھ پاس و لحاظ نہ کرین اور دشمنان خدا یعنی کفار و مشرکین کو دوست رکھین خصوصاً ہمارے پیغمبر کہ حبیب اکرم العالمین ہین اور کفار کو دوست رکھین کہ جو دشمن خدا ہون باوجودیکہ منع فرمانے حق سبحانہ تعالی کے یہ ممکن نہین اور دوست رکھنا رسول خدا صلعم کا ابوطالب کو خود حق تعالی نے فرمادیا پس جناب رسالت مآبؐ ابوطالب کو دوست رکھتے تھے بسبب آنکے کمال ایمان کے وہ کافر ہوسکتے ہی نہین خامسًا برزنجی اور زینی اسکا جواب اس طرح رقم فرماتے ہین پس اگر مان لین ہم کہ آیت جناب ابوطالبؑ کی شان مین نازل ہوئی ہے پس تحقیق وہ مان لینا نہین منع کرتا ایمان لانے سے ابی طالبؑ کے اور جز این نیست کہ دلالت کرتی ہے یہ آیت کہ تحقیق تو اے محمدؐ نہین ہدایت کرسکتا ہے تو اُسکو ولیکن خدا ہدایت کرسکتا ہے جسے چاہے پس برزنجی فرماتے ہین فنقول پس ہم کہتے ہین کہ تحقیق کہ خدا نے ہدایت دی ہے اُنکو اپنی مہربانی سے اور قبل اسکے مذکور ہوا کہ تحقیق کہ حضرت عباسؓ نے خبر دی پیغمبرؐ کو کہ تحقیق ابی طالبؑ نے گواہی دی یعنی کلمہ شہادت پڑھا اگرچہ جواب دیا آنحضرت نے اُنکو کہ مین نے نہین سنا پس جز این نیست کہ کہا آنحضرت نے واسطے عباس کے وہ ظاہر حال پر نظر کرکے اور فرمانا آنحضرت کا کہ نہ سنا مین نے مانع نہین ہے ابوطالب کے ایمان لانے کو اسلیے کہ تحقیق کہ اللہ نے خبر دی پیغمبرؐ کو اُنکے ایمان لانے پر بعد اسکے اور اسی واسطے فرمایا آنحضرتؐ نے بعد ابوطالبؑ کی موت کے عباسؓ کے جواب مین کل بہتری کی امید رکھتا ہون مین واسطے ابوطالب کے اپنے رب سے روایت کیا ہے اُسکو طبقات مین اور اُنکی امید واجب الحصول ہے پس نہین امید رکھتے آنحضرت کل چیز کی مگر واسطے مومن کے اور نہین جائز ہے یہ کہ مراد لی جائے اس سے تخفیف ایک جز عذاب کی پس تحقیق کہ وہ نہین خیر بذاتہ چہ جائیکہ ہو وہ کل خیر اور جز این نیست کہ تخفیف عذاب تخفیف شر کی ہے اور بعض شر اہون ہے بعض سے اور حصول کل خیر کا جز این نیست کہ ہوتا ہے ساتھ داخل ہونے جنت کے فلو سلمنا فانہ لا یمتنع من ایمانہ وانما دلت علی انہ لا تہدی بہ ولکن اللہ یہدی من یشاء فنقول ان اللہ قد ہداہ بلطفہ وتقدم ان العباس خبر النبیؐ بانہ اتی بالشہادۃ وان قال لہ لم اسمعہ فانما قال لہ ذلک نظرا الی ظاہر الحال وذلک لا یمتنع لان اللہ اطلعہ علی ایمانہ بعدہ ولذلک قال بعد موتہ فی جواب العباس کل الخیر ارجو لہ من ربی وروا‌ہ فی الطبقات ورجاءہ محقق فلا یرجو کل الخیر الا المومن ولا یجوز ان یراد بہذا تخفیف جزء من العذاب فانہ لیس خیرًا بذاتہ فضلا عن ان یکون کل الخیر وانما تخفیف العذاب تخفیف الشر وبعض الشر اہون من بعض وحصول کل الخیر انما یکون بدخول الجنۃ انتہی یعنی اگر تسلیم کرلین ہم کہ یہ آیت شان مین ابوطالبؑ کے نازل ہوئی ہے پس یہ آیت منع نہین کرتی ہے ایمان لانے کو ابوطالب کے بلکہ دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ تو اے محمدؐ ہدایت

حوالہ خامساً حقائق شریفہ در تیسیر دقائق مخفی علوی امام نسائی جناب سید ابوالقاسم لاہوری صفحہ ۳۸ جواب ثالث برزنجی ۱۲

نہین کر سکتا لیکن خدا اُسکو ہدایت کر سکتا ہی اور اللہ دانا تر ہی ہدایت والون سے پس حق تعالی نے آخر وقت فرمایا ہو
گمراہ یا ہدایت کو کہ زبان سے بھی تلفظ کیا کلمہ کا حالانکہ ہو اور قول آنحضرت کا جواب عباس مین لعل اسمعہ بغفر لہ
ظاہر حال تھا کہ پیغمبر نے اپنے کان سے تلفظ اُس کا کلمہ کا نہ سنا تھا کہ اور سے شہادت یا استماع خود عند اللہ کہ
پس خالق عالم نے اطلاع اُس سے بخشی کہ انک لاتھدی من احببت اسی سبب سے پیغمبر خدا نے عباس
کے جواب مین فرمایا کل الخیر ارجو لہ من ربی اور یہی مروی ہی طبقات مین اور رجائے نبی محقق واجب الحصول
ہی بغیر تاخیر کے پس آنحضرت کی امید حق تعالی سے کل خیر کی نہین ہو سکتی مگر خاص واسطے مومن مخلص کے اسواسطے
کہ کافر مستحق نہین ہی مگر عذاب کا اور یہ گمان کرنا لوگون کا کہ استغفار نبی باعث تخفیف عذاب کا ہوئی لہ جہت
باطل ہی اسواسطے کہ تخفیف عذاب سے مراد تخفیف جزئی ہی یعنی ایک جز عذاب اگر باطل کر دیا جائے تو ہم اور
حد عذاب سے خارج نہین ہوتا اس تخفیف کا نام خیر تو ہو سکتا نہین کل الخیر کیسا تخفیف عذاب تخفیف بعض شر
کی ہی کہ بعض شر اہون من البعض ہوتے ہین پس حصول کل خیر ممکن نہین مگر ساتھ نجات پانے کل مضرات کے اور
داخل ہونے جنت کے سادسًا احمد بن زینی دحلان اسنی المطالب مین رقم فرماتے ہین کہ پیغمبر خدا وقت وفات
ابو طالب کے پاس تشریف لے گئے وہان ابوجہل و عبداللہ ابن ابی امیہ مخزومی بھی موجود تھے قال رسول اللہ
لعمہ قل لا الہ الا اللہ الخ یعنی حضرت نے فرمایا کہ چچا تم فقط لا الہ الا اللہ کہدو کہ مین خدا کے سامنے گواہی
دون اور حجت گردانون اُسے تو ابوجہل و عبداللہ بن ابی امیہ بولے کہ ای ابو طالب کیا تم عبد المطلب کی
ملت سے پھرتے ہو اور یہی کہے چلے گئے یہان تک کہ ابو طالب نے تنگ آکر اُن سے گفتگو کرنے مین آخری
بات اپنی زبان سے یہی نکالی کہ مین ملت عبد المطلب پر ثابت قدم ہون اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار
کر دیا اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ جب ابو طالب نے دیکھا کہ پیغمبر خدا بہت اصرار کرتے ہین تو کہا کہ ای
بھان عم اگر مجھے قریش سے تیرے بارے مین خیال و خوف نہ ہوتا تو مین یہ کلمہ کہدیتا اور ایک روایت مین یون
وارد ہوا کہ بسبب ننگ و عار و ملامت قریش کے نہین کہتا کہ وہ لوگ طعنہ زن ہونگے ورنہ آپ کی آنکھ ٹھنڈی
اس کہنے سے روشن کر دیتا احمد زینی لکھتے ہین کہ اس مین تو کلام ہی نہین ہی کہ اُنکا عذر اقرار شہادتین نہ کرنے
مین ایمان کو اُنکے کوئی ضرر پہونچا تا ہی نہین اور یہ جو زینی نے رقم فرمایا مؤید اُسکے وہ روایات صحیحہ ہین
جو ہم بحث کفر و ایمان مین بیان کر آئے ہین اور جلد اول مسلم مین عثمان بن عفان سے بھی منقول ہی قال قال
رسول اللہ من مات وھو یعلم انہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ یعنی فرمایا رسول خدا نے کہ جو مر جائے اور یہ
جانتا ہو یعنی مفہوم لا الہ الا اللہ کو تو داخل جنت ہوگا بعد اسکے زینی لکھتے ہین کہ کیا یہ ممکن نہین ہی کہ ابوجہل و عبداللہ
ابن امیہ کے سامنے حضرت ابو طالب نے محض اس لالچ سے انکار کیا ہو کہ حفاظت نبی مین خلل نہ آئے اور بعد
میرے مرجانے کے آنحضرت کو کوئی آزار نہ پہونچا سکے اُنھین خوب معلوم تھا کہ قریش کے دلون مین قدر و منزلت
بعد وفات بھی اُسی صورت مین رہ سکتی ہی جب وہ لوگ جانے کہ وہ ہمارے دین پر ثابت قدم رہا اُسی جہت

نہ تنفر ہونگے باعث ممکن ہے کہ نبی کو آزار نہ پہونچے اگر ابوطالب کا قصد یہی تھا تو ہم انکو معذور سمجھا جائے اور بیشک یہ جواب ہم نے انہیں دیا تھا صرف اُنکی خاطر کے طور پر تھا کہ ہم انہیں نفرت نہ پیدا ہو اور خدشہ یہ بھی لگا ہوا تھا کہ بعد میری وفات کے آنحضرت کو آزار نہ پہونچے انتہی اور مسلم ہے جو زیادہ کیا ہو عند الموت تو یہ سب واقعہ عند الموت ہوے اور آخر ما تکلم بہ جو روایات مین وارد ہوا ہے یعنی آخر بات اُن سے یعنی ابو جہل و اُسکے ساتھیون سے کہی تھی وہ وہی تھی یعنی علی ملت عبد المطلب مگر آخر ما تکلم یہ نہین ہے کہ آخر کلمہ جو اُنکی زبان سے نکلا وہ وہی تھا بلکہ آخر کلمہ جو نکلا وہ لا الہ الا اللہ تھا جو قول عباس سے ثابت ہے اس بحث کو انشاء اللہ بالتفصیل ہم آگے بھی بیان کرینگے جن مقامون پر آپ نے تعارض کیا ہے فقط سابقًا حضرت ابو طالب از آنحضرت کی صغر سنی سے پرورش و تربیت مین مصروف تھے جیسا کہ آپ بھی معترف ہین اور آپ کا اعتراف کیا بلکہ تمام کتب تواریخ و سیر و احادیث بلکہ تمام امت کا اجماع ہے کہ ابوطالب نے آنحضرت کی پرورش و تربیت اور حمایت و نصرت مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا اپنے فرزندون سے زیادہ حضرت کو دوست رکھتے تھے اور تا حیات آنحضرت سے جدا نہین ہوے پس کون مانع تھا کہ جناب رسالتمآب نے ابتدا سے وقت موت تک ابوطالب کو ہدایت ایمان کی نہ فرمائی حالانکہ حق تعالی نے وانذر عشیرتک الاقربین فرما دیا چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسول مختار نے بنی ہاشم وغیرہ کو جمع کیا باختلاف روایات چالیس یا پینتالیس شخص مردون مین سے تھے اور وہ خورندہ تھین اور طعام قلیل تھا بقول علی بن ابی طالب علیہ السلام جو معارج النبوۃ رکن سوم باب اول فصل چہارم مین موجود ہے فرمایا علی بن ابی طالب نے کہ قسم ہے خدا کی کہ جان علی کی اُسکے قبضۂ قدرت مین ہے اسقدر وہ مقدار طعام کی تھی کہ ایک شخص اُسکو کھا لیتا اور اسی قدر دودھ بھی تھا آنحضرت نے ایک پارچہ گوشت اُس مین سے اُٹھا کر کچھ تھوڑا سا تناول فرمایا اور اُس مین رکھدیا اور فرمایا کلوا بسم اللہ تھا الہم تمام مہمانون نے اُس طعام کو کھایا اور سب سیر ہوگئے بعد الفراغ طعام آنحضرت نے چاہا کہ کچھ فرما وین کہ ابولہب نے کلام مین مبادرت کی اور کہا کہ یہ سحر محمدی ہے الغرض سب کو اُس لعین نے متفرق کر دیا آنحضرت بہت آزردہ ہوے پھر دوسرے روز اُسی طرح سب کو جمع کیا اور اُسی مقدار قلیل مین سب کو کھلا دیا کہ وہ سب سیر ہوگئے پھر آنحضرت نے آیہ وانذر عشیرتک الاقربین کی تلاوت فرمائی اور کلمات ہدایت فرما کر فرمایا انا ادعوکم الی کلمتین فقام علی بن ابی طالب و قال انا یا رسول اللہ اور بروایت جعفر ابن عبد اللہ قبل از امیر المومنین علیؑ حضرت ابوطالب نے جواب مین مبادرت کی اور کہا کہ ای محمدؐ مجکو کوئی امر زیادہ تیری اعانت سے محبوب نہین ہے اور نیز اس صحبت مین واسطے قبول کے آئے ہین اور یہ سب ابناے پدری تیرے ہین اور مین ایک اُنہین کا ہون اگر تیرے قول کو قبول اور تیرے احکام رسالت کو تسلیم کرین تو مین سب پر سبقت کرتا ہون اور اگر انکار کرین تو مین دین عبد المطلب پر ہون اور تو جس امر پر مبعوث اور مامور ہوا ہے قیام کر اور افشاے ملت اور ابلاغ رسالت کو روز بروز ترقی دے واللہ جب تک مین زندہ

فصل چہارم باب اول رکن سوم کتاب معارج النبوۃ مطبوعہ ۲۹۲

رہونگا تیری محافظت کرونگا اور تیری حمایت مین اپنی جان نثار کرونگا اس طولانی تقریر کا ماحصل یہ ہی کہ جناب رسالت مآب کو قول جناب ابوطالبؑ سے ثابت ہو چکا تھا کہ اُنھون نے فرمایا کہ مین ایمان یا عانات لانے کو موجود ہون اور سب پر سبقت کرتا ہون بشرطیکہ یہ سب قبول کرین ورنہ مین دین عبدالمطلب پر ہون اب آپ یہان یہ فرما دیجیے کہ ابوطالب کا انکار کرنا یہان بھی ثابت ہوتا ہی مگر یہ کہنا آپکا مطابق فہم اُنھین لوگون کے ہوگا جو ابوطالب کے ساتھ اس مجمع مین شریک تھے اور تادم مرگ بعض ان مین کے بحالت کفر مین فی النار ہوگئے ورنہ جناب ابوطالب کا فرمانا کہ اس صحبت مین واسطے قبول کے آئے ہین اگرچہ یہ نسبت سب کے ہی مگر قائل اس قول کا کون ہی جناب ابوطالب ہین اور یہ بھی ثابت ہی کہ اُن مین سے کوئی اس نیت سے نہ آیا تھا بلکہ جس نیت سے جناب ابوطالب تشریف لائے تھے اُسکا اُنھون نے اظہار فرمایا کہ شاید اُن مین سے کوئی میرے قول کی تصدیق کرے اور کہے کہ ہم بھی اسی نیت سے آئے ہین پھر فرمایا اگر میرے قول کو قبول کرین اور تیرے احکام رسالت کو تسلیم کرین تو مین سب پر سبقت کرتا ہون ورنہ مین دین عبدالمطلب پر ہون یا حضرت توجہ فرمایئے کہ ابوطالبؑ نے آنحضرتؐ کی رسالت کا بھی اعلان کر دیا کہ یہ رسول ہین اور خود اقرار کرنا بھی ثابت ہو گیا اور یہ قول جناب ابوطالب کا کہ اگر یہ سب قبول کرین تو مین سب پر سبقت کرتا ہون ظاہرا اس مین بھی شرط سب کے قبول کرنے کی ہی مگر سبقت کا وجود معدوم ہوا جاتا ہی کہ جب سب نے قبول کر لیا تو پھر سبقت کیسی بلکہ مراد ابوطالب کی یہ تھی کہ اُن مین سے کوئی بھی قبول کریگا اگرچہ اسوقت قبول نہ کرین تو میرا سابق الاسلام ہونا سب پر صادق آجائیگا پس جناب ابوطالب نے اپنی نیت اُس صحبت مین آنے کی اور اقرار رسالت اور سب پر سابق الاسلام ہونا ثابت کر دیا اور اگر بفرض محال قبول کر لیا جائے کہ ابوطالب نہ قبول کرنے کے قصد سے آئے تھے نہ آپ نے اقرار رسالت کیا نہ اعلان رسالت کیا نہ سبقت کی مگر رجحان طبع تو آپ کا آنحضرتؐ پر ثابت ہو گیا پھر اُس وقت سے تا عند الموت کہ ایک مدت دراز گذر گئی ابوطالب کے تاخیر فرمانے کا کیا سبب کیا کوئی وقت ایسا نہ ملا آنحضرتؐ کو کہ فرماتے کہ قل یا عم لا الٰہ الا اللہ بلکہ ابوطالب موحدین اور اوصیاے انبیا یا لنفسہ نبی تھے اور جناب رسالت مآب کی رسالت کو قبول فرما چکے تھے اور سابق الاسلامی اپنی مجمع عام مین ظاہر فرما چکے تھے ابوطالب مربی اور رازدار آنحضرتؐ کے تھے اور آنحضرتؐ بھی کمال ایمان ابوطالب سے واقف تھے اور کیا یہ ممکن نہین ہی کہ جن وجہون سے ابوطالبؑ نے اخفا فرمایا تھا اُنھین سببون سے پیغمبر برحق کو بھی مخفی رکھنا ایمان ابوطالب کا منظور ہو کہ ایمان حضرت عباس کو بھی آنحضرت نے تا بہ جنگ بدر اسقدر مخفی رہنے دیا کہ اصحاب مین سے بھی کوئی واقف نہ ہوا تھا یہان بھی ایسا ہی تصور کرنا چاہیے کہ آنحضرت بخوبی واقف تھے کہ اگر ابوجہل وغیرہ کفار قریش پر ثابت ہو گیا کہ ابوطالبؑ نے ایمان کو قبول کر لیا ہی اور مسلم ہو کر ترک ملت کفر کر کے وفات فرمائی تو اُن سب کے نزدیک قدر و منزلت ابوطالب کے کلام کی باقی نہ رہیگی اور پاس ولحاظ وصایاے ابوطالب کا باقی نہ رہیگا اور سب کفار یکایک

مجھپر نزعہ کرینگے اور مصائب عظیم کا سامنا ہوگا اس سبب سے مجمع کفار میں عند الموت فرمایا قل یا عم لا الہ الا اللہ کہ ابو طالب تو راز دان مصطفوی تھے سمجھ گئے کہ میرے ایمان اور اسلام سے تو جناب ختمی مآب واقف ہیں اسوقت جو ایسا سوال فرمایا ہے مصلحت ہو فورًا ابو طالب نے جواب میں فرمایا یا ابن اخی قد علمت انک صادق ولکنی اکرہ ان یقال جزع عند الموت ولولا ان یکون علیک وعلی بنی ابیک ذلت عضا ومسبۃ بعدی لقلتہا ولا قررت بہا عینک عند الفراق لما اری من شدۃ وجدک ونصحک ولکنی سوف اموت علی ملۃ الاشیاخ عبد المطلب وہاشم وعبد مناف مالانکہ عند الموت تو ابو طالب اپنے مراتب کا مشاہدہ فرماتے ہونگے اور یہی سبب ہو کہ اخر ما تکلم بہ لا الہ الا اللہ ہوا جسکو حضرت عباس نے ظاہر فرمایا اگرچہ اسکو بھی آنحضرت نے لم اسمع فرماکر سکوت کیا ورنہ عند الموت دعوت اسلام وایمان فرمانا آنحضرت کا اور انکار کرنا ابو طالب کا دونوں امر محالات سے ہیں تکملۃ الایمان شیخ عبد الحق دہلوی کو ملاحظہ تو فرمائیے کہ کیا رقم فرماتے ہیں عبارت تکملہ کی بجروفہا یہ ہے ایمان الباس غیر مقبول باس در لغت بمعنی شدت وعذاب آید ومراد درینجا سکرات موت ومعائنۂ احوال آخرت است کہ در وقت حضور موت حاصل گردد ودر اخبار آمدہ است کہ ہر یکی در وقت موت جای خود را می بیند مومن در بہشت وکافر در دوزخ پس چون کافر درین حالت ایمان آرد ایمان وی معتبر نباشد چہ ایمان باید کہ بغیبت وباختیار وقصد امتثال امر مولی وبجا آوردن حکم صاحب واطاعت فرمان وی تعالی باشد وایمان درین حالت ایمان بغیبت وباختیار نبود اضطراری بود چنانچہ روز قیامت تمامی کافران فریاد برآرند کہ ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحا انا موقنون خداوندا دیدۂ ما بینا شد وگوش ما شنوا گشت وبیقین دانستیم کہ آنچہ پیغمبران تو خبر دادہ بودند وکتابہای تو بدان ناطق بود حق است ما را بدنیا باز فرست تا عمل صالح کنیم ومستحق ثواب شویم این ایمان واقرار واعتراف بحق دران وقت فائدہ ندارد وتمام اہل حق از اول تا آخر اتفاق دارند کہ ایمان باس مقبول نیست ودر حدیث آمدہ است ان اللہ یقبل توبۃ العبد مالم یغرغر غرغرہ کنایہ از حالت موت وشدت سکرات ورسیدن روح در حلقوم است ودر قرآن مجید می فرماید فلم یک ینفعہم ایمانہم لما رأوا باسنا یعنی ایمان در ہنگام دیدن باس وعذاب الہی نفع نکند وجای دیگر می فرماید ولیست التوبۃ للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدہم الموت قال انی تبت الان ولا الذین یموتون وہم کفار نیست توبہ مر اوشان را کہ می کنند بدیہا تا آنکہ چون در آید یکی از ایشان را موت بگوید بدرستی کہ من توبہ میکنم اکنون ونیست اوشان را توبہ کہ بمیرند واوشان کافران اند الحاصل شاید کہ استدلال باین آیہ صحیح تر وصریح تر باشد چہ احتمال دارد کہ مراد برویت باس در آیت سابق مشاہدۂ علامات قیامت وطلوع شمس از مغرب باشد چنانچہ بعض مفسرین این آیہ کریمہ را بدین تفسیر کردہ اند واین آیۂ اخیر کہ ما بر خواندیم صریح ندا می کند بعدم قبول توبہ وایمان در وقت حضور موت کما لا یخفی وبدانچہ از دلیل ونصوص ذکر کردیم ظاہر شد کہ توبۂ معاصی نیز در حالت باس وغرغرہ مقبول نباشد چنانچہ ایمان ومذہب اکثر

از اشاعرہ وماتریدیہ وعلما وفقہا نیز ہمی رست ونزد بسیاری از علما توبۂ یاس مقبول است ولیکن ایمان یاس بالاتفاق واجماع مقبول نیست جب بالاتفاق ثابت ہوا کہ ایمان وقت موت کا مقبول نہین ہی تو کس طرح ممکن ہی کہ ایسے وقت مین جسکو محدثین آخر ماکلمہم اور آخر ماتکلم سے خطاب کرین اسکو اُس وقت مین جناب رسالت مآبؐ فرماتے کہ تم ایمان لاؤ اور ایسے وقت کا ایمان لانا کیا نفع دیتا کہ قصد امتثالی امر مولی واطاعت فرمان وہی تعالی دونون معدوم تھے پس اب جو فرمانا جناب رسالت مآبؐ کا مجمع کفار مین عند الموت جناب ابو طالب کو تھا تو کسی مصلحت سے اور انکار حضرت ابو طالب بھی مصلحت تھا ورنہ کیا ممکن ہی کہ ابو طالب کافر ہوتے اور اپنی جگہ دوزخ مین دیکھتے اور پھر انکار کرتے اور جگہ بھی وہ جگہ کہ عموماً کفار ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل کہینگے ابو طالب اُس مقام کو مشاہدہ کرین اور انکار کرین ایمان سے پس بالضرور ثابت ہوتا ہی کہ انکار جناب ابو طالب کا بہ مصلحت تھا اور سوال جناب رسالت مآبؐ بھی بمصلحت لیجیے حدیث صحیح کی صحت بھی باقی رہتی ہی اور اسلام وایمان جناب ابو طالب بھی ثابت کہ مابین حبیب ومحبوب کلمات راز واقع ہوسے اور جب طرفین سے محبوبیت ثابت ہوئی تو طرفین حبیب خدا قرار پائے اسواسطے کہ جناب رسالت مآبؐ حبیب خدا تھے اور ابو طالب حبیب رسولؐ تو بالضرور ابو طالب بھی حبیب خدا ہوسے اُنکے مومن ہونے مین کسی طرح کا شک وشبہہ باقی نہین رہتا وما علینا الا البلاغ آیۃ ثانیہ قال جل جلالہ ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لہم انہم اصحاب الجحیم روا نہین نبی اور ایمان والون کو کہ استغفار کرین مشرکون کے لیے اگرچہ وہ قرابت والے ہون بعد اسکے کہ اُنپر ظاہر ہوچکا کہ وہ بھڑکتی آگ مین جانے والے ہین یہ آیۂ کریمہ بھی ابو طالب کے حق مین نازل ہوئی تفسیر امام نسفی مین ہی ہو علیہ الصلوۃ والسلام ان یستغفر لابی طالب فنزل ما کان للنبی جلالین مین بھی نزل فی استغفارہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لعمہ ابی طالب امام عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین فرماتے ہین قال الواحدی سمعت ابا عثمان الحیری سمعت ابا الحسن بن مقسم سمعت ابا اسحق الزجاج یقول فی ہذہ الایۃ اجمع المفسرون انہا نزلت فی ابی طالب یعنی واحدی نے اپنی تفسیر مین بسند خود ابو اسحق زجاج سے روایت کی کہ مفسرین کا اجماع ہی کہ یہ آیۃ ابو طالب کے حق مین اُتری **اقول** آیۂ ثانیہ جو آپ نے رقم فرمائی ما کان للنبی والذین امنوا الخ نہین روا ہی پیغمبر اور مومنین کو یعنی یہ کام پیغمبر اور مومنین کا نہین ہی کہ طلب مغفرت کرین واسطے مشرکین کے اگرچہ وہ رشتہ دار ہون جب اُن مومنین پر ظاہر ہوچکا کہ وہ اصحاب دوزخ ہین بعد اسکے آپ نے اجماع مفسرین کا ذکر فرمایا اول تو اجماع مفسرین حجت نہین ہوسکتا کہ علامہ محمد کہ ملقب بحنفی ہین شرح رسالۂ سید شریف مین جو علم اصول حدیث مین ہی رقم فرماتے ہین وقد اخطأ المفسرون ای وقعوا فی خطاء کالواحدی المفسر وغیرہ بین المفسرین فی ایداعہا ای فی ایراد الاحادیث الموضوعۃ ودرجہا فی تفاسیرہم الا من عصمہ اللہ تعالی کصاحب المدارک مثلا اور یہ تحقیق

کہ خطا کی ہی مفسرون نے یعنی اُن سے خطا واقع ہوئی مثل واحدی وغیرہ کے کہ وارد کیا اور درج کیا اپنی
اپنی تفسیرون مین احادیث موضوعہ کو مگر وہ شخص کہ بچایا اُسکو اللہ تعالی نے مانند صاحب مدارک کے مثلاً جب
مفسرین کی تفسیرین مملو ہین احادیث موضوعہ اور ضعیفہ اور آحاد سے تو اُنکا اجماع اگر ثابت بھی ہوجائے
تو حجت نہین ہے اور اجماع اہل بیت کو آپ قبول نہ کرینگے کہ حضرت ابوطالب اور تمام آبائے نبوی کا ایمان
قبول کرنا پڑیگا قول ابن اثیر از جامع الاصول وغیرہ سے کاشفی از دلائل النبوت اور دہلوی کی مدارج نسبت از اہل بیت
کہ ایشان اتفاق دارند برآنکہ ابوطالب بایمان رفتہ معارج رکن دوم باب سوم فصل دوم صفحہ ۶۹ ابن اثیر نے
اپنی کتاب جامع الاصول مین کہا ہے لم یسلم من اعمام النبی الا حمزۃ وعباس واهل البیت یزعمون
ان ابا طالب مات مسلما یعنی نہین اسلام لائے اعمام نبی سے مگر حمزہ اور عباس اور اہل بیت گمان کرتے
ہین کہ تحقیق ابوطالب نے انتقال کیا درانحالیکہ مسلم تھے دیکھیے اجماع اہل بیت کو اسلام ابوطالب پر ابن اثیر
نے بیان کر دیا اور اجماع اہل بیت حجت ہوسکتا ہے بلکہ حجت ہے کہ وہ احد الثقلین ہین جناب رسالت مآب نے
اُن سے تمسک کا حکم فرمایا ہے چنانچہ ترمذی وغیرہ مین ابوذر اور ابو سعید خدری اور زید بن ارقم اور حذیفہ بن
یمان اور جابر انصاری سے روایت کی ہے کان رسول اللہ فی حجتہ یوم عرفۃ وھو علی ناقتہ القصوی
یخطب ویقول یا ایها الناس انی ترکت فیکم ما ان تمسکتم او قال اخذتم بہ لن تضلوا کتاب
اللہ وعترتی اہل بیتی خلاصہ یہ ہے کہ رسول خدا نے حج مین روز عرفہ کہ ناقہ قصوی پر سوار تھے خطبہ فرمایا
اور فرمایا کہ ای گروہ مردم چھوڑتا ہون مین تم مین وہ چیز کہ اگر تمسک کروگے تم یا عمل کروگے تم ساتھ اُسکے
تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا ہے دوسری عترت میری ہے صحیح مسلم مین بہت سی سندون کے ساتھ مروی
ہے کہ پیغمبر خدا نے روز غدیر خطبہ فرمایا انی تارک فیکم الثقلین اولهما کتاب اللہ فیہ الہدی والنور فخذوا
بکتاب اللہ واستمسکوا بہ واہل بیتی اذکرکم اللہ یعنی تم مین دو چیزین گرانبہا چھوڑتا ہون مین ایک
قرآن مجید کہ اُس مین نور اور ہدایت ہے اُسپر عمل کرو تم دوسرے اہل بیت میرے ہین تم کو خدا کی یاد دلاتا
ہون تین مرتبہ تاکیداً اس کلمہ کو فرمایا مشکوۃ مین احمد بن حنبل سے روایت ہے ان مثل اہل بیتی مثل سفینۃ
نوح من رکبها نجی ومن تخلف ہلک و فی المشکوۃ عن ابی ذر انہ قال وھو اخذ بباب الکعبۃ سمعت النبی
یقول الا ان مثل اہل بیتی مثل سفینۃ نوح الخ ہے یعنی بہ تحقیق کہ مثال میرے اہل بیت کی اس امت مین مثال
سفینۂ نوح کی ہے پس جو شخص کہ سفینۂ آل محمدؐ پر سوار ہوا نجات پائی اُسنے اور جسنے تخلف کیا دریاے ضلالت
اور طوفان اختلاف مین غرق و ہلاک ہوا ترمذی مین روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدهما اعظم من الاخر کتاب اللہ حبل ممدود
من السماء الی الارض وعترتی اہل بیتی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی
فیهما فرمایا جناب رسول خدا نے مین تم مین چھوڑتا ہون وہ چیز کہ اگر متمسک ہوگے تم ساتھ اُسکے ہرگز

گمراہ نہ ہوگے تم ایک اُن دونون مین سے بڑی ہے دوسری سے کتاب اللہ ہی رسی ہوئی ہی آسمان سے زمین تک دوسرے اہلبیت میرے ہین اور ہرگز جدا نہ ہونگے یہانتک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہون پس تامل کرو تم کہ کیا سلوک کرتے ہو تم بعد میرے ساتھ ان دونون کے اور اہلبیت کے ساتھ ... ہی کہ اجماع اہلبیت حجت ہی ... اجماع اہلبیت سے ثابت ہوا ایمان جناب ابوطالب پر تو وہ اجماع حجت ہوسکتا ہی اور یہ امر تو ظاہر ہی کہ امور بیت کو اہلبیت ہی خوب جانتے ہین اور آپس مین ایک دوسرے کے حال سے جیسا وہ واقف ہوسکتے ہین اور کوئی غیر ہرگز واقف نہین ہوسکتا اور جب تو اتر احادیث ... سے ثابت ہی تو واجب التمسک اہلبیت قرار پائے ہین جنکا اجماع حجت ہی آپ چاہین قبول فرمائین چاہین نہ فرمائین جب بقول جناب رسالتمآب قرآن اور اہلبیت آپس مین ایک دوسرے سے اعظم ہین تو انکا اجماع بہ نسبت اجماع مفسرین کے بھی اعظم ہی بلکہ واجب التمسک ہی ثانیاً اگر ہم بفرض محال تسلیم بھی کرلین کہ اجماع مفسرین ہی صحیح ہی تو کلام مفسرین مین تعارض و تضاد واقع ہوا ہی چنانچہ کچھ ہم اوپر بحث آیۂ انک لاتهدی من احببت مین عرض کر آئے ہین پھر بھی گذارش کرتے ہین کہ یہی مفسرین تفسیر آیۂ ان الذین کفروا سواء علیہم مین اقسام کفر رقم فرماکے کہتے ہین کہ جناب ابوطالب کا کفر کفر عناد تھا اور اسکی تعریف مین تصدیق قلبی اور اقرار لسانی کا اقرار فرماکر بعدم تدین سے کفر ثابت کرتے ہین پھر وہی مفسرین اجماع فرماتے ہین کہ انک لاتهدی من احببت الخ شان ابوطالب مین نازل ہوئی اور حدیث صحیح سے حجت لیتے ہین کہ جناب ابوطالب نے لا الہ الا اللہ کہنے سے صاف انکار کیا اسی کا نام اقرار لسانی ہی یعنی پہلے اقرار لسانی کا اقرار تھا اب انکار اسکو ہم اوپر بحث آیۂ مذکورہ مین بیان کرچکے ہین اب پھر یہی مفسرین اجماع فرماتے ہین کہ آیۂ ماکان للنبی بھی جناب ابوطالب کے حق مین نازل ہوئی سبحان اللہ کیا اجماع ہی مفسرین کا اور کیا سمجھ ہی آپ کی دیکھیے توکہ یہان تصدیق قلبی اور اقرار لسانی دونون بالائے طاق اور شرک کا وجود دست بستہ موجود کبھی تو یہی مفسرین کفر عناد کے قائل ہوتے ہین کبھی انکار لسانی پر اجماع فرماتے ہین کبھی شرک پر اجماع فرماتے ہین آخر بیچارہ ایک جناب ابوطالب اور یہ تمام اقسام کفر اور شرک کہ آپس مین مغائرت تامہ رکھتے ہین کس طرح ثابت ہوسکتے ہین اور جب اجماع مفسرین ثابت ہے تو اس اجماع کو ہم بھی تسلیم کیے لیتے ہین مگر یہ اجماع واقع ہوا ہی اجتماع ضدین اور تعارض ہی کہ یہ محال بالضرورۃ ہی اب ہم اس آیہ کے نزول کو مطابق اجماع مفسرین کے جناب ابوطالب ہی کے باب مین قرار دیتے ہین مگر ان مفسرین نے سبب نزول مین اس آیہ کے جو حدیث رقم فرمائی وہی حدیث سبب نزول آیۂ انک لاتهدی مین وارد کی ہی کہ جس حدیث سے انکار کیا بلکہ اقرار پایا جاتا ہی شرک کا ذکر ہی کیا ہی جیسا کہ آئندہ ہم بیان کرینگے پہلے آپ شرک ابوطالب ثابت فرمائیے پھر اجماع مفسرین سے دلیل لائیے یہ آیۃ تو صریح مشرکین کے حق مین نازل ہوئی ہی اور جناب ابوطالب علیہ السلام کے بارہ مین کسی صحیح طریقہ سے یہ بات نقل

نہین کی گئی کہ اُنھون نے کسی بت کو اپنا خدا مانا ہو یا پتھر کی پرستش کی ہو یا پیغمبر خدا کو عبادت خدا سے منع کیا ہو یا یہ کہا ہو کہ ای محمد تم ہمارے خداؤن کو برا نہ کہو بلکہ[له] جب کفار قریش نے آکر ظاہر کیا کہ ای ابوطالب ہم نے آپ سے مکرر التجا کی کہ آپ پیشوا اور سردار ہمارے ہین مگر آپ نے توجہ نہ فرمائی اب ہم مین طاقت باقی نہین کہ آپ کا بھتیجا محمد سب و شتم ہمارے خداؤن کی کرتا ہی ہمارے بزرگون کی مذمت کرتا ہی ہم کو کافر کہتا ہی ہم سب نے اتفاق کیا ہی کہ ہم اُسکو ایذا دین اور سب کا یہ قول ہی کہ یا وہ مکہ مین رہے یا ہم جناب ابوطالبؑ نے پہلے تو سمجھایا اور سختی سے گفتگو کی وہ لوگ اُٹھ کر چلے گئے اُسوقت جناب ابوطالبؑ نے رسالت مآبؐ کو طلب کیا اور کہا کہ تمام قوم یکدل ہو گئی اور سب نے دشمنی پر عہد کیا ہی اب وہ اس امر پر راضی ہین کہ تم اُنکے خداؤن کو بد نہ کہو اور نسبت کفر و ضلالت کی اُنکو نہ دو جناب رسالت مآبؐ کو گمان ہوا کہ ابوطالب میری حمایت و حراست سے تنگ ہو گئے فرمایا ای عم اگر ایک ہاتھ مین آفتاب اور ایک مین ماہتاب دین اور کہین کہ اس کام کو ترک کرو تو بھی مین ترک نہ کرونگا اُس وقت تک کہ دین اسلام ظاہر کرون یا اجل میری آجائے یہ فرماکر اُٹھ کھڑے ہوے اور آبدیدہ ہو کر چلے جناب ابوطالب نہایت پشیمان ہوے اور آنحضرت کو بلایا اور بہت تسکین دی اور فرمایا کہ جس طرح تم چاہو اظہار حق کرو جب تک مین زندہ ہون تمھاری حمایت اور امداد سے دست بردار نہ ہونگا اور یہ اشعار فرمائے ؎ واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم ✢ حتی اوسد فی التراب دفینا ✢ فاصدع بامرک ما علیک غضاضۃ ✢ وابشر وقر بذاک منک عیونا خلاصہ یہ ہی کہ جناب رسول خدا سے ابوطالب نے انکار قریش وغیرہ کا مقولہ بیان کیا کہ اُنکے خداؤن کو بد نہ کہو یہ بھی نہین کہا کہ ہمارے خداؤن کو بد نہ کہو اور جب دیکھا کہ آثار آزردگی چہرہ مبارک آنحضرتؐ پر ظاہر ہوے تو فرمایا کہ ای جان عم تم آزردہ نہ ہو جس طرح چاہو اظہار حق کرو جب تک مین زندہ ہون تم کو کوئی گزند نہین پہونچا سکتا پھر کسی طرح ثابت ہو سکتا ہی کہ جناب ابوطالب مشرک تھے جب تک آپ شرک جناب ابوطالبؑ کا ثابت نہ فرماینگے نزول آیہ ما کان للنبی جناب ابوطالب کے حق مین ثابت ہونا محال ہی ثانیًا برزنجی فرماتے ہین[عله] انی تتبعت اسباب نزولھا فوجدتھا منقسمۃ الی ثلثۃ اوجہ یعنی برزنجی فرماتے ہین کہ مین نے بہت تتبع کیا سبب نزول مین اس آیت کے اور جتنی حدیثین اس آیت کے نزول مین وارد ہوئی ہین سب دیکھین اُنھین تین قسم پر منقسم پایا وجہ اول یہ آیت حضرت ابوطالب کے بارے مین نازل ہوئی وجہ دوم والدۂ جناب رسالت مآبؐ کے لیے اُتری وجہ سوم یہ نسبت آباے مردم کے اُتری کہ وہ حالت کفر مین مرگئے تھے اُنکی اولاد مسلمین اُنکے لیے استغفار کرتی تھی اما وجہ الثانی ضعیف جدًا وجہ ثانی نہایت ضعیف ہی کہ قبل بعثت نبوی اُنکا انتقال ہوا وہ مع ہذا وہ مشرکہ نہ تھین بلکہ ملت ابراہیم پر تھین وجہ اول کہ شان ابوطالب مین نازل ہوئی ہو سکے راویون نے اسے پورا پورا نہین بیان کیا اور درمیان رُواۃ حذف و اختصار واقع ہوا ہی وجہ ثالث پس یہ ہی کہ صحیح ہی اور استدلال اسپر چند وجہ سے ہی اول تمام استدلالیہ علی صحتھا ان لایہ

له صواعق محرقہ مطبوعہ مصر ... باب اول الفصل ... صفحہ ۴۴ سطر ۱۸

عله اسنی المطالب ... مطبوعہ ... صفحہ ... سطر ...

نزلت بالمدینة والسورة مدنیة بعد تبوک وموت ابی طالب کان بمکة قبل نزول الآیة بنحو اثنی عشر
سنة دلیل ولُاس چیز پر ہے کہ استدلال کیا جاتا ہے صحت وجہ ثالث پر یہ ہے کہ مدینہ میں بعد جنگ تبوک یہ آیت
نازل ہوئی اور وفات ابوطالب بارہ برس قبل واقع ہوئی دلیل ثانی لم ینقل عن ابی طالب بطریق صحیح
انہ اتخذ صنما الٰہا او حجرا او نہی النبی عن عبادة ربہ فغایتہ انہ ترک النطق بالکلمة المخصوصة
وترک بعض الواجبات ومع ذلک قلبہ مشحون بتصدیق النبی وھذا من اقوالہ وافعالہ بالنبی
ظاہر ومثل ھذا ناج فی الآخرة علی مقتضی دیننا فلا یلیق بالحکمة ولا بمحاسن الشریعة ولا
بقواعد الائمة من اہل الکلام ان یکون ھو وآزر عم ابراھیم فی قرن واحد حاشاہ من کرم اللہ
تعالیٰ ومن ھنا قال حسان امن یھجو رسول اللہ منکم ویمدحہ وینصرہ سواء یعنی حضرت ابوطالب
کے باب میں کسی صحیح طریقہ سے یہ بات نقل نہیں کی گئی کہ انھوں نے شرک کیا ہو یا کسی بت کو خدا کہا ہو یا
پتھر کی پرستش کی ہو یا اپنی مدة العمر میں پیغمبر خدا کو عبادت خدا سے منع کیا ہو غایة ما فی الباب اُنسے بڑی
بڑی جو بات سرزد ہوئی وہ یہی ہوئی کہ بلفظہ کلمۂ طیبہ نہیں کہا یا بعض واجبات فرعیہ ترک کیے ہوں اور
باوجود اسکے دل اُنکا توحید خالق اور تصدیق نبی عربی اور اس قسم کی باتوں سے بھرا تھا پس وہ بمقتضاے
دین مالیصرو آخرت میں نجات پائینگے اور یہ بات لائق نہیں ہے بحکمت الٰہی اور بمحاسن شرعی نہ بقواعد ائمہ کلامی
کہ ابوطالب اور آزر عم ابراہیم ایک ساتھ ہوں یعنی معاذ اللہ معاذ اللہ حضرت ابوطالب اور آزر کو ایک
درجہ میں سمجھا جائے اسی سبب سے حسان فرماتے ہیں کیا وہ شخص جو تم سے ہجو کرے رسول کی اور وہ شخص
جو حضرت کی مدح ونصرت کرے برابر ہو سکتا ہے مراد ہجو کرنے والے سے ابوسفیان اور اسکے امثال ہیں
اور مراد نصرت کرنے والے سے حضرت ابوطالب ہیں القصہ حضرت ابوطالب نے بچپن میں رسول خدا کو پرورش
کیا تربیت کے صغر سن سے کبر سن تک اپنے پاس اپنی حراست وحفاظت میں رکھا ابتدا سے انتہا تک
یاری اور مددگاری وعزت وتوقیر آنحضرت کی کی اور دفع اعدا میں جد وجہد کی اور مدح وثنا میں قصائد
بے بہا انشا کیے اور اتباع آنحضرت کی تحریص وترغیب اپنوں اور بیگانوں کو کیا کیے اپنی اولاد کو حکم اتباع
آنحضرت دیا اور جو اتباع آنحضرت کرتا تھا اُس سے بھی نہایت خوش ہوتے تھے پس صاحب مدح وثنا
اور صاحب ہجو برابر نہیں ہو سکتے ابن جریر نے بطریق سنبل عمرو ابن دینار سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا نے
فرمایا کہ ابراہیم نے اپنے چچا کے لیے استغفار کیا در حالیکہ وہ مشرک تھا میں بھی اپنے چچا ابوطالب کے لیے
استغفار کیے جاؤنگا تا آنکہ خداے قدیر عالم مجھے منع کر دے اصحاب رسول نے کہا کہ جس طرح پیغمبر اپنے چچا کے
لیے مغفرت طلب کرتے ہیں ہم بھی اپنے آباؤ اجداد کے واسطے مغفرت طلب کریں پس یہ آیت نازل ہوئی
اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ ابراہیم نے اپنے چچا مشرک
کے لیے استغفار کیا تو میں اپنے چچا ابوطالب کے لیے کیوں استغفار نہ کروں کہ وہ تو مشرک نہیں تھے اُم کی

خطا نہین سوائے شرک کے [illegible] کہ حق سبحانہ تعالی نے جناب رسول مختار کو ممانعت بھیجی نہین
فرمائی اگر جناب رسول مختار کو [illegible] کہا ہوتا ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا
للمشرکین وان یستغفر النبی [illegible] نہین پڑتا اور ہوتا کہ کہ مشرکون کے لیے استغفار کرین اور
[illegible] اپنے چچا کے لیے استغفار [illegible] بات نہ تھا کہ [illegible] آنحضرت اس سے بھی ہوتی ہو جو درمنثور مین
بطریق ابن جریر [illegible] اور [illegible] ہے کہ بعض نے رسول خدا سے اپنے والدین کے بارے مین
استغفار کرنے کے لیے پوچھا [illegible] رسالت مآب نے فرمایا قسم خدا مین اپنے عم کے لیے استغفار کیے جاؤنگا
جس طرح ابراہیم نے اپنے عم کے لیے استغفار کیا تو یہ آیت نازل ہوئی ما کان للنبی پھر رسول خدا نے
فرمایا میرے پاس ایسے کلمات بذریعۂ وحی ہوئے ہیں جو میرے کانون مین پڑکر کھپ گئے ہین کہ مجھے حکم
دیا گیا ہے جو مشرک مرے مین اسکے لیے استغفار نہ کرون پس پہلے تو آنحضرت نے فرمایا کہ مین اپنے چچا
کے لیے استغفار کیے جاؤنگا اور پھر یہ فرمایا کہ مجھے ابوطالب کے استغفار سے ممانعت ہوئی ہے بلکہ
یہ فرمایا کہ جو شخص مشرک مرا ہو اسکے استغفار کی ممانعت ہوئی ہے اس مین ایک اشارہ خفی ہے کہ میرے چچا
ابوطالب مشرک نہ تھے اور ایسے اشارات جناب رسول خدا نے اکثر بضرورت فرمائے ہین کہ سائل کا جواب
بھی پورا پورا ہوجائے کہ وہ مطمئن اور خوش رہے چنانچہ ابن ماجہ نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ ایک
اعرابی آیا اور جناب رسالت مآب سے عرض کی کہ میرا باپ صلۂ رحمی کرتا تھا اور صفات حسنہ رکھتا تھا اور
مشرک مرگیا یوم القیامۃ وہ کہان ہوگا حضرت نے فرمایا دوزخ مین اس اعرابی کو نہایت ناگوار ہوا
اسنے غصہ مین آکر کہا کہ پھر آپ کے چچا کہان ہونگے حضرت نے جواب دیا کہ تو جس کافر مشرک کی قبر کے پاس
سے ہوکر نکلے اسے بشارت دے آتش جہنم کی وہ اعرابی اسلام لایا اور اسکا قول تھا کہ مین جس مشرک کی
قبر کے پاس سے ہوکر نکلتا ہون اسے بشارت جہنم دیتا ہون پس جناب رسول برحق نے اس اعرابی کو جواب
بھی دیا اور جناب ابوطالب کو مشرک بھی نہ کہا ورنہ صاف صاف جواب تو یہ تھا کہ میرا چچا بھی دوزخ مین
ہوگا یا بہشت مین مگر بہ مصلحت آنحضرت نے دونون امرون سے اعراض کیا اور ایسا جواب دیا کہ جس مین
توریہ اور ایہام تھا اور کلام بھی سچا تھا حقیقت کو صاف صاف بیان بھی نہ کیا کہ اسکے مرتد ہونے کا
خوف تھا اور جبلی اور فطرتی بات ہے کہ نفوس اپنے مخالفت سے نفرت کرتے ہین اور عرب کے تو خمیر مین ظلم
اور سختی پڑی ہوئی تھی اسی سبب سے ایسا جواب دیا کہ مطمئن ہوگیا یہ روایت اس قبیل کی دوسری روایتون
سے مقدم ہے جنکو راویون نے معنی اور مطلب کے لحاظ سے بدل ڈالا ہے مثل روایت مسلم کے کہ ایک شخص
نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرا باپ کہان ہے فرمایا جہنم مین وہ منھ پھیر کر چلا حضرت نے اسے بلایا اور کہا
کہ میرا عم اور تیرا باپ دونون جہنم مین ہین یہ روایت منکر ہے اور علما نے اس مین بہت کچھ کلام کیا ہے جسکا خلاصہ
زرقانی نے شرح المواہب مین لکھا ہے کہ یہ امر بہت درست ہے کہ راویون نے اس مین تصرف کیا ہے اور ان کی

۱ اسنی المطالب مطبوعہ دہلی صفحہ ۳۳ سطر ۱۶

۲ اسنی المطالب مطبوعہ دہلی صفحہ ۳۵ سطر ۸

۳ اسنی المطالب مطبوعہ دہلی صفحہ ۳۶ سطر ۳

رائین مختلف ہوگئی ہین مگر صحیح وہی پہلی روایت ہی یعنی حیث ما مررت بقبر کافر فبشرہ بالنار راویون نے یہ سمجھ لیا کہ عم رسول خدا بھی اس مین شامل ہین اور اسے بدل ڈالا اور اسی معنی کے مطابق جو انکے خیال مین آیا رکھدیا اور کہدیا ان ابی واباک فی النار اور ابی سے مراد عمی لے لی اور یہ جو آیا ہی کہ آزر عم ابراہیم تھا انکا باپ نہ تھا نہایت صحیح قول ہی **ثالث** دلیل ثالث مین برزنجی فرماتے ہین ثم وا بنان علیا روی عنہ من طرق صحیحۃ رواہا الائمۃ احمد والترمذی والطیالسی وابن ابی شیبۃ والنسائی وابویعلی وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم وابوالشیخ والحاکم وصححہ وابن مردویہ والبیہقی وغیرہم ان السبب فی نزولہا استغفار ناس لاباءہم المشرکین قال علی سمعت رجلا یستغفر لابویہ وہما مشرکان الخ یس ان سب ائمہ مذکورین نے ساتھ تصحیح کے اس حدیث شریف کو حضرت امیرالمومنین علیؑ سے روایت کی کہ سبب نزول اس آیت کا یہ ہوا کہ لوگ استغفار کرتے تھے اپنے آباے مشرکین کے لیے چنانچہ فرمایا علیؑ نے کہ ایک شخص کو مین نے سنا کہ اپنے والدین مشرکین کے لیے استغفار کرتا ہی مین نے پوچھا کہ تو استغفار کرتا ہی اپنے والدین مشرکین کے لیے اُسنے جواب دیا کہ کیا ابراہیم نے اپنے آباے مشرکین کے لیے استغفار نہین کی مین نے یہ ذکر جناب رسول خدا سے کیا اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی یہی روایت صحیح اور صریح ہی کہ مراد ماکان للنبی سے یہان پر ابراہیم ہین اور والذین امنوا سے مومنین صحابہ استغفار کرنے والے نہ حضرت خاتم الانبیا ہین وقد وجدنا لہا شاہدا بروایۃ صحیحۃ من حدیث ابن عباس ایضا رواہا ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال کانوا یستغفرون لاباءہم حتی نزلت ہذہ الآیۃ فلما نزلت امسکوا عن الاستغفار لامواتہم ولم ینہوا ان یستغفروا للاحیاء حتی یموتوا ثم انزل اللہ وما کان استغفار ابراہیم لابیہ یعنی استغفر لہ ما کان حیا فلما مات آزر امسک عن الاستغفار لہ ثم قال وہذا شاہد صحیح اخر فحیث کانت ہذہ الروایۃ اصح کان العمل بہا ارجح فالارجح انہا نزلت خاصۃ فی استغفار ناس لاباءہم المشرکین لا فی ابی طالب انتہی (ای برزنجی وزینی ۱۲) یعنی تحقیق کہ پایا ہم نے شاہد واسطے روایت مضمون بالا کے کہ بحدیث صحیح مروی ہی ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن عباس سے کہ ایک جماعت مردم استغفار کرتی تھی اپنے پدران مشرکین کے لیے اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی پس جب یہ آیت نازل ہوئی وہ لوگ باز رہے اور امساک کیا استغفار سے بہ نسبت آباے اموات مشرکین کے اور نہی وارد نہ ہوئی اقارب مشرکین زندہ کے لیے تا وقت موت پھر یہ آیت نازل ہوئی وماکان استغفار ابراہیم لابیہ یعنی استغفار کرنا ابراہیم کا آزر مردہ کے لیے نہ تھا بلکہ زندگی آزر مین تھا اس امید پر کہ شرک و کفر کو ترک کرے اور مستحق نجات ہو جائے جب آزر مر گیا ابراہیم نے زبان استغفار بند کر لی پس جس مقام پر اصح الروایات ثابت ہو عمل اصح پر کرنا چاہیے کہ اصح ارجح ہی صحیح سے اور راجح وارجح یہی روایت ہی کہ یہ آیت دربارہ مستغفرین آباے اموات مشرکین مردم مین نازل ہوئی ہی نہ دربارہ منع پیغمبر ما تنبیہ پس کلام ربی

ص ۲ اسنی المطالب مطبوعہ [illegible] حیدرآباد

ص ۱۲ اسنی المطالب مطبوعہ حیدرآباد

اور برزنجی سے ثابت ہو گیا کہ مراد ماکان للنبی سے حضرت ابراہیم خلیل ہین اسواسطے کہ سائل نے سوال کیا تھا کہ آیا ابراہیم نے استغفار نہ کی تھی پس یہ آیت اُسکے جواب مین نازل ہوئی اگر معترض کہے کہ لفظ نبی مبہم ہو اور اکثر شان رسالت مآب مین اطلاق ہوا ہو تو جواب اُسکا یہ ہو کہ لفظ نبی علی الظاہر مبہم تھا اسی لیے اُسکی تفسیر دوسری آیت مین کہ ماکان استغفار ابراھیم لابیہ ہو ہو گی اور یہی ثابت ہو گیا اُن دونون آیتون سے کہ ابوطالب نہ کافر تھے نہ بحالت کفر مین انتقال کیا نہ جناب رسول خدا نے اُنکے لیے مغفرت طلب کی اور جو روایتین کہ استغفار کرنے پر بہ نسبت ابوطالب کے دلالت کرتی ہین مثل روایت واقدی کے وجعل النبی یستغفر لہ ایاما لایخرج من بیتہ تو اُسکا جواب قول برزنجی اور زینی سے اوپر مذکور ہوا کہ شاید بعض واجبات فرعیہ ابوطالب سے ترک ہوئے ہون اور اُسی کے واسطے آنحضرتؐ نے استغفار بھی کیا ہو دوسرا جواب اور یہ بھی برزنجی اور زینی کے کلام سے اور اُن حدیثون سے نکلتا ہی جو دلالت کرتے ہین کہ وقت وفات آنحضرت نے ابوطالب سے قل یا عم لا الہ الا اللہ فرمایا اور ابوطالب نے بحفاظت وصیانت نبوی قریب موت تک اظہار شہادتین بلفظہا روبرو ابوجہل وغیرہ کے نکیا لیکن آخر وقت جو حدیث عباس سے ثابت ہی پس یہ ممکن ہو کہ استغفار آنحضرت کا واسطے تاخیر اظہار کلمۂ طیبہ بلفظہا کے واقع ہوا ہو اگرچہ اظہار آخر وقت بھی کفارۂ سابق ہو سکتا ہو تیسرا جواب یہ ہو کہ یہ دونون جواب مذکورۂ بالا مطابق راے برزنجی اور زینی ہین کہ اُنکے کلام سے پائے جاتے ہین اور یہ جواب اُس وقت پر منحصر ہے کہ استغفار کرنا جناب رسالت مآب کا بنظر تاخیر کلمۂ طیبہ یا ترک کرنے بعض واجبات فرعیہ کے واقع ہوا ہو اور اسقدر بھی حضرت ابوطالب کو خاطی تصور کرلین اور یہ بھی ثابت ہو جائے کہ جناب رسول مختار نے اسی سبب سے استغفار کیا ورنہ استغفار کرنا انبیا علیہم السلام کا اپنے نفسون کے واسطے واقع ہوا وہ کس غرض سے تھا حالانکہ انبیا معصوم ہین پس جو جواب استغفار انبیا لانفسہم کا واقع ہوگا وہی جواب ہمارا ہے بہ نسبت استغفار کرنے آنحضرتؐ کے ابوطالب کے واسطے پھر علامہ زینی اور برزنجی فرماتے ہین کہ اس صحیح روایت مین جو اوپر مذکور ہوئی اور اُس روایت مین کہ حضرت ابوطالب کے بارہ مین نازل ہوئی اجتماع ہو جائے اور پھر بھی ہمارا مطلب حاصل ہو کہ وہ روایت جو دلالت کرتی ہو کہ یہ ابوطالب کے بارہ مین نازل ہوئی پوری پوری نہین بیان کی گئی اور اس مین حذف و اختصار واقع ہوا ہو کہ راوی نے آخر روایت مین کہا لاستغفرن لک مالم انہ عنک فنزلت ماکان للنبی اور راوی نے یہ نہ کہا فقال المسلمون ان رسول اللہ یستغفر لعمہ لنستغفرن لاباءنا فاستغفروا لاباءہم فنزلت فی حقہم کہ مسلمانون نے کہا کہ رسول خدا اپنے چچا کے لیے استغفار کرتے ہین ہم بھی اپنے آبا و اجداد کے لیے استغفار کرین پس یہ آیت نازل ہوئی چونکہ یہ جملہ محذوف ہو گیا تھا راوی نے گمان کیا کہ یہ آیت ابوطالب کے حق مین نازل ہوئی اگر یہ جملہ مذکور ہوتا تو برابر کہتا کہ یہ آیت اُن لوگون کے بارہ مین نازل ہوئی جو اپنے بزرگون کے لیے استغفار کرتے تھے کیفیت اُس روایت کی یہ ہو کہ

اسنی المطالب [illegible]
صفحہ [illegible] سطر [illegible]

پیغمبر خدا نے ابوطالب سے روبرو ابوجہل و عبداللہ ابن ابی امیہ کے کہا کہ اے چچا کہو لا الہ الا اللہ کہو انھون نے انکار کیا پیغمبر خدا نے فرمایا کہ مین تمھارے لیے استغفار کیے جاؤنگا جہان تک کہ حق تعالی مجھے منع کرے مسلمانون نے دیکھا کہ رسول خدا اپنے چچا کے لیے استغفار کرتے ہین لاکن ہم بھی استغفار کرین اپنے آباؤ اجداد مشرکین کے لیے پس استغفار کرنا شروع کیا انھون نے اوسوقت یہ آیت نازل ہوئی یہ آخری جملہ اس مین سے حذف کر دیا گیا ہے یہ امر غور طلب ہے اگر بنظر دقیق دیکھیں تو حدیث اور آیت دونون سے پایا جاتا ہے کہ جب جناب رسالتمآب نے فرمایا لاستغفرن لک ما لم انہ عنک اوسوقت یہ آیت نازل نہین ہوئی اگر اوسوقت نازل ہوئی ہوتی تو دوسرے مومنین آیت مین شامل نہ ہوتے اور یہ ممانعت بدرجۂ اولی مومنین کو بھی شامل رہتی اسی سے بوضاحت ثابت ہے جب مومنین نے استغفار کرنا شروع کیا اوسوقت نزول اس آیت کا ہوا و ما کان للنبی والذین امنوا حق تعالی نے فرمایا یعنی شان ابراہیم سے بعید ہے پس نزول آیت حق مین مومنین کے ہوا نہ بہ نسبت جناب ابوطالب کے پھر زینی اور برزنجی کہتے ہین کہ اسی طرح اجتماع پر دلالت کرتی ہے وہ حدیث جو ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ جب پیغمبر خدا نے فرمایا کہ مین استغفار کیے جاؤنگا یہان تک کہ خدا مجھے منع کردے مسلمان بولے کہ یہ محمد صلعم اپنے چچا کے لیے استغفار کرتا ہے اور ابراہیم نے اپنے چچا کے لیے استغفار کیا تھا وہ بھی استغفار کرنے لگے حق تعالی نے یہ آیت نازل کی ما کان للنبی پھر یہ نازل فرمائی و ما کان استغفار ابراھیم لابیہ ان سب احادیث اور اخبار مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سبب نزول وحی استغفار کرنا مومنین و مسلمین اور صحابہ کا ہوا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جس روایت مین سبب نزول ابی طالب کو قرار دیا ہے اس مین بسبب اختصار کے شبہہ پڑ گیا ہے یہان تک کہ راویون کو گمان ہو گیا کہ یہ آیت ابوطالب ہی کے واسطے نازل ہوئی اور دراصل ایسا نہین ہے اور جب ان حدیثون کے ساتھ حضرت علی ع کی پہلی حدیث صحیح ملائی جائے اور وہ سب دلیلین ملائی جائین جو اسکے گواہ اوپر مذکور رہین اور یہ بھی دیکھا جائے کہ یہ سارا سورہ مدنی ہے بعد جنگ تبوک نازل ہوا ہے اور وفات ابوطالب کی بارہ برس پہلے ہو چکی تھی تو لازم نہین ہے کہ ان دلیلون کو لغو سمجھ لین اور اسی کو ترجیح دین کہ یہ آیت ابوطالب کے بارہ مین نازل ہوئی اگرچہ صحیحین مین کیون نہ مذکور ہوا اور اصول حدیث مین صراحۃً ثابت ہو چکا ہے کہ حدیث غیر صحیحین کو ترجیح ہو سکتی ہے جب ایسی باتین پائی جائین جو اسکے مقتضی ہین محدثین کا قول ہے کہ حدیث صحیحین کا یا ان مین سے ایک کا تقدم مطلق نہین ہے اس اجتماع کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ابراہیم کے باپ سے مراد انکے چچا ہین اور اسپر اہل مصحف اور اہل توریت اور اہل انجیل کا بھی اجماع ہے کہ حضرت ابراہیم کا چچا وہ آزر تھا جو بتون کو اپنا خدا جانتا تھا اور ان بتون کو مانتا تھا جیساکہ حق تعالی نے اسکا قصہ بیان کیا ہے کہ وہ حضرت ابراہیم سے کہا کرتا تھا کہ ای ابراہیم کیا تم میرے خداؤن کو برا کہتے ہو اور ان سے متنفر ہو اب دلیل ثانی جو اوپر مذکور ہوئی کہ ابوطالب کے بارہ مین کسی صحیح طریقہ سے ثابت نہین ہوتا کہ انھون نے کسی بت کو خدا کہا ہو یا پتھر کی پرستش کی ہو یا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

سلہ اسنی المطالب مطبوعہ [illegible] صفحہ [illegible]

سلہ اسنی المطالب مطبوعہ [illegible] صفحہ [illegible]

سلہ اسنی المطالب صفحہ [illegible]

کو عبادت خدا سے منع کیا ہو اُن سے بڑی سے بڑی بات جو ہوئی وہ یہ ہے کہ اقرار شہادتین رو برو ابوجہل وغیرہ کے بخیال حفاظت و حراست آنحضرت نہ کیا اور اُسکے کہنے مین تاخیر کی وہ معاذ اللہ کسی طرح مشرک نہین قرار پا سکتے پس کسی طرح یہ امر ثابت نہین ہو سکتا کہ یہ آیت ابو طالب کے حق مین نازل ہوئی اور وہ مشرک تھے بلکہ بجمیع الوجوہ اُنکا مسلم اور مومن ہونا اور یوم القیامۃ ناجی ہونا اور آیت کا آباے مومنین کے حق مین جو مشرک تھے نازل ہونا مثل آفتاب کے روشن ہو فقیہ بہ تصریح لکھتا ہے تفسیر کبیر مین امام فخر الدین رازی فرماتے ہین اعلموا انہ تعالی لما بین من اول ھذہ السورۃ الی ھذا الموضع الخ خلاصہ یہ ہو کہ جان لو حق تعالی نے ظاہر فرمایا اول سورہ سے یہان تک بجمیع الوجوہ اظہار برات کفار و منافقین سے واجب ہو اور اس آیت مین ظاہر فرمایا کہ بیزاری کرنا اُنکے اموات سے واجب ہو اگرچہ وہ قرابت مین انتہا سے زیادہ قریب رکھتے ہون مثل ماں اور باپ کے جیسا کہ واجب ہو بیزاری کرنا اُنکے زندون سے اور مقصود اس سے بیان کرنا ہو کہ واجب ہو قطع کرنا محبت کا اُن سے انتہاے غایت کو اور مواصلت اُن سے کسی جہت سے کیون نہو ممنوع ہو بعدہ رقم فرماتے ہین و فیہ مسائل اور اس مین کئی مسئلہ ہین **اول** اس مسئلہ مین وجوہات اسباب نزول بیان کی وجہ اول یہ بیان کی قال ابن عباس لما فتح اللہ تعالی مکۃ سال النبی ای ابویہ احدث بہ عہدا قیل امک فذھب الی قبرھا و وقف دونہ ثم قعد عند راسہا و بکی فسالہ عمر و قال نھیتنا عن زیارۃ القبور والبکاء ثم زرت و بکیت فقال قد اذن لی فیہ فلما علمت ما ھی فیہ من عذاب اللہ و انی لا اغنی عنہا من اللہ شیئا بکیت رحمۃ لہا کہا ابن عباس نے کہ جب فتح مکہ حق تعالی نے عطا فرمائی تو پوچھا نبی نے کہ کون ہو میرے دونون ماں باپ مین سے کہ جسکی وفات متاخر ہوئی ہو جواب دیا گیا کہ آپ کی ماں پس تشریف لے گئے آپ اُنکی قبر کی طرف اور قریب اُسکے ٹھہرے پھر بیٹھے سرہانے اور روئے اُسوقت پوچھا عمر نے اور کہا کہ منع کیا آپ نے ہم کو زیارت قبور سے اور رونے سے پھر آپ نے خود زیارت کی اور روئے جواب دیا آنحضرت نے کہ مجھکو اذن دیا گیا اس امر مین پس جسوقت جانا مین نے اس امر کو کہ جو اُس مین ہو عذاب خدا سے اور بہ تحقیق کہ مین دور نہین کر سکتا اُن سے کسی شی کو جو اللہ کی طرف سے ہو یعنی مین اُن سے عذاب خدا کو دور نہین کر سکتا رو یا مین از روے رحمت کے واسطے اُنھین ماں کے انتہی ایسی روایت کا ماحصل صاحب معالم نے ابی ہریرہ اور بریدہ سے نقل کیا ہو **وجہ ثانی** روی عن سعید بن المسیب عن ابیہ قال لما حضرت ابا طالب الوفات قال لہ الرسول یا عم قل لا الہ الا اللہ احاج لک بہا عند اللہ تعالی فقال ابو جہل و عبد اللہ ابن ابی امیہ اترغب عن ملۃ عبد المطلب فقال انا علی ملۃ عبد المطلب ابدا فقال علیہ الصلوۃ والسلام لاستغفرن لک ما لم انہ عنک فنزلت ھذہ الایۃ و قولہ انک لا تہدی من احببت قال الواحدی و قد استبعدہ الحسین ابن الفضل لان ھذہ السورۃ من اخر القرآن نزولا و وفات ابی طالب کانت بمکۃ فی اول الاسلام و اقول ھذا الاستبعاد و عندی مستبعد فای باس ان یقال ان النبی علیہ الصلوۃ

والسلام بقی یستغفر لابی طالب من ذلک الوقت الی وقت نزول هذه الآیة فان التشدید مع الکفار
انما ظهر فی هذه السورة فلعل المومنین کان یجوز لهم ان یستغفروا لابویهم من الکافرین وکان
النبی ایضا یفعل ذلک ثم عند نزول هذه السورة منعهم الله منه فهذا غیر مستبعد فی الجملة فقط
وجہ ثانی مین روایت کی گئی ہی سعید ابن مسیب سے اُسنے اپنے باپ سے کہا جسوقت ابوطالب کا وقت وفات
آیا فرمایا واسطے اُسکے رسول اللہ نے ای عم لا الہ الا اللہ کہو کہ حجت کرون مین واسطے تیرے ساتھ اُس کے
عند اللہ پس کہا ابوجہل و عبد اللہ ابن ابی امیہ نے روگردانی کرتے ہو تم ملت عبد المطلب سے پس کہا مین ملت
عبد المطلب پر ہون ہمیشہ اُسوقت فرمایا پیغمبر خداؐ نے کہ البتہ مین استغفار کرونگا مین واسطے تیرے جب تک
نہ منع کیا جاؤن مین تجھ سے تو یہ آیت نازل ہوئی قولہ انک لا تہدی من احببت اور کہا واحدی نے
بہ تحقیق استبعاد کیا اُس سے حسین ابن فضل نے اسواسطے کہ بہ تحقیق یہ سورہ آخر قرآن سے ہی نزولا اور وفات
ابوطالب مکہ مین ہوئی اول اسلام مین اور کہتا ہون مین کہ استبعاد میرے نزدیک مستبعد ہی پس کیا خوف ہی
اگر کہا جاے کہ تحقیق کہ نبی استغفار کرتے تھے ابوطالب کے لیے اُس وقت سے اس وقت تک کہ نزول اس
آیت کا ہوا پس بہ تحقیق کہ سختی کا فرون پر نہین ظاہر ہوئی مگر اس سورہ مین پس شاید کہ مومنین کو جائز تھا کہ استغفار
کرین اپنے آباے کفار کے لیے اور رہتے نبی بھی ایسا ہی کرتے بعدہ وقت نزول سے اس سورہ کے منع کیا
انکو اللہ نے استغفار سے پس یہ غیر مستبعد ہی فی الجملہ تمام ہوا ترجمہ وجہ ثانی کا **اس وجہ ثانی مین**
بحث ہی کہ روایت سعید بن المسیب مین فرمانا پیغمبر خدا کا قل یا عم لا الہ الا اللہ اور اصرار کرنا ابوجہل وغیرہ کا
اور اُنکو جواب دینا جناب ابوطالب کا کہ انا علی ملۃ عبد المطلب ابدًا دلالت کرتا ہی اُنکے صدق مقال اور
توحید باکمال اور اُنکے اسلام پر اسواسطے کہ مودۃ رابع عشر مین سید علی ہمدانی فرماتے ہین قال علی بن
ابی طالب قال رسول اللہ یا علی ان عبد المطلب ما کان مستقسما بالازلام ولا یعبد الاصنام ولا یاکل
ما ذبح علی النصب وکان علی ملۃ ابراہیم منقول ہی علی بن ابی طالبؑ سے کہ فرمایا رسول خداؐ نے ای علیؑ
بہ تحقیق کہ عبد المطلب نہ تھے مستقسم بالازلام یعنی عمل عبد المطلب کا تقسیم تیرہاے قمار پر نہ تھا کہ جو کفار
عرب مین جاری تھا اور کبھی عبادت اصنام نہین کی اور نہ کھاتے تھے اُسکو جو ذبح کیا جاتا تھا نُصُب پر اور
ملت ابراہیم پر تھے نُصُب بضمتین نام ہی بتون کا کہ جاہلیت مین اُنکے واسطے ذبح کرتے تھے اور خون اُنکا اُن
بتون پر ملتے تھے اور اُسکی عبادت کرتے تھے اور اُس گوشت کو آپس مین تقسیم کر لیتے تھے پھر اُسی مودۃ رابع عشر
سید علی ہمدانی مین روایت ہی علی بن ابی طالبؑ سے عن المرتضی عن رسول اللہ قال یبعث عبد المطلب
یوم القیامۃ امۃ واحدۃ علیہ بہاء الملوک وسیماء النبوۃ علی مرتضی سے منقول ہی کہ فرمایا رسول خداؐ نے
کہ مبعوث ہونگے روز قیامت عبد المطلب امت تنہا بشوکت و شان سلاطین اور آثار و علامات نبوت
رکھتے ہونگے امت کا لفظ لغت اور حدیث مین شخص واحد پر اطلاق کیا جاتا ہی اور یہ امر بھی بین العلما متفق ہی

سم
کتاب البشری
یعنی ... رسالہ
المودۃ فی القربی
جناب سید ابو
القاسم صاحب
جلد ۲ صفحہ ۱۵
سطر ۱۷
... البشری
... صفحہ ...
سطر ...

از وقت بعثت آنحضرت بھی ملت ابراہیمی پر تھے سیرۃ حلبیہ مین ابن عباس سے مروی ہی قال صلعم یبعث جدی عبد المطلب یوم القیامۃ فی زی الملوک واجمۃ الا شراف فرمایا جناب رسول خدا نے کہ میرے جد عبد المطلب قیامت کے روز زی بادشاہان اور عظمت شریفان رکھتے ہونگے دوسری خبر مین وارد ہوا ہے عبد المطلب یعطی لہ نور الانبیاء وجمال الملوک ویبعث امۃ واحدۃ یعنی یوم القیامت عبد المطلب کو عطا کیا جائیگا نور انبیا کا اور جمال بادشاہون کا اور مبعوث ہونگے امت واحدہ ان تمام حدیثون سے صاف ظاہر ہی کہ عبد المطلب توحید پر مستقل تھے ملت ابراہیمی پر تھے اوصیاے ابراہیم سے تھے پس فرمانا ابو طالب کا انا علی ملۃ عبد المطلب ابدا دلالت کرتا ہی کہ ابو طالب ملت عبد المطلب پر اور عبد المطلب ملت ابراہیم پر تھے جس طرح عبد المطلب نے پرستش اصنام کی نہین کی مستقسم بالازلام نہین ہوتے یا فبح علی النصب کو تناول نہین فرمایا جناب ابو طالب نے اسکا ایا فرمایا اور لفظ ابدا دلالت کرتا ہی کہ ہمیشہ سے ملت عبد المطلب پر تھے اور ملت عبد المطلب فی الحقیقت موافق فرمودہ رسول برحق ملت ابراہیمی تھی تو جناب ابو طالب بھی ملت ابراہیمی پر تھے اور دین اسلام دین وملت ابراہیمی کا نام ہی اور اسی ملت کی متابعت پر ہمارے پیغمبر اور کل امت آنکی تا قیام قیامت مامور ہی چنانچہ حق سبحانہ تعالی فرماتا ہی فاتبعو ملۃ ابراہیم حنیفا مسلما پس فرمانا جناب ابو طالب کا کہ مین ملت عبد المطلب پر ہون دلالت کرتا ہی کہ وہ مسلم تھے اور لازم نہین ہی کہ ملت عبد المطلب مخالف اور مغائر ملت رسول بجمیع الوجوہ ہو بخلاف شرک کے کہ وہ بجمیع الوجوہ مخالف اور مغائر ملت نبوی اور ادیان الہی ہی اور جب شرک جناب ابو طالب کا ثابت نہ ہوا تو نزول آیہ ما کان للنبی شان ابو طالب مین بعید از قیاس ٹھہرا بس یہ آیہ شریفہ نازل نہین ہوئی مگر بابت مشرکین صحابہ کے حق مین اور اس آیہ کے نزول سے شان ابو طالب مین استبعاد کرنا حسین ابن فضل کا ہی کہ وفات ابو طالب کی مکہ مین ابتداے اسلام مین ہوئی اور سورہ آخر قرآن ہی از روے نزول کے اور امام محمد فخر الدین رازی رقم فرماتے ہین کہ ہذا الاستبعاد عندی مستبعد یہ رقم فرمانا آنکی جلالت شان سے مستبعد ہی کہ مسئلہ ثانیہ مین خود مقر ہین کہ قول حق سبحانہ تعالی کا ہی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک یعنی جب حق سبحانہ تعالی نے خبر دی کہ بہ تحقیق اللہ نہ بخشیگا اُن لوگون کو کہ شرک کرتے ہین ساتھ اُس خدا کے اور بخشیگا سوا اُنکے اور بہ تحقیق وہ اصحاب جہنم مین تو طلب غفران قائم مقام ہی طلب خلف وعدہ وعید الہی کے یعنی جو وعدہ خدا نے فرمایا ہی اُس وعدہ کے مخالف کا طالب ہوتا ہی اور یہ جائز نہین ہی اور جب وعدہ الہی سابق گذر چکا کہ وہ اصحاب جحیم ہین پس طلب غفران کرنے والے صرود دین خدا مین شامل ہونگے یعنی وہ مغفرت مقبول نہ ہوگی اور ظاہر ہی کہ یہ امر باعث نقصان اور گر جانے درجۂ نبی کا ہی حاشا کہ آنحضرت نے مشرکین کے لیے یا اپنے چچا مشرک کے لیے طلب مغفرت فرمائی ہو اور اگر آنحضرت طلب مغفرت فرماتے تو بالضرور مقبول بارگاہ ایزدی ہوتے کہ حق سبحانہ تعالی نے وعدہ فرمایا ہی قال اللہ تعالی ادعونی استجب لکم یعنی دعا کرو قبول کرونگا

ہین واسطے تمھارے کس طرح ممکن ہی کہ خود وعدہ فرماتے ہین تمھاری دعا قبول کرونگا اور خلاف وعدہ
فرماتے کہ دعاے رسول مقبول نہ ہوا اگر ایسا ہی ہو اور اسکے نزول کو درباره جناب ابوطالب قبول کرین
تو بالضرور یہ نسبت آنحضرت کے مخالفت وعدہ احد النقیضین کی لازم آتی ہی اور یہ کسی طرح جائز نہین ہی باوجود
ان شواہد مذکورہ بالا کے تمام سورہ مدنی ہی بعد جنگ تبوک نازل ہوا ہی اور وفات ابوطالب مکہ مین ابتداے
اسلام مین واقع ہوئی ہی بارہ برس کا فاصلہ وفات ابوطالب اور نزول مین واقع ہوا بعید ہی نبی کی شان
سے کہ ما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی بارہ برس تک ایک مشرک چچا کے لیے استغفار فرمائی اور
ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ کا وعدہ خدا فرما چکا ہو اور منزہ ہی ذات حق تعالی کی کہ ادعونی استجب لکم
فرماکر اپنے حبیب کی دعا بارہ برس تک رسنے اور قبول نہ فرماتے نہیں استبعاد حسین بن فضل کے جواب مین
امام محمد فخر الدین رازی کا فرمانا ہذا الاستبعاد عندی مستبعد آنکی جلالت شان سے بعید ہی اور طرہ
اسپر یہ فرمایا ہی کان النبی ایضا یفعل ذلک اور تھے نبی بھی ایسا ہی کرتے یعنی جیسا کہ صحابہ اپنے آباے
مشرکین کے لیے استغفار کرتے تھے ایسا ہی نبی بھی کرتے تھے بعد اسکے یہ آیت نازل ہوئی تو کیا جناب رسالتمآب
کو مثل دیگر صحابیون کے قیاس کرسکتے ہین یا مدارج آنحضرت کو مثل مدارج صحابہ قرار دے سکتے ہین یا جناب
رسالت مآب کو یہ نسبت دے سکتے ہین کہ آنحضرت نے مخالف وعدہ وعید حق تعالی خواہش فرمائی یا دعاے
نبی غیر مقبول ہوسکتی ہی واذلیس فلیس اور امام فخر الدین رازی نے یہ جو قید فی الجملہ لگادی ہی اگر کہا جاے
کہ امام فخر الدین رازی نے عندی مستبعد فقط اسی سبب سے کہا کہ حسین ابن فضل نے فقط سورہ کو
آخر قرآن سے ازروے نزول کے ہونا اور وفات ابوطالب مکہ مین ابتداے اسلام مین واقع ہونا
بیان کرکے استبعاد کیا اور اسی کو علت استبعاد قرار دیا اور اپنے استبعاد کو اسی امر مذکور پر منحصر کر دیا اگر حسین بن
فضل دیگر وجوہات بیان فرماکر ایک وجہ یہ بھی شامل فرماتے تو ضرور امام فخر الدین رازی اس استبعاد سے
استبعاد نہ فرماتے **الثالث** وجہ ثالث مین امام فخر الدین رازی رقم فرماتے ہین ویروی عن علی انہ سمع رجلا
یستغفر لابویہ المشرکین قال فقلت لہ اتستغفر لابویک وہما مشرکان فقال الیس قد استغفر ابراہیم
لابویہ وہما مشرکان فذکرت ذلک لرسول اللہ فنزلت ہذہ الایۃ روایت کی گئی علی سے کہ تحقیق کہ سنا
ایک مرد کو کہ استغفار کرتا تھا اپنے والدین مشرکین کے لیے فرمایا علی نے کہ کہا مین نے اس سے آیا مغفرت طلب
کرتا ہی واسطے اپنے ابوین کے اور وہ دونون مشرک تھے پس جواب دیا اسنے کہ آیا نہین استغفار کیا ابراہیم نے
اپنے ابوین کے لیے اور وہ دونون مشرک تھے پس ذکر کیا مین نے اسکا رسول سے پس نزول اس آیت کا ہوا
تمام ہوا ترجمہ وجہ ثالث کا **اس وجہ ثالث مین کئی امر لائق شرح ہین امر اول** سماعت فرمانا
علی کا کسی شخص کو کہ وہ اپنے ابوین مشرکین کے لیے استغفار کرتا ہی اور پوچھنا آپ کا کہ اتستغفر لابویک
وہما مشرکان پس جناب علی بن ابی طالب کا سماعت فرماکر متعجبانہ سوال کرنا کہ آیا تو اپنے ابوین مشرکین

تفسیر کبیر جلد [illegible]

کے لیے دعا کرتا ہی دلالت کرتا ہی اس امر پر کہ علی بن ابی طالب واقف تھے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک سے یعنی تحقیق کہ اللہ مغفرت مشرکین کی نہ کریگا اور سوا مشرکین کے مغفرت ہوگی پس جب جناب امیر المومنین علیؑ کا واقف ہونا ثابت ہی تو شان حضرت رسالت مآبؐ تو ارفع اور اعلیٰ ہی کیونکر ہو سکتا ہی کہ وہ اپنے چچا مشرک کے لیے استغفار فرماتے امر ثانی یہ ہی کہ خود جناب علی بن ابی طالب تشہد مین اپنے ابوین کے لیے استغفار فرماتے تھے کس طرح ممکن ہی کہ خود اپنے ابوین کے لیے دعا فرمائین اور دوسرے شخص کو استغفار کرتے سن کر متعجبانہ اس سے فرمائین اتستغفر لابویک وھما مشرکان اور وہ تشہد یہ ہی السلام علی نبی اللہ والسلام علی انبیاء اللہ و رسلہ السلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم السلام علی محمد بن عبد اللہ السلام علینا و علی المومنین والمومنات من غاب منھم و من شھد اللھم اغفر لمحمد و تقبل شفاعتہ واغفر لاھل بیتہ واغفر لی و لوالدی و ما ولدا آقائے عیاض نے اپنی کتاب الشفا فی حقوق المصطفیٰ مین بلفظہ اسی تشہد کو رقم فرمایا ہی اور ملا علی قاری نے اسی کی شرح مین فرمایا ہی اس تشہد کی شرح کا خلاصہ ترجمہ یہ ہی کہ السلام علی نبی اللہ یعنی سلام نازل ہو نبی خدا پر السلام علی انبیاء اللہ و رسلہ سلام خدا کا ہو کل انبیاء اللہ اور رسولوں پر اسکے سب انبیا اور رسولو نپر آنحضرت کو مقدم کیا کہ آپ اشرف اور افضل ہین اُن سب سے السلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سلام نازل ہوا وپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخر مین جو آنحضرت کا وصف برسالت فرمایا تو اشارہ یہ ہی کہ رسالت آنحضرت کی مؤخر بحسب الزمان واقع ہوئی کہ آپ خاتم الرسل ہین السلام علی محمد ابن عبد اللہ سلام نازل ہو محمد ابن عبد اللہ پر مکرر فرمایا سلام آنحضرت پر ساتھ آپ کے نام و نسب کے واسطے تاکید کے السلام علینا و علی المومنین والمومنات من غاب منھم و من شھد سلام نازل ہو ہم پر اور مومنین اور مومنات غائب و حاضر سب پر اللھم اغفر لمحمد و تقبل شفاعتہ خداوندا بخشدے تو محمدؐ کو اور مقبول کر اسکی شفاعت کو واغفر لاھل بیتہ اور مغفرت کر واسطے اہل بیت آنحضرتؐ کے واغفر لی و لوالدی و ما ولدا اور مغفرت کر میری اور میرے والدین کی اور اُن دونون کی اولاد کی شارح نے ولوالدی کی شرح مین بالتشدید بھی لکھدیا ہی کہ کسی کو یہ گمان نہ ہو کہ لفظ والدتی فرمایا تحریر مین غلطی سے (ت) رہ گئی اسوجہ سے بالتشدید لکھدیا کہ والدین مراد ہین اور ما ولدا کی شرح مین یشمل اقاربہ المسلمین و حواشی نسبہ بھی رقم فرما دیا ہی پس اگر والدین جناب علیؑ مین سے ایک بھی کافر یا مشرک ہوتا تو کبھی استغفار نہ فرماتے اور متعجبانہ اس شخص سے تعرض کرتے کہ اتستغفر لابویک وھما مشرکان امر ثالث جواب دیا اُس شخص نے جو دعا کرتا تھا الیس قد استغفر لابویہ وھما مشرکان کیا نہین استغفار کیا ابراہیمؑ نے اپنے مان باپ کے لیے اور وہ دونون مشرک تھے لازم تو یہ تھا کہ وہ شخص جواب دیتا کہ کیا آپ نہین اپنے والد مشرک کے لیے دعا کرتے ہین الا ارکیا پیغمبر خدا نہین اپنے چچا مشرک کے لیے دعا کرتے ہین مگر اُس شخص نے ایک پرانا قصہ سیکڑون

الشفا فی حقوق المصطفیٰ ملا علی القاری

ہے کا یاد کیا اور جواب دیا کہ کیا ابراہیم نے اپنے ابوین مشرکین کے لیے دعا نہین کی پس یہ جواب بھی اُسکا
دلالت کرتا ہی کہ یا جناب ابوطالب مشرک نہ تھے یا پیغمبر خدا نے اُنکے واسطے استغفار نہ فرمایا تھا اور ابن جریر
جناب علی فرماتے ہین کہ فذکرت ذالک لرسول الله فنزلت هذه الایة پس ذکر کیا مین نے جناب رسالتمآب
سے اس سبب کا یعنی اپنے سماعت فرمانے کا اور سوال کرنے کا اور اُسکے جواب کا اُس وقت یہ آیہ نازل ہوئی
کہ مومنین اپنے اقارب مشرکین کے لیے طلب مغفرت نہ کرین اور ابراہیم [illegible] سے جو طلب مغفرت کی تھی اُسکا سبب
وعدہ تھا کہ آزر سے وعدہ کیا تھا ایمان لانے کی اسواسطے حضرت ابراہیم استغفار فرماتے تھے جب اُن پر
ظاہر ہو گیا کہ وہ عدو اللہ یعنی دشمن خدا ہی تو [illegible]
جاتا ہی کہ استغفار کرنا اقارب مشرکین کے لیے [illegible]
آتی ہی اگر اس درجہ ثالث کو آپ قبول فرمائین تو کیسی کیسی [illegible]
رسالتمآب کا مخالفت وعدہ وعید حق تعالیٰ طلب استغفار کرنا کہ جو سبب ہو [illegible]
اور آپ کے مرتبہ کے گر جانے کا دوسرے جناب رسالتمآب کی طلب مغفرت نا قابل ہوئی جاتی ہی طلب
مغفرت آبا ے مشرکین ہین اور وہ بالضرور مردود ہی کہ سابقاً ارادہ خدا اُنکے عذاب دائمی پر قائم ہو چکا
ہی کسی طرح وہ استغفار کرنا مقبول نہین ہو سکتا تیسرے وعدہ خدا جھوٹا نہین قرار پاتا کہ تم نے اپنے پیغمبر
سے وعدہ کیا ہی ادعونی استجب لکم پس بارہ برس تک جناب رسالتمآب کا استغفار کرنا اور خداوند عالم
کا قبول نہ کرنا مخالف وعدہ خدا ہی چوتھے استغفار کرنا آنحضرتؐ کا عبث اور معصیت قرار نہین پاتا اور یہ
دونون امر سبب ہین نقصان منصب آنحضرتؐ کے کہ فعل عبث کے مرتکب ہون یا معصیت کے بلکہ اکابر انبیا کے
لیے بھی جائز نہین ہی پانچوان آبا ے نبوی اور علوی کو مشرک کافر کہنے سے بچتے ہین اور یہ کہنا سبب ہی ایذائے
نبی کا اور موذی نبی واجب القتل بلا خلاف ہی مگر آپ ان سب کو گوارا فرمائینگے مسلم سے مرتد کافر مشرک بننا
قبول فرمائینگے مگر آبا ے آنحضرتؐ اور حضرت ابوطالب کو مشرک کہے جائینگے اعوذ باللہ من وسواس الشیطان
المسئلة الثانیه امام فخر الدین رازی نے اس مسئلہ ثانیہ مین معنی آیات اور وجوہ اختلافات واقع ہوئے
ہین اور کس طرح کے معنی بنے ہین کیا کیا خوبیان اور کیا کیا برائیان ہین اُسکو بیان کیا ہی قوله ماکان للنبی والذین امنوا ان
یستغفروا للمشرکین یحتمل ان یکون المعنی ماینبغی لهم ذلک فیکون کالوصف وان یکون معناه
لیس لهم ذلک علی معنی النهی فالاول معناه ان النبوة والایمان یمنع من الاستغفار للمشرکین والثانی
معناه لاتستغفروا والامران متقاربان مسئلہ ثانیہ مین قول حق تعالیٰ ماکان للنبی الخ احتمال رکھتا ہی کہ ہون
معنی ماکان کے ماینبغی لهم ذلک یعنی نہین لائق ہی واسطے اُنکے یہ پس ہوگا مثل وصف کے اور یا یہ کہ
ہون معنی ماکان کے لیس لهم ذلک یعنی نہین ہی واسطے اُنکے یہ پس ہوگا اوپر معنی نہی کے پس اول کے
معنی یہ ہوے کہ تحقیق کہ نبوت اور ایمان منع کرتے ہین استغفار کرنے سے واسطے مشرکین کے اور دوسرے

[illegible] تفسیر کبیر مصری جلد ۴ صفحہ ۱۵۲ سطر ۵

معنی یہ ہونگے کہ طلب مغفرت نہ کرو اور دونون امر قریب قریب ہین اور سبب اس منع کا وہی ہی جو ذکر کیا ہی
حق تعالی نے اپنے قول مین من بعد ما تبین لہم انہم اصحٰب الجحیم بعد اسکے کہ ظاہر ہوا انکے واسطے
کہ وہ اصحاب جحیم ہین اور نیز فرمایا حق تعالی نے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک کہ تحقیق کہ
اللہ مغفرت نہ کریگا اسکی جو شرک کرے اور بخشیگا اسے جو سوا اسکے ہی یعنی سوا سے مشرک کے جسکو چاہیگا
بخشیگا والمعنی انہ تعالی لما اخبر عنہم انہ یدخلہم النار فطلب الغفران لہم جار مجری طلب ان
یخلف اللہ وعدہ ووعیدہ وانہ لا یجوز اور معنی تحقیق کہ حق تعالی نے جب خبر دی ان لوگون سے کہ تحقیق
داخل کریگا انکو نار مین پس طلب کرنا مغفرت کا ان لوگون کے لیے قائم مقام اس امر کے ہی کہ حق تعالی اپنے
وعدہ وعید کے خلاف عمل کرے اور یہ جائز نہین وایضا لما سبق قضاء اللہ تعالی بانہ یعذبہم فلو طلبوا
غفرانہ لہم لصاروا مردودین وذلک یوجب نقصان درجۃ النبی علیہ الصلوۃ والسلام وحط مرتبتہ
اور نیز جب سابق ہوا ارادہ خدا کہ انکو عذاب کرے پس اگر طلب کرین مغفرت انکی تو طلب کرنے والے مردود
ہونگے اور یہ موجب نقصان درجہ نبی کا ہی اور انکے مرتبہ کے گرجانے کا ہی وایضا قال ادعونی استجب
لکم وقال عنہم انہم اصحٰب الجحیم فہذا الاستغفار یوجب الخلف فی احد ہذین النصین وانہ
لا یجوز اور نیز فرمایا حق تعالی نے دعا کرو مجھ سے قبول کرونگا مین اور کہا ان سے کہ تحقیق کہ وہ اصحاب جحیم ہین
پس یہ استغفار واجب کرتا ہی خلف احد النصین کا اور یہ تحقیق کہ یہ جائز نہین وقد جوز ابو ہاشم ان یسال
العبد ربہ شیئا بعد ما اخبر اللہ عنہ انہ لا یفعلہ واحتج علیہ بقول اہل النار ربنا اخرجنا منہا
مع علمہم بانہ تعالی لا یفعل ذلک اور جائز رکھا ہی ابو ہاشم نے کہ سوال کرے بندہ اپنے رب سے کسی
شی کا بعد اس امر کے کہ تحقیق کہ خبر دی اللہ نے اسے کہ تحقیق وہ نہ کریگا اسکو اور دلیل لایا ابو ہاشم اسپر قول
اہل نار سے کہ ای رب ہمارے نکال تو ہم کو اس جہنم سے باوجود جاننے اہل نار کے کہ حق تعالی نہ کریگا ایسا امام
فخر الدین رازی فرماتے ہین وہذا فی غایۃ البعد من وجوہ اور یہ نہایت ہی بعید ہی کئی وجہون سے الاول
ان ہذا مبنی علی مذہبہ ان اہل الاخرۃ لا یجہلون ولا یکذبون وذلک ممنوع بل نص القرآن یبطلہ
وہو قولہ ثم لم تکن فتنتہم الا ان قالوا واللہ ربنا ما کنا مشرکین انظر کیف کذبوا علی انفسہم وجہ اول
یہ تحقیق کہ یہ مبنی ہی اسکے مذہب پر یعنی ابو ہاشم کے مذہب پر کہ اہل آخرت جاہل نہین اور جھوٹے نہین اور اہل
آخرت کا جھوٹا اور جاہل نہ ہونا ممنوع ہی بلکہ نص قرآن باطل کرتی ہی اسکو اور وہ قول حق تعالی کا ہی ثم
لم تکن فتنتہم الا ان قالوا واللہ ما کنا مشرکین پھر نہ ہوگا بہانا انکا مگر یہ کہ کہینگے قسم ہے خدا کی
ہمارے نہ تھے ہم شرک کرنے والے انظر کیف کذبوا علی انفسہم دیکھ تو کیونکر جھوٹ بولا انھون نے
اپنے نفسون پر پس اس وجہ اول سے کذب اور جہل اہل آخرت کا ثابت ہی والثانی ان فی حقہم یحسن
ردہم عن ذلک السوال واسکاتہم دوسری وجہ یہ ہی کہ تحقیق ان لوگون کے حق مین کہ جو سوال کرین رب العزۃ

سے ایسی شی کا کہ جسکی خبر اُسنے دی ہی کہ نہ کریگا اُسکو خواہ وہ سوال از روے جہل کے ہو خواہ از روے کذب کے
رد ہونا اُنکا اُس سوال سے حسن ہی اور چپ کرنا اُنکا اما فی حق الرسول علیہ الصلوۃ والسلام فغیر
جائز لانہ یوجب نقصان منصبہ لیکن حق رسول مین غیر جائز ہی بلکہ موجب نقصان منصب رسول ہی خلاصہ
یہ ہی کہ کافرین اور جاہلین کا سوال کرنا اور رد و اسکات اُسکا اُنکے حق مین حسن ہی مگر رسول کے حق مین
جائز نہین کہ موجب نقصان منصب رسول ہی والثالث ان مثل ھذا السوال الذی یعلم انہ لا فائدۃ
فیہ اما ان یکون عبثا او معصیۃ وکلاھما جائزان علی اھل النار وغیر جائزین علی اکابر الانبیاء
علیہم السلام تیسرے مثل ایسے سوال کے کہ بے فائدہ ہونا اُسکا معلوم ہو تو وہ یا عبث ہی یا معصیت
اور یہ دونون امر اہل نار کے لیے جائز ہین اکابر انبیا کے لیے جائز نہین المسئلۃ الثالثۃ اس مسئلہ مین
سبب مانع استغفار اور چند مسائل اُس سے متعلق ہین وہ مذکور ہین امام فخر الدین رازی فرماتے ہین کہ انہ تعالی
لما بین ان المانع من ھذا الاستغفار ھو تبیین کونھم من اصحاب النار یعنی جب حق تعالی نے
بیان کیا کہ تحقیق کہ مانع استغفار وہی ظاہر ہونا ہی اُنکا اصحاب نار سے یعنی اصحاب نار سے ہونے کا ظہور
مانع استغفار ہی وھذہ العلۃ لا تختلف بان یکونوا من الاقارب او من الاباعد اور یہ علت مختلف نہین ہوتی
باین طور کہ ہون وہ اقارب سے یا اباعد سے فلھذا السبب قال تعالی ولو کانوا اولی قربی پس اسی سبب سے
کہا حق تعالی نے اگرچہ ہون وہ لوگ صاحب قرابت یعنی اقارب ہون کہ اباعد جب اصحاب نار سے ہو اُنکا نار
ہوا تو یہ ہی علت مانع استغفار ہی وکون سبب النزول ما حکینا یقوی ھذا الذی قلناہ اور ہونا سبب نزول کا
وہ جو حکایت کی ہم نے قوی کرتا ہی اُسکو کہ کہا ہم نے اُسکو اس مسئلہ ثالثہ مین چند امر لائق توضیح
ہین اول یہ کہ امام فخر الدین رازی نے بعد تحریرات مذکورہ اعلم کہہ کے بیان کیا کہ اول سورہ سے یہانتک
حق سبحانہ تعالی نے بیان کیا کہ اظہار برات کفار و منافقین سے من جمیع الوجوہ واجب ہی ثانی اور اس آیہ
مین بیان فرمایا کہ جس طرح اُنکے زندون سے اظہار برات واجب ہی اُنکی اموات سے بھی واجب ہی اگرچہ
وہ اموات غایت قرب رکھتی ہون مثل مان اور باپ کے ثالث مقصود حق تعالی کا اس بیان سے یہ ہی
کہ قطع محبت کرو اُن سے انتہا سے درجہ پر کہ کوئی درجہ انقطاع محبت مین باقی نہ رہے اور مواصلت اُنسے
کسی وجہ سے کیون نہ ہو ممتنع ہی رابع علت مانعہ اقارب اور اباعد مین مختلف نہین بلکہ یہ ہی علت اقارب
اور اباعد دونون کے استغفار سے مانع ہی خامس جب حق سبحانہ تعالی کا مقصود قطع محبت اور منع
مواصلت بجمیع الوجوہ ظاہر کرنا قرار پایا تو یہ ہی مقصود حق تعالی سبب نزول بھی ہی اور علت مانعہ استغفار
کی تبیین کونھم من اصحاب النار ہی اور تمام عیوب لاحقہ اور مخالفت تضمین کبریا اور منافیات مناصب انبیا
اور اسولہ عبث و معاصی سے عصمت اکابر انبیا علیہم السلام خصوصًا شفیع المذنبین حبیب رب العالمین کے
محفوظ اور مصئون رہتی ہی اور مقصود حق تعالی بلا تکلف سبب نزول قرار پاتا ہی اور یہ سبب بجمیع الوجوہ ایسا

تو یہی ہو کہ کوئی سبب اسکے بجاؤ ہو سکتا ہی نہیں کہ یہ سبب کسی سبب کا مخالف نہیں اور سب اسباب ایک قسم
سے مخالفت اور منافرت رکھتے ہیں اور کام سکا اور انتہا ترقی سے مثل کلام بار تی جبر اہی اگرچہ خاندان
رسالت معاندین ہو نہیں و معتقد نہیں کے لیے تجرا ہی پھر امام فخر الدین رازی فرماتے ہین واما قولہ
تعالی وماکان استغفار ابراہیم لابیہ الا عن موعدۃ وعدہا ایاہ یعنی قول حق تعالی کا اور نہ تھا
استغفار حضرت ابراہیم کا اپنے باپ کے واسطے مگر بسبب وعدہ کے کہ وعدہ دیا تھا خاص کرکے اسکو یعنی
حضرت ابراہیم نے مشرک چچا کے لیے استغفار نہیں کیا مگر اسوجہ سے کہ یا خود وعدہ استغفار کیا تھا یا آزر نے
وعدہ اسلام لانے کا کیا تھا تحت آیہ ہذا امام فخر الدین نے چند مسائل بیان کیے ہین جنکا خلاصہ یہ ہی کہ یہ آیت
اپنے ماقبل کی آیت سے تعلق رکھتی ہی بچند وجہ **وجہ اول** یہ ہی کہ نتوہم نہ ہو انسان کو کہ ممنوع ہوے
استغفار سے مشرکین کے خصوصاً اپنے چچا کی استغفار سے حضرت محمد مصطفی اور ماذون تھے حضرت ابراہیم
باوجود اس امر کے کہ جناب رسالت مآب کمال درا جل تھے اپنے منصب مین اکابر انبیا سے بجمیع الوجوہ جب ماذون
ہوتا حضرت ابراہیم کا ثابت ہوا تو آنحضرت بالضرور ماذون قرار پاتے ہین ورنہ منقصت منصب آنحضرت
ہوتی **وجہ ثانی** سبب اتصال کا ماقبل سے مبالغہ ہی وجوب انقطاع مین کہ مشرکین زندہ و مردہ سے
انقطاع واجب ہی پھر حق تعالی نے بیان کیا ہی کہ یہ حکم مختص بدین محمد صلعم نہیں ہی بلکہ مبالغہ ہی اس امر مین
کہ وجوب انقطاع کا دین ابراہیم مین بھی مشروع تھا **وجہ ثالث** حق تعالی نے وصف ابراہیمؑ کا
اواہیت اور حلم کے ساتھ فرمایا اور جو شخص موصوف باین صفات ہو گا میلان قلب اسکا استغفار پر اشد
ہو گا خصوصاً اپنے باپ کے لیے اور باوجود اس صفت کے حضرت ابراہیم ممنوع ہوے تو غیر انکا بدرجہ
اولی ممنوع قرار پایا بعد اسکے امام فخر الدین فرماتے ہین کہ قرآن مجید دلالت کرتا ہی کہ ابراہیم نے استغفار کیا
اپنے باپ کے واسطے چنانچہ حق تعالی نے حکایۃً بیان کیا کہ کہا ابراہیم واغفر لابی انہ کان من الضالین
اور کہا ربنا اغفرلی ولوالدی اور سورہ مریم مین قال سلام علیک ساستغفر لک ربی وقال ایضا
لاستغفرن لک اور ثابت ہو چکا تھا کہ استغفار کفار و مشرکین کے لیے جائز نہین ہی پس یہ استغفار کرنا
کہ بعبارت مختلفہ قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہی دلالت کرتا ہی کہ حضرت ابراہیم سے صدور ذنب کا ہوا اور
وہ عاصی قرار پائے اسکا جواب حق تعالی دیتا ہی وماکان استغفار ابراہیم لابیہ الا عن موعدۃ وعدہا
ایاہ یعنی نہ تھا استغفار کرنا ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے مگر بسبب وعدہ کے کہ وعدہ کیا تھا اس سے اہین
دو قول ہین **قول اول** یہ ہی کہ واعد آزر تھا تو معنی یہ ہوے کہ آزر نے وعدہ کیا تھا ابراہیم سے ایمان لانے کا
اس سبب سے ابراہیم استغفار کرتے تھے اسکے لیے کہ وہ ایمان لائے یعنی ضمیر ایاہ راجع ہی ابراہیم کی طرف
جب کہ خبر ثابت ہو گیا کہ وہ ایمان نہ لائیگا تبرأ منہ بیزار ہوے اس سے اور ترک کیا ابراہیم نے استغفار کرنا
قول دوم یہ ہی کہ واعد ابراہیم تھے تو معنی یہ ہوے کہ ابراہیم نے برجاے اسلام اس سے وعدہ

گیا تھا اس حال مین ضمیر ایاہ راجع ہوئی طرف باپ کے جب ظاہر ہوگیا کہ وہ عدو اللہ ہی تو بیزاری کی اُس سے
اور دلیل اسپر قراءت حسن ہی وعدھا اباہ بالباء فلما تبین له انه عدو الله تبرأ منه پس جسوقت ظاہر ہوا
ابراہیم پر کہ وہ عدو اللہ ہی بیزاری کی اُس سے بعضے کہتے ہین بالاصرار والموت ظاہر ہوا کہ وہ دشمن خدا ہی
یعنی آزر کسی کے منع کرنے سے نہ مانتا تھا اور کفر پر بذات خود مصر رہتا تھا اور اسی حالت میں مر گیا
کہتے ہین کہ فقط بالاصرار ظاہر ہوا بعض کا قول ہی کہ بالوحی ظاہر ہوا بعضے کہتے ہین کہ بحالت شرک
جب آزر مر گیا اُسوقت معلوم ہوا امام فخر الدین فرماتے ہین فکانہ تعالیٰ یقول لما تبین لابراہیم انه
عدو الله تبرأ منه فکونوا کذلک لانی امرتکم بمتابعة ابراھیم فی قوله واتبعوا ملة ابراھیم حق تعالیٰ
فرماتا ہی کہ جب ابراہیم پر ظاہر ہوا کہ باپ اُنکا دشمن خدا ہی بیزار ہوگئے اُس سے پس ہوجاؤ تم بھی ایسے
اسلیئے کہ مین نے تم کو حکم دیا ہی متابعت ابراہیم کا اپنے اس قول مین واتبعوا ملة ابراھیم حنیفا اس قول
سے یہ بھی ثابت ہی کہ مومنین جمع ہوکر جناب رسول خدا کی خدمت
شرک پر مر گئے ہین اور ابراہیم نے اپنے آبا سے مشرکین کے لیے استغفار کیا
کے لیے استغفار کرین اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ شان نبی و مومنین نہین ہی کہ مشرکون کے لیے استغفار
کرین اور ابراہیم نے جو استغفار کیا تھا تو بامید اسلام استغفار کیا تھا
تو بیزاری کی اُس سے پس تم بھی متابعت ابراہیم کی کرو کہ تم کو اتباع ملت ابراہیم کا حکم حق تعالیٰ فرماتا
ہی واتبعوا ملة ابراھیم مومنین اُس وقت تک جانتے تھے کہ ہمارا استغفار کرنا اپنے آبا ے مشرکین کے لیے
مخالف ملت ابراہیمی نہین ہی کہ ابراہیم نے اپنے چچا مشرک کیلیے استغفار کیا ہی اسکی وجہ سے حق تعالیٰ نے
اُسکی توضیح فرمائی کہ ملت ابراہیم مین بھی استغفار کرنا مشرکین کے لیے مشروع نہ تھا ابراہیم نے مشرکین کے
لیے استغفار کیا بلکہ بر جاءِ اسلام یا بسبب وعدہُ اسلام لانے کے استغفار کیا ورنہ مشرکین کے لیے استغفار
کرنا خلاف منصب ابراہیم بھی تھا وہ کیونکر دعا کرتے اور اگر دعا کرتے تو عاصی ہوتے اور مرتبہ مین آپ کے
نقص آجاتا پھر حق تعالیٰ فرماتا ہی ان ابراھیم لاواہ حلیم اوّاہ کے معنی باختلاف روایات بہت سے
بیان ہوے ہین منجملہ اُنکے خاشع و متضرع و رحیم و موقن و بہت آہ کرنے والے ذکر دوزخ پر و کثیر الذکر و کارہ
وخائف من النار و تنفس سرد بھرنے والے وقت حزن اور بہت رونے والے اور حلیم یعنی صاحب حلم پس
باوجود ان اوصاف کے ابراہیم پر جب ظاہر ہوا کہ وہ عدو اللہ ہی بیزار ہوے اُس سے پس تم اے مومنین بایں
معنی اولیٰ ہو کہ بیزاری کرو کہ یہ سب صفتین تم مین جمع نہین ہین بہ نسبت ابراہیم کے تم غلیظ القلب ہو پس
اب دو امرون مین سے ایک امر کو آپ قبول فرمائین یا اقرار کرین کہ یہ آیت شان ابو طالب مین نازل نہین
ہوئی تو آپ کا اسلام و ایمان قائم رہتا ہی اور آنحضرتؐ کی بھی تنقیص شان نہین ہوتی اور اگر کسی طرح قبول
نہ فرمائین اور یہی باصرار کہے چلے جائین کہ یہ آیت شان ابو طالب ہی مین نازل ہوئی اور جناب رسول بجہت

اُنکے لیے بارہ برس تک استغفار بھی کیا تو کیا طلب غفران اُن حضرت کا قائم مقام طلب خلف وعد و وعید خدا
قرار نہیں پاتا اور ایسے طالب غفران مردودین خدا نہیں ہوتے اور عدم استجابت دعاے آنحضرت خصوصًا
بارہ برس تک مخالف وعدۂ الٰہی نہیں ٹھہرتا فعل عبث کرنا صاحب ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی
کا ثابت نہیں ہوتا مرتکب معصیت ہونا آنحضرت کا پایا نہیں جاتا آنحضرت کے منصب کو نقصان نہیں
پہونچاتا اتباع ملت ابراہیمی کے مخالف نہیں ٹھہرتا انحطاط مرتبۂ آنحضرت کا سبب نہیں ہوتا عدم وقفیت
شرع ابراہیمی کا الزام نہیں ہوتا یا وجود علم ارتکاب معاصی قرار نہیں پاتا اور عدم اتصاف بصفات ابراہیمی
ہوتا آنحضرت کا نہیں نکلتا واے ہو آپ جیسے مسلمانوں پر کہ پردۂ اسلام میں وہابیت اور دہریت کو شائع
کرتے ہیں یہ نہیں جانتے واللہ معوذ کہ حق سبحانہ تعالیٰ تو اپنے انبیا و مرسلین کا کیا حفظ مراتب کرتا ہے
اور آپ کیسی کیسی توہینیں اور تذلیلیں انکا ہر انبیا خصوصًا سید المرسلین کی کرتے ہیں دیکھیے کہ جب مومنین
نے اپنے زعم باطل میں گمان کیا کہ ابراہیم نے اپنے چچا مشرک کے لیے استغفار کیا تھا اور ہم کو اتباع ملت
ابراہیمی کا حکم ہی لاؤ ہم بھی اپنے آبا و اجداد مشرکین کے لیے استغفار کریں تو فورًا حق تعالیٰ نے ظاہر کر دیا کہ
ابراہیم کی شان سے بعید تھا اور نیز جائز بھی نہ تھا کہ وہ مشرکین کے لیے استغفار کرتے مگر اُنھوں نے بامید
اسلام یا بسبب وعدہ کے استغفار کیا اور جب اُنپر ظاہر ہو گیا کہ وہ دشمن خدا ہے تو بیزاری کی باوجود اسامر
کے کہ ابراہیم اواہ اور حلیم تھے اگر بصیرت ہو تو دیکھیے کہ کیسا حضرت ابراہیم کو حق تعالیٰ نے اس اتہام سے
محفوظ رکھا اور آپ کیا کیا تہمتیں حضرت رسول خدا کو دیتے ہیں کہ نہ جناب رسالت مآب کو ابو طالب کے
اسلام لانے کی امید باقی تھی کہ وہ رحلت فرما چکے تھے نہ ابو طالب نے اُن سے وعدہ کیا تھا اسلام لانے کا
نہ جناب رسالت مآب نے بامید اسلام اُن سے وعدہ کیا اور معاذ اللہ جناب ابو طالب کو آنحضرت کافر اور
مشرک بھی جانتے تھے اور حق تعالیٰ لا یغفر ان یشرک بہ بھی فرما چکا تھا یہ بھی جانتے تھے کہ حضرت ابراہیم کے
وقت میں بھی استغفار کرنا مشرکین کے لیے جائز نہ تھا یہ بھی واقف تھے کہ ایسا فعل یا عبث ہے یا معصیت
اور پھر بارہ برس تک استغفار کیا کیسی بیزاری کیسی بلکہ محبت اور دوستی ظاہر فرمائی اب آپ ہی انصاف فرمائیے
کہ حضرت ابراہیم مطیع خدا اور افضل انبیا قرار پاتے ہیں یا جناب ختمی مآب اعوذ باللہ من شر الوسواس
الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس **قولہ** اما توہین الزمخشری نزول الآیۃ
فیہ بان موت ابی طالب کان قبل الہجرۃ وھذا آخر ما نزل بالمدینۃ فمردود بما فی ارشاد الساری
عن الطیبی عن التقریب انہ یجوز ان النبی کان یستغفر لابی طالب الی حین نزولہا والتشدید
مع الکفار انما ظہر فی ھذہ السورۃ **اقول** اولا استدعا اور استغفار رسول مختار کو مردود سمجھنے والے
اور وعدہ کو اللہ جل شانہ کے جھوٹا قرار دینے والے اور نسبت ارتکاب معصیت کی انبیا و مرسلین معصومین
کو خصوصًا خاتم المرسلین کو دینے والے مردود خدا و رسول ہیں جسکی توضیح اوپر بیان ہو چکی کہ طالب غفران

مشرکین مردود الٰہی ہی اور حق تعالیٰ نے ادعونی استجب لکم کا وعدہ فرمایا تھا وہ صادق الوعد ہی پس یا
جناب ابوطالب مشرک نہ تھے یا آنحضرتؐ نے استغفار نہیں کیا اور کسی حالت مین نزول آیہ بشان ابوطالب مین
ثابت نہین ہوتا اور جو شخص استغفار آنحضرتؐ کو مردود اور وعدۂ الٰہی کو جھوٹا کہے وہ موذی خدا و رسول
ہی اسکی شان مین حق تعالیٰ فرماتا ہی ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ و
اعدلہم عذابا مہینا اور ارشاد ساری مین تقریب وطیبی سے جو کچھ مذکور ہی اسکو آپ سمجھے نہین یہ بھی ویسا ہی
ہی جیسا کہ امام فخرالدین رازی نے حسین بن فضل کے استبعاد سے استبعاد کیا ہی اسکا جواب بھی ہم بیان
کر آئے ہین کہ استبعاد سے اسی وقت استبعاد فی الجملہ صحیح قرار پا سکتا ہی کہ فقط یہی ایک دلیل عدم
نزول آیہ کی شان ابوطالب مین قرار دین ورنہ جو دلائل قطعیہ ہم عدم نزول آیہ کے شان ابوطالب مین
بیان کر آئے ہین اُن سب کے ساتھ ایک یہ بھی دلیل قرار دین تو کسی مسلم کو شک باقی نہین رہ سکتا اور کوئی
ذی عقل نہین کہہ سکتا کہ یہ آیت شان ابوطالب مین نازل ہوئی **ثانیاً** عبارت ارشاد الساری انہ یجوز ان
النبی الخ اگر کہا جائے کہ آیت شان جناب ابوطالب مین نازل ہوئی اور سبب نزول کا ممنوع ہونا جناب
رسالت مآبؐ کا استغفار سے جناب ابوطالبؑ کے تھا اور امتداد زمانۂ استغفار قریب بارہ برس کے متحقق
ہی اور اس زمانہ دراز تک استغفار کرنے کو انہ یجوز کہا گیا اور ظاہر ہی کہ جواز فائدہ ضرورت کا نہین دیتا
تو وجود استغفار بارہ برس تک اور عدم استغفار زمانۂ مذکورہ تک یہ دونون ضروری نہ ہوے بلکہ جائز ہوے
تو انہ یجوز ان النبی کان یستغفر لابی طالب الخ وانہ یجوز ان النبی ما کان یستغفر لابی طالب دونون
امرون کا احتمال ہوا والاحتمال لا یقوم مقام الاستدلال اگرچہ آپ فرماتے ہین کہ دونون احتمال تو پائے جاتے
ہین مگر احتمال غالب یہی ہی کہ ان النبی کان یستغفر لابی طالب الی حین نزولہا واقع ہوا تو جواب اسکا
یہ ہی کہ احتمال غالب کو بھی ہم تسلیم کیے لیتے ہین مگر احتمال غالب کو ظن کہتے ہین اور نص صریح اسکے بطلان پر
موجود ہی قولہ تعالیٰ وان الظن لا یغنی من الحق شیئا پس ظنیات اور احتمالات سے یقینیات کو رد کرنیوالے
مردود ہین اور تزییف و استبعاد فقط زمخشری نے نہین کی ہی بلکہ اور علما نے بھی کی ہی جیسا کہ تفسیر خازن
اور تفسیر کبیر وغیرہ مین موجود ہی اور اسکا جواب بھی بالتصریح ہم بیان کر چکے ہین اور تشدید مع الکفار اگرچہ
اسی سورہ مین نازل ہوئی ہی مگر ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک قبل اس سورہ کے نازل
ہو چکا تھا اور ادعونی استجب لکم بھی حق تعالیٰ فرما چکا تھا اور اتباع ملت ابراہیمی کا حکم بھی ہو چکا تھا
قبل بعثت جناب رسول مقبول بھی ملت ابراہیمی پر تھے استغفار کرنا مشرکین کے لیے ملت ابراہیم مین بھی جائز
نہ تھا پس کس طرح ممکن ہی کہ آنحضرتؐ نے مشرک چچا کے لیے بارہ برس تک استغفار کیا اور یہ آیت اُنکی شان
مین نازل ہوئی **قولہ** قال اعنی القسطلانی قال فی فتوح الغیب ہذا ہو الحق ورواية نزولہا فی ابی طالب
ہی الصحیحۃ الخ ولکن اورد کالامام الرازی فی الکبیر قال العلامۃ الخفاجی فی عنایۃ القاضی بعد نقل

نناهم التقريب اعتقاده من بعده من الشراح ولا ينافيه ورد في الحديث انه نزلت لاستغفار استغفار ربه الى توجيها اقول لو سلمنا رواية نزولها في ابي طالب هي الصحيحة اور قول قسطلانی قال في فتح الغيب هذا هو الحق یہ بھی حق اور پھر ہمارے مطلوب کے مخالف نہین اور آپکے مفید مطلب نہین کہ روایت مین بقول برزنجی اور زینی حذف و اختصار واقع ہوا ہی اور بقول زرقانی کہ شرح مواہب مین مذکور ہی کہ راویون کی روایتین مختلف ہوگئین بسبب اُنکے تصرف کرنے کے اگر پوری روایت بیان کی جاتی تو هو الحق اور هي الصحیح کی نوبت نہ آتی اور احتمال مرتفع ہو جاتا اسواسطے کہ جسوقت جناب رسالتمآب نے فرمایا لاستغفرن الله مالم انه عنك تو مومنین بھی جستجو کرنا کہ ہم اپنے چچا کے لیے استغفار کرتے ہین ابراہیم نے اپنے چچا کے لیے استغفار کیا اور ہم بھی استغفار کرین اور یہ نہ سمجھے کہ ابراہیم نے کیون استغفار کیا تھا اور جناب رسول خدا نے کیون لاستغفرن فرمایا اور لگے اپنے آباے مشرکین کے لیے استغفار کرنے تو نزول اس آیت کا ہوا اور حق تعالی نے بیان کردیا کہ حضرت ابراہیم کا استغفار بسبب وعدہ کے تھا کہ بامید اسلام اُنکی حیات تک استغفار کیا اور جب اُنپر ثابت ہوگیا کہ وہ دشمن خدا ہی اور اُسی حالت مین مرگیا تو بیزار ہوگئے ابراہیم پس مومنین کسی طرح مجاز استغفار کرنے کے آباے مشرکین کے لیے نہین ہوسکتے اور دلیل اسپر خود قول حق تعالی ہی والذین امنوا کہ مومنین کو لازم نہین ہی کہ استغفار کرین مشرکین کے لیے اگر مومنین استغفار اپنے آباے مشرکین کے لیے نہ کرتے حق سبحانہ تعالی والذین امنوا نہ فرماتا حاصل یہ ہی کہ جناب رسول خدا کا لاستغفرن الله مالم انه عنك فرمانا سبب ہوا استغفار کرنے کا مومنین کے لیے اور اسی قول نے آنحضرت کے اُن مومنین کو یاد دلایا قصہ حضرت ابراہیم کا پس اُن لوگون نے گمان کرلیا کہ ابراہیم کا چچا مشرک تھا اور ابراہیم نے اُسکے لیے استغفار کیا اور چونکہ جناب ابوطالب کا ایمان بھی مخفی تھا اُنکو بھی مشرک سمجھ لیا اور اپنے واسطے اُسکو حجت گردانا اور لگے استغفار کرنے اُنکا استغفار کرنا سبب نزول کا یہ ہوا کہ ابراہیم کو اور مومنین کو لائق نہین ہی کہ مشرکین کے لیے استغفار کرین یعنی استغفار کرنا ابراہیم کے وقت مین بھی جائز نہ تھا نہ مومنین کے لیے جائز ہی اور معنی خفی اس آیت سے یہ بھی نکلتے ہین کہ پیغمبر خدا نے استغفار مشرکین کے لیے نہین کیا کہ ملت ابراہیم مین بھی ممنوع تھا وہ کس طرح استغفار فرماتے کہ اُنکی شان ارفع اور اعلی ہی تمام انبیا اور مرسلین سے اور آنحضرت معصوم ہین بلا خلاف راویون کے حذف و اختصار اور تصرف اور زعم سے لاستغفرن لك مالم انه عنك پر روایت ختم ہوگی تبھی هي الصحیح اور هو الحق سب صحیح اور جناب رسالتمآب کا لاستغفرن الخ فرمانا ابوطالب کی نسبت اور نزول آیت سب برحق ہی اور صحیح اور آپ مخبوط الفکر اور مطلب ہمارا حاصل کہ نہ جناب رسالتمآب نے اپنے کسی چچا مشرک کے لیے استغفار کیا نہ یہ ممانعت آنحضرت کو ہوئی نہ یہ آیت شان ابوطالب مین نازل ہوئی مومنین کے احتمال اور راویون کے حذف و اختصار و تصرف کو تو آپ نہ سمجھے اور جناب ابوطالب اور جناب رسالتمآب دونوکو

آپنے ٹھیرلیا جناب ابوطالب کو مشرک اور کافر قرار دیدیا اور جناب رسول خدا خاتم الانبیا کو معاذ اللہ خاطی اور
عاصی اور مردود خدا بنادیا اور خود ذات اقدس الٰہی کو مخالف الوعد ٹھہرا دیا لاحول ولاقوۃ الا باللہ آپکی فکر فاسد
اور خیال کاسد نے جناب ابوطالب اور رسول خدا و خدا سب کو متہم بقبائح کر دیا اگرچہ حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم
کو تو بالکل بری کر دیا کہ اُنکا استغفار بسبب وعدہ کے تھا اور باوجودیکہ وہ اوّاہ و حلیم تھے اسپر بھی جب
اُنپر ثابت ہو گیا کہ آزر دشمن خدا ہی تو بیزاری اُنھوں نے کی واسطے ہی استحقاق ہی بہکہ آجتک وہ سید المعصومین
خاتم المرسلین کو مرتکب معاصی اور خطا قرار دیتے ہین کہ نہ بسبب وعدہ کے اُنحضرت نے استغفار کیا نہ بامید اسلام
استغفار کیا بلکہ اصرار کیا استغفار مشرکین پر اور حق تعالیٰ نے بھی ادعونی استجب لکم فرماکر دعاے آنحضرت قبول
نکی جب جناب رسول خدا اور خدا کو آپنے نہ چھوڑا تو جناب ابوطالبؑ کہان کے فی الحقیقت رباعی جو جناب
علی بن ابی طالبؑ کی طرف منسوب ہی اگر بنظر انصاف دیکھے تو کم از آیت و حدیث نہین وہ یہ ہی قیلان لاالہ
ذو ولدٍ قیلان الرسول قد کہنا + مانجی اللہ والرسول معاً + من لسان الوری فکیف انا حاصل
یہ ہی کہ آپکی زبان سے نہ خدا بچا نہ اُسکا رسول نہ ابوطالبؑ نے نجات پائی رسالۂ شرح المطالب تو آپنے
رقم فرمایا اگرچہ خسر الدنیا والآخرۃ ہو گئی **قولہ** وکذا رواہ الامام الرازی فی الکبیر وقال العلامۃ الخفاجی
فی عنایۃ القاضی بعد کلام التقریب اعتمدہ من بعدہ من الشراح ولا ینافیہ قولہ فی الحدیث
فنزلت لامتداد استغفارہ لہ الی نزولہا **اقول** یہ بھی وہ ہی فریب دہی کی اور فطرتی آپکی چال ہی
کہ ھذا ھو الحق وروایۃ نزولہا فی ابی طالب ھی الصحیحۃ الخ لکھکر رقم فرماتے ہین وکذا رواہ الامام
الرازی فی تفسیر الکبیر تاکہ ہر شخص یہ ہی سمجھے کہ امام رازی کے نزدیک بھی یہ ہی حق اور صحیح ہی تو ہم کو بھی
آپکی شان مین کلمہ حق اور صحیح کہنا پڑتا ہی کہ آپ مفتری کذاب ہین کہ امام رازی نے اسباب نزول کو اقوال
مختلفہ سے بیان کیا ہی اُس مین ایک قول یہ بھی بیان کیا ناقل قول کو قول نہین کہتے حق تعالیٰ نے کلام مجید مین
اقوال کفار کو بکثرت نقل کیا ہی تو کیا اُن اقوال کو آپ قول خدا قرار دیجیے گا اور پرانی چال بت پرستی کی نہ چھوڑیے گا
اور دلیل اُسپر قول خدا بیان فرمائیے گا کہ حق تعالیٰ نے کلام مجید مین بھی فرمادیا ہی کہ لاتذرن ودا ولا سواعا و
لا یغوث ویعوق ونسرا کہ ہرگز نہ چھوڑو تم ودّ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو کہ یہ پانچون بت تھے
اگر یہ ہی آپ کا مذہب ہی تو آپکو مبارک رہے لکم دینکم ولی دین مگر امام فخرالدین رازی نے تو اقوال مختلفہ
اپنے تفسیر مین بیان کیے اور جو فضائح اور قبائح اس روایت سے اور اُس روایت سے جو درباره والدۂ آنحضرت
وارد ہین بوضاحت تمام کس کس طرح بیان فرمائے ہین کہ کسی آیت اور حدیث سے وہ رد نہین ہو سکتے پھر آپنے
اُنکو بھی تو نقل فرمایا ہوتا مین یہ نہین کہتا کہ آپنے اپنا مذہب قرار دیا ہوتا بیان فخرالدین رازی کو مگر نقل
قول سے امام فخرالدین کے آپکی بددیانتی کا انکشاف نہ ہوتا مگر آپ تو مرید ہین اُس مرید کے جس کا قول
لاعوینہم ہی اگر ہم کو آپکی فقط رد منظور ہوتی تو جن علما و مفسرین و محدثین کے نام آپنے رقم فرمائے ہین

[illegible] اقول [illegible] [illegible] وکتابون مین نقل کیے ہین ہم بھی انھین کو نقل کر دیتے مثلاً
[illegible] آیۃ انک [illegible] کشاف زمخشری اور تفسیر کبیر مین [illegible] الا ذجاج اجمع
[illegible] انزلت فی ابی طالب [illegible] جواب اتنا ہی تھا کہ آپ کا یہی کذاب ہین تفسیر کبیر مین انہ
[illegible] الاولی حمل الآیۃ لان الآیۃ ظاہرھا علی کفر ابی طالب اور اس آیت کے جواب مین بھی [illegible]
[illegible] الامام الرازی فی الکبیر عن علی انہ سمع رجلا یستغفر لابویہ المشرکین الخ فنزلت ہذہ الآیۃ
تعجب جواب تو ہو گیا مگر ہم کو تو اظہار کرنا ہی اُن اُن تحریفات اور تکذیبات کا جو تمویہات اور تدلیسات کا بنکو
آپ نے تلویحات و تلبیسات متنوعہ سے آراستہ کیا ہی کہ آپ کا کشف استار ہو جائے اور عوام دھوکا نہ کھائین
ورنہ حق تعالی تو اپنے عباد مخلصین سے [illegible] کرچکا ہی الا عبادنا المخلصین فرما کر مستثنی فرما دیا ہی وہ تو کبھی آپ کے
دھوکے مین نہ آوینگے اور سورۂ [illegible] لناس آپ کی شان مین تلاوت فرماینگے اور اسی طرح سے آپ نے
علامہ خفاجی اور عنایت القاضی وغیرہ کا نام رقم فرمایا اُس سے مطلوب آپ کا گنوانا ہی کتابون کے نام اور
اسماے علماے اعلام قولہ اقول وانما بنی علی الاستمرار واسند الیہ الاستغفار قول سید الابرار صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم لاستغفرن لک ما لم انہ عنک فرفع مقام الجزم ودون التجویز والاستظہار اقول خیر
تو ہی مزاج کیسا ہی آپ کے نظیر جو مشہور ہین نذیر احمد تھے فالج و لقوہ مین مبتلا ہوے بدزبانی اور بغض خاندان
نبوت کا دنیا ہی مین مزا چکھا وہان کا حال خدا جانے کس قعر دوزخ مین مقر ہوا اب کیا آپ کو بھی سرسام ہوا
ہذیان لاحق ہوا کہ اُردو بولتے بولتے عربی مین مثل بعیر بلبلانے لگے نہین نہین ہذیان نہین ہی یہ بھی وہ ہی
عام فریبی مکاری دغا بازی ہی کہ عوام اُردو خوان اس رسالہ کو پڑھین اور ضرور گمان کرین کہ کسی بڑے عالم
کا رسالہ ہی جو عربی مین دستگاہ کامل رکھتا ہی اللہ اکبر عربی مین بھی جواب گھڑ ڈالا سبحان اللہ سبحان اللہ آپ بھی
کیا باریک بین ہین ابلیس کے بھی استاد بلکہ اغوا کے ایسے ایسے راستہ آپ کو یاد ہین کہ شیطان بھی آپ سے
فراری ہی اقول کی عبارت سے آپ کا کیا مطلوب ہی آیا آپ نے نزول آیہ شان ابوطالب مین ثابت فرمایا
یا توہین و تذلیل جناب ختمی مآب کی فرمائی ہی یا مطلوب آپکا جھٹلانا ہی خدا کو اسواسطے کہ استمرار و استدامت
استغفار سید ابرار زمانہ دراز یعنی بارہ برس تک دلالت کرتا ہی کہ آنحضرت کو انتہا کی محبت تھی جناب ابوطالب
سے اور حق تعالی نے اپنے حبیب سے وعدہ ادعونی استجب لکم فرمایا بتقاضاے محبت استغفار وہ مستحق
جنت ہوے دعاے آنحضرت بلا تاخیر مقبول ہی اور استمرار و استدامت باعث علو مرتبت جناب ابوطالب
کا ہوا اور آپ تو بارہ برس تک استغفار فرمانے کی آنحضرت کے گواہی دیتے ہین مگر جناب ابوطالب کی پرورش
و حمایت و سرگرمی افشاے رسالت اور محبت قلبی اُنکی وانتہا درجہ کی مشقتین اور محنتین اور تکلیفین
اُٹھانا راہ خدا مین اور محبت رسول مقبول مین مشہور و معروف ہی اور محبت رکھنا خدا کا اور رسول خدا کا جناب
ابوطالب کو آپ کی زبان سے اور بیان سے ثابت ہی اور حق سبحانہ تعالی نے تو من احببت فرما کر اظہار محبت

رسول مقبول جناب ابوطالب سے بوضاحت آشکارا کر دیا پھر کیونکر ممکن ہے کہ رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین اپنے دوست کے لیے استغفار نہ کرین اور یہ بھی بات ہے کہ تمام خاصان خدا اولیاء اللہ اتقیا اوصیا سے انبیاء کبار انبیا و مرسلین خصوصا شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین سید المرسلین حضرت محمد مصطفی صلوات اللہ علیہ و علیہم اجمعین ممکن نہیں کہ دشمنان خدا و کفار و مشرکین کو دوست رکھیں بیشک اور بے شبہہ ابوطالب کو آنحضرت دوست رکھتے تھے اور بارہ برس تو کیا بلکہ حضرت رسالت مآب نے اپنے وقت وفات تک استغفار فرمایا ہوگا اور کسطرح ممکن ہے کہ ابوطالب تو مرتے دم تک اپنی جان اور مال و اولاد فدائی پائے آنجناب فرمائین اور باوجود تمام کفار قریش و عرب کے ایک دل ہوجانے کے اور اذیتین اور ایذائین پہونچانے کے حضرت ابوطالب آنحضرت کو رسول کموسی اور آپ کے دین کو خیر الادیان فرماوین و حفاظت و حراست سے ہاتھ نہ اٹھائین اور شفیع المذنبین ایسے محب خالص بے ریا کو ایک کلمہ استغفار سے بھول جائین بلکہ بالضرور جب آنحضرت بخضوع و خشوع بارگاہ کبریا مین اپنے واسطے دعا فرماتے ہونگے جناب ابوطالب کو بھی اس وقت خاص پر یاد فرماتے ہونگے حتی کہ وقت وفات تک جب آنحضرت نے اپنے واسطے استغفار فرمایا ہوگا تو ضرور جناب ابوطالب کے واسطے بھی استغفار کیا ہوگا فہذا مقام للجزم دون التجویز والاستظہار اور آپ تو دشمن خدا و رسول ہین کہ استمرار اور استدامت استغفار کو سید ابرار کے بارہ برس تک عبث قرار دیتے ہین یا معصیت اور دونون حالتون مین نقصان منصب یا انحطاط مرتبۂ نبوت آنحضرت صلعم مرتبت ہوا جاتا ہے یہ تو ہین اور تذلیل نہین ہے تو کیا اختتام درجۂ نبوت و رسالت اسی کا نام ہے پس صاف ظاہر ہے کہ آپ دشمن خاندان رسالت فی الظاہر اور دشمن رسول برحق فی الباطن ہین کہ درپردہ دشمنی فرما رہے ہین یہ تو دشمنی تھی جناب رسالت مآب صلعم سے جو بیان ہوئی اب دشمن خدا ہونا آپ کا خود ظاہر ہے کہ جو دشمن رسول ہے وہ دشمن خدا ہے مگر یہ دشمنی بالواسطہ ہے آپ تو بلا واسطہ دشمن خدا ہین کہ فرماتے ہین کہ استمرار اور استدامت استغفار سید ابرار مقبول بارگاہ ایزد غفار نہ ہوئی حاصل آنکہ حق تعالی ادعونی استجب لکم کا وعدہ فرما چکا تھا تو معاذ اللہ خدا نے ایفاے وعدہ نہ کیا اور مخالفت الوعد ٹھہرا قطع ہو زبان ان لعینون کی جو خدا کو جھوٹا اور مخالف الوعد قرار دیتے ہین اور تو کیا کہون قولہ علی ان الامام الجلیل السیوطی فی کتاب الاتقان عقد فصلا لبیان ما نزل من ایات السورۃ المکیۃ بالمدینۃ و بالعکس وذکر فیہ عن بعضہم ان ایۃ ما کان للنبی الایۃ مکیۃ نزلت فی قولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لابی طالب لاستغفرن لک ما لم انہ عنک واقرہ علیہ فعلی ہذا یزھق الاشکال من راسہ **اقول** امام سیوطی نے کتاب اتقان مین جس فصل مین بیان کیا ہے نزول آیات کا اس حیثیت سے کہ سورہ مکی ہے اور بعض آیات اسکے مدنی ہین اور سورہ مدنی ہے اور بعض آیات اسکے مکی ہین یہ تو صحیح لیکن وذکر فیہ عن بعضہم یعنی ذکر کیا بیچ اسی کتاب اتقان کے بعض مفسرین سے یہ بعضہم کون ہین کسی وقت تو فریب و خدع و مکر کو ترک فرمایئے اگر ذرا سی توجہ فرمائین

مطابق فرمائین عن بعضہم ان اٰیۃ ماکان للنبی الاٰیۃ مکیۃ نزلت فی قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
لابی طالب لاستغفرن لک مالم انہ عنک یہ عبارت خود اس خائن کی ہے یا اسکو عبارت اتقان کہہ سکتے ہین
اب ہم اس تحریف اور تصرف کو بھی واضح کیے دیتے ہین کہ جن لوگون نے استثنی کیا ہے اس آیت کا وہ مذکورہ
بعضہم ہین کہ مجہول الحال ہین جیساکہ اوپر ہم بیان کرآئے ہین کہ جب تک وہ بعض معیّن اور مشخص نہ کیے
جائین اور عدالت اور راستی اُنکی ثابت نہ ہو اُس وقت تک اُنکا قول پایۂ اعتبار سے ساقط ہے اور لفظ
لما ورد کو عبارت سے تحریف کردیا حالانکہ اسی لفظ لما ورد نے مشتبہ کردیا ہے اُن بعض کو کہ نزول آیہ
مکہ مین ہوا سواے اس لفظ ورد کے کوئی دلیل اُنکے پاس نہین تھی اگر کوئی دوسری دلیل اُنکے پاس ہوتی تو
ضرور وہ بیان کرتے پس اس لفظ ورد کو اُنھون نے دلیل گمان کیا اور کہدیا لما ورد انہا نزلت فی قولہ
اور یہ کلام بعضہم مستلزم دور ہے اسلیے کہ کفر جناب ابی طالب کو موقوف کرتے ہین اس آیہ کے مکی ہونے پر
اور اس آیت کا مکی ہونا موقوف کرتے ہین قول آنحضرت لاستغفرن پر اور قول آنحضرت لاستغفرن کو موقوف
کرتے ہین کفر ابی طالب پر اور کفر ابی طالب کو موقوف کرتے ہین اس آیت کے مکی ہونے پر اور یہی دور ہے
فقر لکم یرتفع الاشکال من راسہ صار ہو قولہ ثم ان لفظ البخاری فی کتاب التفسیر فانزل
اللہ تعالیٰ بعد ذالک قال الحافظ فی فتح الباری الظاہر نزولہا بعدہ بمدۃ لروایۃ التفسیر الخ
وہذا ایضا یطیح التشبث من راسہا اقا دہذین العلامۃ الزرقانی فی شرح المواہب وبعد
التثبت والتی اذ قد افصح الحدیث الصحیح بنزولہا فیہ فکیف تدا المصاح بالوساوس **اقول**
تفاسیر کا احوال اور اُنکے اختلافات کو ہم بیان کرچکے ہین مگر آپ کو تو کسی اثبات ہونیکا اور اسماے علمائے کا
مدنظر ہے آنکھین بند کرکے لکھے چلے جائیے کہ اپنی تفسیرون اور کتابون سے اور اپنے علمائے اقوال سے کفر ابوطالب
ثابت ہے اور اپنی جبلی عادت سے بھی باز نہ آئیے مکر و فریب سے امر حق کو پوشیدہ کیے جائیے غافل اس سے
کہ الحق یعلو ولا یعلی مشہور ہے امر حق کسی کے پوشیدہ کرنے سے مخفی نہین ہوسکتا اگرچہ آپ نے تو بڑی کوشش
اور عرق ریزی فرمائی ہے عبارات تفاسیر کو منتشر کرکے رقم فرمایا کہ تعارض اور تضاد جو تفسیرون مین ہے وہ مخفی
ہوجائے ہم بھی اُنہین تفاسیر کی عبارت کہ جنکو آپ نے نقل فرمایا ہے جمع کرکے ایک تفسیر کی عبارت دوسری
تفسیر کی عبارت سے مقابل کرکے اُنکا تعارض اور تضاد ظاہر کیے دیتے ہین کہ ہر خاص و عام آپ کی تزویر
اور دام مکر سے رہائی پائے آپ کے فریب مین نہ آئے جس تفسیر کو آپ نے تفسیر امام نسفی کا خطاب دیا ہے
اُسی مین یہ عبارت ہے ہم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان یستغفر لابی طالب فنزل ماکان للنبی یعنی قصد کیا جناب
رسالت مآب نے کہ استغفار کرین ابی طالب کے واسطے پس نازل ہوئی آیت ماکان للنبی الخ پھر دو صفحون
کے بعد آپ رقم فرماتے ہین قال الحافظ فی فتح الباری الظاہر نزولہا بعدہ بمدۃ بروایۃ التفسیر کہا
حافظ نے فتح الباری مین کہ تحقیق کہ ظاہر ہے نازل ہونا اُسی آیت کا بعد ایک مدت کے بسبب روایت تفسیر کے

له ایمان ابی طالب [illegible] ۱۲ منه

پس ان دونون تفسیرون کو ملایئے کہ تفسیر امام نسفی مین تو قصد کرنا آنحضرت کا استغفار کے لیے اور نازل ہونا آیت کا ہی اور فتح الباری مین نازل ہونا آیت کا بعد ایک مدت مدید کے ہی آیا ہی ایک دوسرے کی ضد ہی کہ نہین اور آپس مین ایک دوسرے کا معارض ہی کہ نہین پھر آپ نے رقم فرمایا ان لفظ البخاری فی کتاب التفسیر فانزل اللہ تعالی بعد ذلک اور قبل اسکے آپ فرما چکے ہین کہ قال العلامۃ الخفاجی فی عنایۃ القاضی لاینافیہ قولہ فی الحدیث فنزلت لامتداد استغفارہ لہ الی نزولہا ان دونون مین بھی وہی تعارض اور تضاد موجود ہی اور اذا تعارضا تساقطا مشہور ہی یہ جواب تو اس وقت مین ہماری طرف سے ہی جب ہم آپ کی تحریر کو قابل اعتنا سمجھین لیکن حال آپ کی دیانت داری کا تو معلوم ہی کہ آپ نقل قول بھی بغیر کاٹ چھانٹ اور تغیر و تبدل کے نہین کرتے چنانچہ یہی عبارت ان لفظ البخاری فی کتاب التفسیر فانزل اللہ بعد ذلک دلالت کرتی ہی آپ کی نیک نیتی پر اسواسطے کہ صحیح بخاری شریف مین کتاب التفسیر مین تو اسطرح لکھا ہی باب قولہ تعالی ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین حدثنا اسحق بن ابراہیم قال اخبرنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن الزہری عن سعید بن المسیب عن ابیہ قال لما حضرت ابا طالب الوفاۃ دخل علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ ابو جہل وعبد اللہ بن ابی امیۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای عم قل لا الہ الا اللہ احاج لک بہا عند اللہ فقال ابو جہل وعبد اللہ بن ابی امیۃ یا ابا طالب اترغب عن ملۃ عبد المطلب فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاستغفرن لک ما لم انہ عنک فنزلت ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین الایۃ پھر آپ یہ عبارت فانزل اللہ بعد ذلک کہان سے لائے کیا کوئی صحیح بخاری بھی تصنیف فرمائی ہی یا اس صحیح بخاری کی اصلاح فرمائی ہی تو سارا آپ کی دیانت داری ثابت ہی ذرا ہوش و حواس درست فرما کر حدیث مندرج صحیح بخاری شریف کو بغور ملاحظہ فرمایئے کہ قول آنحضرت قل یا عم کے بعد انکار کرنا جناب ابو طالب کا ثابت نہین ہوتا بلکہ جناب رسالتمآب کا قریب وفات ابو طالب تشریف لانا اور سامنے ابو جہل و عبد اللہ ابن ابی امیہ کے قل یا عم لا الہ الا اللہ فرمانا اور ان دونون کا یا ابا طالب اترغب عن ملۃ عبد المطلب کہنا پس فرمانا آنحضرت کا لاستغفرن اور نزول آیہ یہ سب تو موجود ہی مگر انکار کرنا ابو طالب کا مذکور نہین اور نہ ذکر کرنا امام ہمام بخاری کا انکار ابو طالب کو بے وجہ نہین اسواسطے کہ جب فرمانا رسول مقبول کا قل یا عم لا الہ الا اللہ ثابت ہی تو دو حال سے خالی نہین یا اقرار کیا ابو طالب نے یا انکار اور جب دونون امرون کو امام بخاری نے ذکر نہ فرمایا تو قل یا عم کے جواب مین سکوت پایا گیا اور سکوت مین دونون احتمال ہو سکتے ہین کہ سکوت کیا ابو طالب نے قل یا عم لا الہ الا اللہ پر یا سکوت کیا یا ابا طالب اترغب عن ملۃ عبد المطلب پر دونون صورتون مین سکوت اقرار اور انکار دونون پر دلالت کرتا ہی اور دلیل اسپر خود قول آنحضرت ہی کہ فرمایا لاستغفرن لک ما لم انہ عنک مراد آنحضرت کی یہ ہوئی کہ سکوت ابو طالب اگر اقرار ہی تو منع نہ کیا جاؤنگا اور اگر انکار ہی تو ممانعت ہوگی اسواسطے

کہ مشرکین کے باب میں تو ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک وارد ہو چکا تھا پس جان بوجھ کر آنحضرتؐ کس طرح مشرک کے لیے استغفار فرماتے اسی سے ثابت ہو گیا کہ سکوت ابوطالبؑ کو آنحضرتؐ نے کفر قیاس نہیں فرمایا اور بارہ برس تک مطابق مقولہ بعض مفسرین الی حین نزولہا استغفار کیا تھا اور اس قول لاستغفرن کو آنحضرتؐ کے مومنین نے سنا اور اپنے نزدیک جناب ابوطالبؑ کو کافر ٹھہرا دیا اور جناب رسالتمآبؐ کو استغفار کرنے والا مشرک کا قرار دیا اور مشابہ کر دیا اس امر کو قصہ حضرت ابراہیمؑ سے اور ان دونوں امر کو اپنے واسطے حجت گردانا اور لگے اپنے آباے مشرکین کے لیے استغفار کرنے حق تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی ما کان للنبی الخ کہ نہیں لائق ہے نبی اور مومنین یعنی نبی کے منصب کے خلاف ہے کہ مشرکین کے لیے استغفار کریں اگرچہ وہ قرابت میں اقرب ہوں یعنی ماں باپ کیوں نہ ہوں اب ہم یہاں پر عرض کرتے ہیں کہ ما کان کے معنی تو ما ینبغی کے ہیں جیسا کہ امام فخر الدین رازی نے تصریح فرمائی ہے پس مومنین نے تو بسبب عدم واقفیت اور عدم عصمت کے نالائق کام کیا کہ اپنے آباے مشرکین کے لیے استغفار کرنے لگے مگر معصوم صاحب ان ھو الا وحی یوحی کو کون نسبت نالائق کام کرنے کی دیسکتا ہے ہی امر اس آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ لائق شان نبی نہیں ہے کہ مشرکین کے لیے استغفار کریں یعنی مومنین گمان نہ کریں کہ جناب رسالتمآبؐ نے مشرک کے لیے استغفار کیا کہ یہ امر اُنکے منصب کے مخالف ہے اور ظاہر ہے کہ مشرکین دشمن خدا ہیں پس حبیب خدا دشمن خدا کا حبیب نہیں ہو سکتا اسی وجہ سے متنبہ کیا مومنین کو کہ تھا را گمان حضرت ابراہیمؑ کی طرف بھی حق نہیں ہے کہ انھوں نے بھی بسبب وعدہ کے استغفار کیا تھا بامید ایمان اور جب اُنپر ثابت ہو گیا کہ وہ عدو اللہ تھا اور مر گیا تو بیزار ہوے اُس سے باوجودیکہ ابراہیمؑ اواہ اور حلیم تھے اور اسی سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ نزول آیہ شان مومنین میں ہوا اور آنحضرتؐ کو ما نعت بھی نہ ہوئی اور اقرار کرنا ابوطالبؑ کا بھی ثابت ہو گیا اور یہ سب ثبوت اسی حدیث سعید ابن المسیب سے ہے کہ جو مذکور ہے صحیح بخاری شریف میں اگرچہ اسی حدیث کو دوسرے محدثین اور مفسرین نے لکھا ہے اور اُس میں انکار ابی طالب بھی ذکر کیا ہے مگر اُن احادیث اور تفاسیر میں احتمال زیادتی اور کمی کا ممکن ہے بخلاف حدیث مندرج صحیح بخاری کے کہ اُس میں زیادتی اور کمی کا احتمال بھی نہیں ہو سکتا کہ اسکی صحت پر اتفاق ہے اب فانزل اللہ بعد ذلک رقم فرمانا آپکا مکر و فریب ہوا اور بالفرض فانزل اللہ بعد ذلک کو تسلیم بھی کریں تو بعد ذلک کا مشار الیہ کون ہے کہ حدیث میں صحیح بخاری کی تو انکار کرنا جناب ابوطالب کا مذکور نہیں بلکہ قول ابوجہل ترغب عن ملۃ عبد المطلب ہے اور فرمودہ حضرت ختمی مآب لاستغفرن ہے اُسکے بعد فنزلت ما کان ہے پس یہ ف تعقیب کی ہے یا سببیہ کی جواب فرمائیں وہ سنی ہیں مگر نزول آیہ شان ابوطالب میں قرار نہیں پاتا فھذہ البراھین القاطعۃ طوائح لقولک ویطیح المنجم من راسہا اور یہ جو آپ رقم فرماتے ہیں اذ قد افصح الحدیث الصحیح بنزولہا فکیف نزد الصحاح بالھوسات یہ بھی ایک دلیل ہے آپ کی عدم ممارست کی علم کلام و حدیث سے اور نہ افصاح الحدیث کی رد افلاح البراہین

عقلی و نقلی سے باحسن الوجوہ ممکن ہی یہ راز بھی آپ پر منکشف ہوا جاتا ہی کہ جب کہ آپ نے لفظ ہو سات سے خطاب کیا ہو وہ ہی مصدر را فصاح قرار پاتے ہین اور جنکو آپ صحیح سمجھ رہے ہین ہو سات ہوے جاتے ہین اور آپکا کلام مردود کا مردود رہتا ہی بعد آیت ثالثہ فصل دوم مین جو آپ نے رقم فرمایا ہی اُسی کے جواب مین پہلے ہم کیفیت روایات صحیحہ اور راویان احادیث وغیرہ سے بحث کر کے آپ کی خوش فہمی وغیرہ واضح کیے دیتے ہین خاطر مطمئن رکھیے **قولہ** آیت ثالثہ قال عز جدہ وھم ینھون عنہ و ینئون عنہ وان یھلکون الا انفسھم وما یشعرون وہ اس نبی سے اور ون کو روکتے اور باز رکھتے ہین اور خود اُسپر ایمان لانے سے بچتے ہین اور اُسکے باعث خود اپنی ہی جانون کو ہلاک کرتے ہین اور انھین شعور نہین یعنی جان بوجھ کر بے شعورون کے سے کام کرتے اُس سے بڑھ کر بے شعور کون سلطان المفسرین سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما اور اُنکے تلمیذ رشید سیدنا امام اعظم کے اُستاد مجید امام عطا ابن ابی رباح و مقاتل وغیرہم مفسرین فرماتے ہین یہ آیت ابو طالب کے باب مین اُتری ہی تفسیر امام بغوی محی السنۃ مین ہی قال بن عباس و مقاتل نزلت فی ابی طالب کان ینھی الناس عن اذی النبی ویمنعھم و ینای عن الایمان بہ ای یبعد اور تفسیر جلالین مین ہی ینھون عن التعرض لرسول اللہ و ینأون عنہ فلا یومنون بہ نزلت فی ابی طالب **اقول** جواب اول امر اول یہ نسبت اقوال مفسرین کے پہلے ہی کلام علماے اعلام و ثقہا سے کرام و محققین ذی احتشام سے ثابت ہو چکا ہی کہ تفسیرین مفسرون کی احادیث موضوعہ و ضعیفہ و آحاد سے مملو ہین اور بعض ہی اُن مین کی ایسی ہونگی جنھین حق تعالی نے محفوظ رکھا ہو کہ اُنھون نے احادیث موضوعہ اور ضعیفہ اور احاد سے اجتناب کیا ہو اور اپنی تفسیرون کو بچایا ہو امر ثانی اُنکا قول حجت نہین جیسا کہ بوضاحت یہ بھی مذکور ہو چکا ہی امر ثالث حافظ سیوطی نوع تاسع مسئلہ خامسہ مین اتقان کے فرماتے ہین کثیرا مایذکرون المفسرون لنزول الایۃ اسبابا متعددۃ فان عبر احدھم بقولہ نزلت فی کذا والاخر نزلت فی کذا و ذکر امرا اخر فقد تقدم ان ھذا یراد بہ التفسیر لا ذکر اسباب النزول فلا منافاۃ بینھما اذ کان اللفظ یتناولھما یعنی اکثر مفسرین نے اسباب نزول متعدد ذکر کیے ہین پس ایک تعبیر کرتا ہی اپنے قول مین کہ نازل ہوئی آیت اس طرح اور دوسرا بیان کرتا ہی کہ نازل ہوئی اس طرح اور وہ ایک دوسرا ہی امر ذکر کرتا ہی پس بہتر اور مقدم سب پہ یہ ہی کہ مراد لی جاے اُن بیانات مختلفہ سے تفسیر نہ ذکر اسباب نزول پس منافات اُن دو قولون مختلف مین نہ ہوگی اسواسطے کہ ہوگا وہ لفظ تفسیر شامل اُن دونون مختلف قولون کو یعنی مفسرون نے جو اسباب مختلفہ نزول آیہ کے بیان فرمائے وہ اسباب نزول ہی نہین قرار پاتے بلکہ وہ سب تفسیر مین شامل ہین نہ اسباب نزول مین امر رابع جو آپ نے رقم فرمایا کہ تفسیر امام بغوی مین ہی قال بن عباس و مقاتل نزلت فی ابی طالب یہ آپ کی پرانی چال ہی اور قدیمی فریب دہی ہی کہ آپ نے صاحب تفسیر کی اصلی رائے کا اخفا کیا ہی اور عبارت پوری نہین لکھی عجب شیوہ ہی آپ کی تحریر کا کسی مقام پر اقوال قائلین کا اخفا اگر کسی مقام پر

ذکر بھی ہو تو اس اخفا کے ساتھ اور اس ڈھب سے کہ ہر شخص یہ بھی نہ سمجھے کہ یہ مذہب صاحب تفسیر کا ہو جیسا کہ
ابھی آپ نے رقم فرمایا کہ تفسیر امام بغوی محی السنۃ مین ہو قال ابن عباس ومقاتل نزلت فی ابی طالب
حالانکہ تفسیر امام بغوی مین یہ قول ابن عباس و مقاتل سے نقلاً جملہ اقوال دیگر مین مذکور ہو جسکی یہ کہ امام بغوی کے
نزدیک یہ ہی قول نزول آیہ مین معتبر ہو اب فرمائیے کہ امام بغوی بھی جو ناقل قول عبد اللہ بن عباس اور
مقاتل ہین اور قائل نہین تو آپ کو کیا فائدہ پہونچتا ہو آپ کو تو اسوقت فائدہ پہونچتا کہ آپ اُنکا مذہب
مختار بیان کرتے اب جو آپ نے اُنکا نام اور اُنکی تفسیر کا نام رقم فرمایا تو بجز خدع اور مکر کے کیا آپ کے
ہاتھ آیا آپکا خصم اگر جواب دے کہ تفسیر امام بغوی مین تو یہ ہی وھم ینھون الناس عن اتباع محمد
وینئون عنہ ای یتباعدون بانفسھم نزلت فی کفار مکۃ قال محمد ابن الحنفیۃ والسدی و
الضحاک وقال قتادۃ ینھون عن القرآن وعن النبی ویتباعدون عنہ تو آپ کیا کہینگے لیجیے آپکا جواب
بھی ہوگیا اور آپ کا خدع بھی ظاہر ہوگیا اور ذاتی دشمنی بھی جناب ابوطالب سے ثابت ہوگئی کہ زبردستی ہر
مفسر اور محدث کو کھینچ تان کر بمقابلہ جناب ابوطالب لاتے ہین اور اُنکے اقوال سے جناب ابوطالب کو
کافر ٹھہراتے ہین اور آخر نتیجہ اُسکا یہ ہوتا ہو کہ آپ ہر مقام پر منھ کی کھاتے ہین اگر آپ رقم فرما دیتے
کہ قول ابن عباس اور مقاتل کو امام بغوی نے بھی نقل کیا ہو اگرچہ خود امام بغوی کا مذہب مختار نہین ہو بلکہ
اُنکا قول مختار نزلت فی کفار مکۃ ہو تو آپ کاذب مفتری کذاب نہ ٹھہرتے ناقل اقوال قرار پاتے مگر وقت تو یہ تھی
کہ مطابق قول حافظ سیوطی یقول احدھم نزلت فی کذا والآخر نزلت فی کذا قرار پاکر درجۂ اسباب نزول
سے ساقط ہو جاتا پھر بعد ذکر امام بغوی آپ رقم فرماتے ہین انوار التنزیل مین ہو ینھون عن التعرض لرسول
اللہ وینئون عنہ فلا یومنون بہ کابی طالب یہ بھی وہ ہی فریب دہی ہو جو ہم مکرر ظاہر کر چکے ہین اور
آپ عبارت انوار التنزیل کو سمجھے نہین ورنہ آپ اُسکو دلیل نزول آیہ کی شان جناب ابوطالب مین نہ گردانتے
اب سنیے کہ مطلب صاحب انوار التنزیل کا یہ ہو کہ وہ کفار لوگون کو آنحضرت صلعم سے متعرض ہونے کو تو منع کرتے
ہین مگر خود آنحضرت صلعم سے بعید رہتے ہین اور اُنکے دین کو اختیار کرکے ایمان نہین لاتے جیسے حضرت
ابوطالب ایمان لائے یہ اصل مطلب ہو صاحب انوار التنزیل کا نہ یہ کہ مراد اُنکی یہ ہو کہ یہ آیہ نازل ہوا اُن
لوگون کے باب مین جو آنحضرت صلعم کے تعرض سے منع کرتے تھے اور خود آنحضرتؐ سے بعید رہتے تھے اور
ایمان نہین لاتے تھے جیسے حضرت ابوطالب کہ وہ تعرض سے آنحضرتؐ کے تو لوگون کو منع کرتے تھے اور
خود معاذ اللہ اُن حضرتؐ سے بعید رہتے تھے اور اُنکا دین قبول کرکے ایمان نہین لاتے تھے کیونکہ اگر یہ
مراد ہو تو لازم آتا ہو کہ مصداق آیہ کے متعدد اشخاص ہون جو امثال حضرت ابوطالب ہون اور امثال جناب
ابوطالب بجمیع اوصاف جناب ابوطالب نہ کسی تفسیر سے ثابت ہوسکتا ہو نہ حدیث سے نہ مورخین نے
کہین ذکر کیا ہو پہلے آپ امثال جناب ابوطالب بجمیع صفات جناب ابوطالب معین فرمائیے پھر نزول آیہ

لہ معالم التنزیل بغوی
سورۂ انعام

شان مین اُن کفار کے ثابت ہوتی ہے اور جناب ابوطالب کو بھی اُن مین شامل فرمایا ہے اور یہ امر محال ہے کوئی
ذی فہم سمجھ سکتا ہے کہ عبارت انوار التنزیل دلالت کرتی ہے کہ مراد اس آیت سے وہ کفار ہیں جو بظاہر جناب
ابوطالب اُنکے شریک تھے مگر حفاظت وحراست مین آنحضرت کی لیکن چونکہ وہ ظاہر و باطن کفر پر تھے
کہ وہ لوگ ایمان نہ لاتے تھے لیکن بظاہر شرکت جناب ابوطالب رہتے تھے لہذا وہ مثل حضرت ابوطالب
مومن نہ تھے اور اس امر سے ظاہر ہوا کہ یہ عبارت انوار التنزیل کی دلیل ایمان حضرت ابوطالب ہے نہ دلیل
عدم ایمان لیکن ہم تو آپ کی عقل و دانائی کے قائل ہین کہ ایسے صریح امر کو آپ نہ سمجھے یا تجاہل عارفانہ
فرماکر ہٹ دھرمی سے مرتکب اکبر معاصی ہوئے حالانکہ آپ کا ہی قول ہے کہ فان الذنب بعد العلم اشد
منہ حین الجہل اور فان العلم حجۃ اللہ بہرحیثیت دو حال سے یہ امر خالی نہین یا تو عبارت انوار التنزیل
آپ نہ سمجھے نہین تو آپ کا جہل ثابت ہوتا ہے یا آپ جان بوجھ کر بے شعوروں سے کام کرتے ہین تو آپ سے
بڑھکر بے شعور کون ہوگا کہ روگردانی کی آپ نے حجت خدا سے اور موذی بنے ہو کہ خسر اللہ نیا والاخرۃ
ہوے **جواب ثانی** امام فخر الدین رازی کی تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ آیہ وھم ینھون عنہ الخ اُن
لوگون کے باب مین ہے جنکے لیے اس سے ماقبل کا آیہ ہے اور ماقبل کا آیہ یہ ہے ومنھم من یستمع الیک
وجعلنا علی قلوبھم اکنۃ ان یفقھوہ وفی اذانھم وقرا وان یروا کل ایۃ لا یومنوا بہا حتی اذا جاؤک
یجادلونک یقول الذین کفروا ان ھذا الا اساطیر الاولین اور بعض اُن کفار مکہ سے وہ لوگ ہین کہ کان
رکھتے ہین وہ طرف تیرے یعنی تو اے محمد جسوقت قرآن پڑھتا ہے تو وہ سنتے ہین اور ڈال دیے ہم نے
اُنکے دلون پر پردے اس بات کے کہ سمجھین وہ اُسکو یعنی ہم نے اُنکے دلون پر پردے ڈال دیے ہین
بسبب اُنکے عناد اور حسد اور تکبر کے کہ وہ غور اور تامل معنون مین نہین کرتے اور کردا ناہے اُنکے کانون مین
گرانی اور ثقل کو کہ وہ حق کو نہ سنین اور اگر مشاہدہ کرین وہ تجھ سے ہر ایک معجزہ کو کہ طلب کرین تو نہ ایمان لاوین
اُسپر بسبب عناد و حسد کے یعنی زیادتی اُنکے انکار اور جھٹلانے کی انتہا سے درجہ کو پہونچی ہے یہانتک کہ جسوقت
آتے ہین وہ تیرے پاس تو مجادلہ کرتے ہین تجھ سے اور کہتے ہین وہ لوگ جو کافر ہین کہ یہ قرآن نہین ہے مگر قصے
کہانیان اگلے پہلون کی الحاصل آیہ وھم ینھون متصل ہے اپنے ماقبل سے اور بغوی معالم التنزیل مین اور خود امام
فخر الدین رازی مسئلہ اولی مین تحت آیہ مذکورہ لکھتے ہین قال ابن عباس حضر عند رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم ابو سفیان والولید بن المغیرۃ والنضر بن الحرث وعقبۃ وعتبۃ وشیبۃ ابنا ربیعۃ
وامیۃ وابی ابنا خلف والحرث بن عامر وابو جہل واستمعوا الی حدیث الرسول فقالوا للنضر ما
[illegible] ما یقول لکنی اراہ یحرک شفتیہ ویتکلم باساطیر الاولین کما [illegible] ابن عباس
[illegible] اور ابو جہل اور نضر بن الحرث اور عقبہ و عتبہ و شیبہ دونوں بیٹے ربیعہ
[illegible] رسول کی [illegible] سے کہا کہ کیا کہتا ہے

السبب اختلف المفسرون یعنی امام فخر الدین بعد نقل آیہ وھم ینھون عنہ الخ رقم فرماتے ہین کہ آیت
مین چند مسائل ہین پہلا مسئلہ یہ ہے کہ جان تو تحقیق کہ حق تعالی نے جسوقت بیان کیا کہ وہ لوگ طعن
کرتے ہین قرآن کے معجزہ ہونے مین اس طرح کی وہ جنس اساطیر اولین اور اقاصیص قدمین سے ہے یعنی جیسے
پہلے لوگون کے قصہ لکھے ہین ویساہی یہ قرآن ہے تو ظاہر کیا حق تعالی نے اس آیت مین کہ تحقیق وہ لوگ منع
کرتے تھے اس سے اور دوری کرتے تھے اس سے اور یہ تحقیق کہ سابق ہوا ذکر قرآن کا اور محمدؐ کا پس ضمیر عنہ
کی محتمل ہے کہ ہو عائد طرف قرآن کے یا طرف محمدؐ کے اور اسی سبب سے اختلاف کیا مفسرون نے
فقال بعضھم وھم ینھون عنہ و ینئون عنہ ای عن القرآن و تدبرہ والاستماع لہ پس کہا بعضون نے
اور وہ لوگ منع کرتے ہین قرآن سے اور اسکے تامل و رسوچنے سے اور اسکے سننے سے و قال الآخرون بل
المراد ینھون عن الرسول اور کہا دوسرون نے بلکہ مراد ینھون عن الرسول ہے یعنی منع کرتے تھے
رسول سے واعلم ان النھی عن الرسول محال بل لابد وان یکون المراد النھی عن فعل یتعلق بہ علیہ
الصلوۃ والسلام وھو غیر مذکور فلاجرم حصل فیہ قولان پھر امام فخر الدین فرماتے ہین کہ جان تو
تحقیق نہی عن الرسول محال ہے تو ضرور ہے کہ ہو مراد نہی کی اس فعل سے کہ متعلق ہے ساتھ اسی رسول کے اور وہ
فعل مذکور نہین ہے پس بالضرور حاصل ہوے اس مین دو قول منھم من قال المراد انھم ینھون عن التصدیق
بنبوتہ والاقرار برسالتہ بعض ان آخرون کے وہ ہین کہ کہا مراد انھم ینھون سے نہی کرنا ہے تصدیق نبوت
اور اقرار رسالت سے وقال عطا و مقاتل نزلت فی ابی طالب کان ینھی قریشا عن ایذاء النبی
ثم یتباعد عنہ ولا یتبعہ علی دینہ اور دوسرا قول عطا اور مقاتل کا ہے کہ تھے ابو طالبؑ کہ منع کرتے تھے
قریش کو ایذا دینے سے نبی کے بعدہ دوری کرتے تھے ان حضرت سے اور نہ متابعت کرتے تھے انکے
دین کی والقول الاول اشبہ لوجھین اور قول اول اشبہ ہے بسبب دو وجہون کے الاول ان جمیع
الآیات المتقدمۃ علی ھذہ الآیۃ تقتضی ذم طریقتھم فکذلک قولہ وھم ینھون عنہ ینبغی ان یکون
محمولا علی امر مذموم فلو حملناہ علی ان اباطالب کان ینھی عن ایذائہ لما حصل ھذا النظم وجہ
اول یہ ہے کہ جمیع آیات متقدمہ اس آیت کے مقتضی ہین مذمت طریقہ کفار کی پس ایساہی قول خدا وھم
ینھون عنہ بھی محمول ہے طریقہ مذموم پر پس اگر حمل کرین ہم اسکو اوپر اس امر کے کہ بہ تحقیق ابوطالب منع کرتے تھے
کفار کو ایذا پہونچانے سے نبی کے تو نہ حاصل ہوگا یہ نظم والثانی انہ تعالی قال بعد ذلک وان یھلکون
الا انفسھم یعنی بما تقدم ذکرہ ولا یلیق ذلک ان یکون المراد من قولہ وھم ینھون عنہ النھی عن
اذیتہ لان ذلک حسن لا یوجب الھلاک وجہ دوسری یہ ہے کہ حق تعالی نے کہا بعد اسکے وان یھلکون الا
انفسھم یعنی نہین ہلاک کرتے وہ لوگ مگر نفسون اپنے کو ساتھ اس چیز کے کہ مقدم ہوا ذکر اسکا اور نہین لائق
ہے کہ ہو مراد قول حق تعالی وھم ینھون سے کہ منع کرتے تھے اذیت دینے سے نبی کو اسواسطے کہ یہ حسن ہے

موجب ہلاک نہیں ہوتا ان قیل ان قوله وان یھلکون الا انفسهم یرجع الی قوله وینئون عنه لا الی قوله
ینھون عنه لان المراد بذلک انھم یبعدون عنه بمفارقة دینه وترک الموافقة له وذلک ذم فلا یرجع ما
ختم به هذا القول پس اگر اعتراض کیا جاوے کہ قول حق تعالی وان یھلکون الا انفسهم راجع ہے طرف
ینئون عنه کے نہ ینھون عنه کی طرف اسواسطے کہ تحقیق کہ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ دوری کرتے تھے نبی سے
ساتھ مفارقت دین کے اور ترک کرنے موافقت کے اسکی پس نہیں صحیح ہے وہ چیز کہ ترجیح دی تم نے
اُسکے ساتھ اس قول کو قلنا ان ظاهر قوله وان یھلکون الا انفسهم یرجع الی کل ما تقدم ذکرہ لانه
بمنزلة ان یقال ان فلانا یبعد عن الشیء الفلانی وینفر عنه ولا یضر بذلک الا نفسه فلا یکون هذا
الضرر متعلقا باحد الامرین دون الاخر جواب دینگے ہم کہ ظاہر قول خدا کا وان یھلکون الا انفسهم
راجع ہوتا ہے طرف کل اس چیز کے کہ مقدم ہوا ذکر اسکا اسواسطے کہ وہ قول بمنزلہ اس قول کے ہے کہ کہا جائے
بہ تحقیق فلان شخص دوری کرتا ہے فلان شئی سے اور تنفر کرتا ہے اس شئی سے اور نہیں ضرر دیتا ہے وہ بہ سبب
اسکے مگر اپنے نفس کو پس نہ ہوگا یہ ضرر متعلق باحد الامرین دون الآخر یعنی یہ ضرر دو امرون میں سے ایک
کے متعلق ہو اور دوسرے کے ساتھ نہ ہو یہ نہیں ہو سکتا المسئلة الثانیة اعلم ان اولئک الکفار
کانوا یعاملون رسول الله بنوعین من القبیح جان تو کہ تحقیق کہ وہی کفار تھے کہ عمل کرتے تھے رسول اللہ
کے ساتھ دو قسم کی بدی سے الاول انھم کانوا ینھون الناس عن قبول دینه والاقرار بنبوته اول
تحقیق کہ وہ کفار منع کرتے تھے آدمیون کو قبول کرنے سے دین کے اور اقرار کرنے سے نبوت کے والثانی
کانوا ینئون عنه اور دوسرے یہ کہ وہ خود دوری کرتے تھے اسی سے والنائی البعید یقال نأی ینأی
اذا بعد اور نائی بعید کو کہتے ہین کہا جاتا ہے نای ینای جسوقت کہ دور ہو ثم قال وان یھلکون الا انفسهم
بسبب تمادیھم فی الکفر وغلوھم فیه وما یشعرون انھم یھلکون الا انفسهم ویذھبونھا الی
النار بما یرتکبون من الکفر والمعصیة والله اعلم بعد اسکے کہا حق تعالی نے وان یھلکون الا انفسهم
وما یشعرون کہا ابن عباس نے اور نہیں ہلاک کرتے تھے وہ مگر اپنے نفسون کو بہ سبب انتہا کے کفر اور
غلو کے اُسی کفر مین اور نہیں سمجھتے ہین کہ تحقیق کہ وہ ہلاک کرتے ہین اپنے نفسون کو اور لے جاتے ہین وہ اپنے
نفسون کو نار مین بہ سبب ارتکاب کفر و معصیت کے واللہ اعلم لیکن امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین
اسباب اختلاف مفسرین اور سبب نزول کو بدلائل قاطعه اور براہین ساطعه کس شد و مد سے بیان فرمایا ہے کہ
اُسپر بھی کسی بے بصیرت کو نہ سوجھے تو مستحق ہوا اسی آیہ کا جو حق تعالی فرماتا ہے کہ وجعلنا علی قلوبھم اکنة
ان یفقھوہ لیکن ہم اتماما للحجه وتوضیحا للمرام خلاصہ اُنکی تفسیر کا چند امور ضرور یہ عرض کیے دیتے ہین شاید
وہ شخص جو بہ سبب غلبۂ کفر و نفاق کے گرداب ضلالت وغوایت میں غوطہ زن ہے ہدایت پائے امر اول یہ
ہے کہ سابقا حق سبحانہ وتعالی نے ذکر فرمایا قرآن کا اور محمد کا اور کفار کے طعن کرنے کا کہ قرآن معجزہ نہیں ہے بلکہ

جنس اساطیر الاولین اور اقاصیص قدیمہ سے ہی اور ان کفار نے نہ سمجھی روایت ابن عباس سے اور معالم میں کلبی سے
معلوم ہو چکا اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ ان کفار میں ابوطالب شریک بھی نہ تھے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آیۂ وھم
ینہون مرتبط ہی آیۂ سابق کا تو یہ آیہ انھین کفار کی شان میں نازل ہوا نہ جناب ابوطالب کی شان میں امر
دوسرا یہ ہی کہ جب یہ آیہ وھم ینہون مرتبط ہوا آیۂ سابق کا اور آیۂ سابق میں ذکر قرآن کا اور آنحضرت کا اور
کفار کے طعن کا ہی تو مفسرون کو بسبب سابق الذکر ہونے قرآن اور محمد کے ارجاع ضمائر میں احتمالات
پیدا ہو گئے اور یہ مشہور ہی کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال پس بطلان ایمان ابوطالب پر استدلال
کرنا خود باطل ہو گیا امر ثالث احتمالات مفسرین یہ ہین کہ بعضون نے کہا ضمیر عنہ کی قرآن کی طرف عائد ہی
تو معنی یہ ہونگے کہ وہ کفار منع کرتے تھے اور لوگون کو قرآن کے سننے سے اور خود بھی بھاگتے تھے اور بعض دیگر
نے کہا کہ ضمیر عنہ عائد ہی محمد کی طرف تو معنی یہ ہونگے کہ منع کرتے تھے رسول سے اور نہی عن الرسول محال ہی تو
مراد نہی عن الرسول سے وہ فعل ہوا کہ جو متعلق ہو رسول سے اور وہ فعل بھی مذکور نہین تھا تو اس مین بھی دو احتمال
پیدا ہوئے ایک یہ کہ نہی کرتے تھے تصدیق نبوت اور اقرار رسالت سے آنحضرت کی دوسرا یہ کہ منع کرتے
تھے کفار ایذا پہنچانے سے اور اسکو منسوب کیا جناب ابوطالب کی طرف بسبب مخفی ہونے انکے ایمان کے
اس بیان سے ظاہر ہو گیا کہ یہ وجوہات متعددہ احتمالات مفسرین سے پیدا ہوئے انکو اسباب نزول کہنا دلیل
بے وقوفی [illegible] امام فخر الدین رازی فرماتے ہین کہ قول اول یعنی نہی کرنا تصدیق نبوت اور اقرار رسالت
سے [illegible] بہتر ہی دو وجہون سے وجہ اول تمام آیات متقدمہ دلالت کرتی ہین امر مذموم پر
[illegible] بھی [illegible] دلالت کرتے امر مذموم پر اور مانع ہونا ایذاے نبی سے امر مذموم نہین ہی بلکہ احسن
[illegible] ثانی نہی کرنا ابوطالب کا ایذاے نبی سے موجب ہلاک نہین ہی جو آخر آیہ
[illegible] اگر کہا جاوے کہ یہلکون متعلق ہو ینہون سے کہ دوری کرنا امر
[illegible] جس سبب سے مخصوص کر دین یہلکون الا انفسہم کو ینہون سے بلکہ
[illegible] جسکا ذکر مقدم ہوا یہ نہین ہو سکتا کہ یہ صرف ایک امر سے متعلق ہو اور دوسرے
امر سے [illegible] آیت نازل ہوئی ہی انھین کفار کی شان مین کہ جو منع کرتے تھے آدمیون کو کہ
دین کو آنحضرت سے قبول نہ کرین اور اقرار رسالت نہ کرین اور خود بھی دوری کرتے تھے اسی سے اور وہ ہی
مستحق تھے وان یہلکون الا انفسہم کے نہ جناب ابوطالب کہ خود بھی آنحضرت کی حفظ و حمایت اور نصرت
مین اپنی جان و مال و اولاد سے مصروف تھے اور دوسرون کو بھی وعظ و پند و نصائح سے ترغیب دلواتے
تھے اور ہدایت فرماتے تھے کہ دین محمد تمام دنیا کے دینون سے بہتر ہی اور محمد رسول ہین مثل موسی کے انکی
متابعت مین فلاح ہی امر خامس راجع ہونا ضمیر مرفوع بارز کا جناب ابوطالب کی طرف بغیر تقدم ذکر
ابوطالب صریحاً یا ضمناً بموجودگی ذکر کفار صریحاً باطل ہی پس ثابت ہوا کہ یہ ضمیر اور ضمیرین مفسرین مرجع مین متحد ہین

اور مراد کفار مکہ ہیں اور جب یہ امر ثابت ہوگیا تو معلوم ہوا کہ نہی اور نائی [illegible] اور ان دو امروں کو نسبت دینا جناب ابوطالب کے ساتھ عقلاً اور نقلاً ممنوع ہوا صریحاً [illegible]
حق سبحانہ تعالیٰ نے وان یھلکون الا انفسہم بسبب تمادیہم فی الکفر وغلوہم فیہ [illegible]
یھلکون انفسہم ویذھبونہا الی النار بما یرتکبون من الکفر والمعصیۃ یعنی نہیں ہلاک کرتے ہیں وہ
لوگ مگر اپنے نفسوں کو بسبب انتہاے کفر کے اور غلو کرنے کے آپ کفر میں اور نہیں [illegible] وہ
لوگ ہلاک کرتے ہیں اپنے نفسوں کو اور لے جاتے ہیں نار میں بسبب ارتکاب کفر اور معصیت کے انتہاے
کفر اور غلو فی الکفر یہ نہیں ہو سکتا کہ محمدؐ کو ایذا دینے سے بچا ئے اور دوسروں کو منع کرے بلکہ انتہاے کفر
وہ یہی ہے کہ دوسروں کو بھی آمادہ کرے ایذا دینے پر اور خود بھی ایذا دے پس ان سب امروں سے ظاہر
ہوگیا کہ احتمالات مفسرین سے اختلاف پیدا ہوے اور اُسنے اصلی سبب نزول کو مخفی کر دیا پس ایسے اختلاف
مفسرین سبب نزول نہیں ہو سکتے بلکہ ایسے اقوال متضادہ کو اگر تفسیر کہیں تو ہو سکتا ہے اور سبب نزول
فی الحقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے سابقاً ذکر کفار اور قرآن اور محمدؐ کر کے اُسکا جواب اس آیہ میں اُن کفار کو دیا
معنی بھی درست ہو گئے اختلاف بھی برطرف ہوگیا نظم قرآن کے موافق بھی رہا سبب نزول بھی مثل آفتاب
نمایاں ہوگیا وھم یعنی وہ مشرکین جنکا ذکر سابق میں گذرا ینھون عنہ منع کرتے تھے وہ ہی مشرکین دوسرے
آدمیوں کو ایمان لانے سے اور اقرار کرنے سے رسالت کے اور قرآن کو معجزہ سمجھنے سے اور کہتے تھے کہ یہ
قرآن قصہ ہے اولین کا وینئون عنہ اور خود بھی دوری کرتے تھے ایمان لانے سے اور اقرار کرنے سے رسالت
کے اور قرآن کو معجزہ سمجھنے سے وان یھلکون الا انفسہم وما یشعرون اور نہیں ہلاک کرتے ہیں وہ لوگ مگر
اپنے نفسوں کو بسبب انتہاے کفر اور غلو کے اور وہ بے شعور ہیں اور تفسیر مدارک التنزیل[۱] میں بھی ایسا ہی فرمایا
ہے علامہ ابوالبرکات عبداللہ ابن احمد ابن محمود نسفی نے وھم ای المشرکون ینھون عنہ الناس عن القرآن
او عن الرسول واتباعہ والایمان بہ وینئون بذالک یعنی مشرکین منع کرتے تھے آدمیوں کو قرآن سے یا رسول
سے اور اتباع رسول سے اور ایمان لانے سے ساتھ اس رسولؐ کے اور دوری کرتے تھے [illegible]
الا انفسہم وما یشعرون ای لا یتعداھم الضرر الی غیرھم وان کانوا یظنون انھم یضرون رسول
اللہ اور نہیں ہلاک کرتے ہیں وہ لوگ مگر اپنے نفسوں کو اور نہیں شعور رکھتے وہ لوگ اس بات پر کہ نہیں
تجاوز کرتا اُن لوگوں سے وہ ضرر اُنکے غیر کی طرف اگرچہ وہ گمان کرتے ہیں کہ [illegible] ضرر پہنچاتے ہیں
رسول کو یعنی وہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ ہم ضرر پہنچاتے ہیں آنحضرتؐ کو [illegible] ضرر اپنے نفسوں کو پہنچاتے
ہیں وقیل عنی بہ ابوطالب[۲] لانہ کان ینھی قریشاً عن التعرض لرسول اللہ وینای عنہ فلا یؤمن
اور کہا گیا کہ مراد لی گئی ہے اس سے ابوطالب اسواسطے کہ ابوطالب منع کرتے تھے قریش کو تعرض رسول اللہ
سے اور دوری کرتے تھے اُن سے اور نہ ایمان لاتے تھے [illegible] ولاول اشبہ اور اول اشبہ صحیح ہے

[۱] تفسیر مدارک [illegible]

[۲] [illegible]

اول تو علامۂ ممدوح نے قیل کر کے قول ضعیف بیان کیا اور پھر اول کو اشبہ صحیح فرمایا جیسا کہ امام فخرالدین رازی نے بدلائل قویہ ثابت فرمایا ہی اور تفسیر درمنثور میں ہی اخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ من طریق علی ابن ابی طلحۃ فی قولہ تعالی وھم ینھون عنہ قال ینھون الناس عن محمد ان یومنوا بہ وینئون عنہ یتباعدون عنہ واخرج ابن ابی شیبۃ وعبد بن حمید وابن جریر و ابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ عن مجاھد فی قولہ وھم ینھون عنہ قال قریش عن الذکر وینئون عنہ یقول یتباعدون واخرج عبد الرزاق وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم و ابو الشیخ عن قتادۃ قولہ وھم ینھون عنہ قال ینھون عن القرآن وعن النبی وینئون عنہ ای یتباعدون عنہ وعلی ھذا القیاس اقوال مفسرین بکثرت واقع ہوئے ہین اور اسکے مخالف بھی واقع ہوئے ہین پس یہ اقوال مفسرین ہین نہ اسباب نزول اور سبب نزول وہی ہو کہ یہ آیت مرتبط ہو آیت سابق سے اور شان مین اُن کفارون کے نازل ہوئی ہو جو تکذیب کرتے تھے اور قرآن کو اساطیر اولین کہتے تھے اقرار رسالت ونبوت سے مانع ہوتے تھے اور خود بھی دوری کرتے تھے اور تفسیر علامۂ ابو السعود مین بھی اسی طرح بیان کیا ہو کہ نزول آیہ شان مین اُن کفار کے ہو جو تکذیب کرتے تھے رسول کی اور قرآن کو اساطیر اولین کہتے تھے کہ یہ قرآن معجزہ نہین ہو بلکہ قصہ ہو جیسا کہ ہم قصے اولین کے بیان کرتے ہین غرض علامۂ ابو السعود کی تفسیر کا خلاصہ یہ ہو وھم ینھون عنہ الضمیر المرفوع للمکذبین والمجرور للقرآن ای لا یقنعون بما ذکر من تکذیبہ وعدہ من قبیل الاساطیر بل ینھون الناس عن استماعہ لئلا یقفوا علی حقیقتہ فیومنوا بہ یعنی ضمیر مرفوع واسطے مذکورین کے ہو اور مجرور واسطے قرآن کے چونکہ علامۂ ممدوح آیۂ سابق مین بیان کر آئے ہین کہ ابو سفیان اور ولید اور نضر اور عتبہ اور شیبہ اور ابو جہل اور اصحاب انکے مجتمع ہو کر تلاوت قرآن آنحضرت سے سن کر کہتے تھے کہ یہ قرآن معجزہ نہین ہو بلکہ قصہ ہو اولین کا اس سبب سے مفسر نے لفظ مذکورین پر اکتفا فرمائی پھر فرمایا ای لا یقنعوا یعنی نہ قناعت کرتے تھے تکذیب کرنے پر اور قرآن کو اساطیر اولین سے شمار کرنے پر بلکہ منع کرتے تھے لوگون کو اُسکے سننے سے تاکہ اُسکی حقیقت پر واقف نہ ہون ورنہ اُسپر ایمان لے آوینگے وینئون عنہ ای یتباعدون عنہ بانفسھم اظہارا لغایۃ نفورھم وتاکیدا لنھیھم عنہ فان اجتناب الناھی عن المنھی عنہ من متممات النھی یعنی خود بھی دوری کرتے تھے اُس سے کہ نہایت تنفر اُنکا اُس قرآن سے اور اُسکی سماعت سے ظاہر ہو اور تاکید پائی جائے اُنکے منع کرنے کی اُس سے اور اُسکی سماعت سے پس بہ تحقیق کہ اجتناب ناہی کا منہی عنہ سے متممات نہی سے ہو یعنی دوسرون کو منع کرنا اور آپ بھی دوری کرنا انتہا سے نہی ہو ولعل ذلک ھو السر فی تاخیر النای عن النھی اور شاید کہ یہی سر ہو موخر ہونے مین نائی کی نہی سے یعنی ینھون عنہ وینئون عنہ سے وہ ہی کفار سابق الذکر تکذیب کرنے والے اور قرآن کو اساطیر اولین کہنے والے ہوئے نہ جناب ابو طالب پھر علامۂ ابو السعود فرماتے ہین وقیل الضمیر المجرور للنبی

وقیل المرفوع لابی طالب اور کہا گیا کہ ضمیر مجرور واسطے نبی کے ہی اور کہا گیا مرفوع واسطے ابوطالب کے
ہی اور دونوں مضامون پر قیل کر کے رقم فرمایا اسلیے کہ وہ ضعیف ہی اور وہ اسی طرح سے ہی کہ کچھ لوگ کفار جمع
ہو کر آئے ابوطالب کے پاس اور ارادہ کیا انھوں نے بدی کا رسول اللہ سے اُسوقت جناب ابوطالب نے
متوجہ ہو کر آنحضرت کی طرف یہ اشعار پڑھے والله لن یصلوا الیک بجمعھم حتی اوسد فی التراب
دفینا + فاصدع بامرک ما علیک غضاضة + وابشر بذاک وقر منه عیونا + ودعوتنی وزعمت
انک ناصحی + ولقد صدقت وکنت ثم امینا + وعرضت دینا لا محالة انه من خیر ادیان
البریة دینا + لولا الملامة او حذاری لسبة + لوجدتنی سمحا بذاک مبینا ان اشعار سے ابوطالب
کی جو بحث متعلق ہی اسے پھر عرض کرونگے علامۂ ابو سعود بعد اسکے فرماتے ہین وان یہلکون ای ما یہلکون
بما فعلوا من النہی والنای الا انفسھم بتعریضھا لاشد العذاب وافظعہ عاجلا واجلا وھو
عذاب الضلال والاضلال یعنی نہین ہلاک کرتے ہین ساتھ اُس چیز کے کہ کرتے ہین وہ لوگ نہی سے اور
نائی سے مگر اپنے نفسون کو ساتھ پیش کرتے اپنے نفسون کے واسطے شدیدتر اور قبیح تر عذاب کے از روے
تعجیل کے اور تاخیر کے اور وہ عذاب ہی گمراہ ہونے کا اور گمراہ کرنے کا وما یشعرون حال من ضمیر یہلکون
ای یقصرون الاھلاک علی انفسھم والحال انھم ما یشعرون یعنی وما یشعرون حال واقع ہوا ہی
ضمیر یہلکون سے یعنی کوتاہ کرتے ہین اہلاک کو اپنے نفسون پر اور حال یہ ہی کہ تحقیق وہ نہین جانتے ہین
کہ ہم اپنے نفسون کو ہلاک کرتے ہین اور نہ وہ یہ جانتے ہین کہ انحصار اس ہلاک کا ہمارے ہی نفسون پر ہی کہ
بسبب اسکے وہ لوگ ضرر نہین پہونچا سکتے قرآن کو اور پیغمبر کو اور مومنین کو پس جو ضال و مضل ہین وہ ہی اپنے
نفسون کو ہلاک کرتے ہین تنبیہ جو قول ضعیف نزول آیہ کا در بارۂ جناب ابوطالب مذکور ہوا اُس مین چند مقام
لائق بحث ہین **مقام اول** امام فخر الدین رازی نے بتوضیح تمام بیان فرمایا کہ بعض ضمیر عنہ کو عائد کرتے
ہین آنحضرت کی طرف تو معنی یہ ہوے کہ نہی کرتے ہین آنحضرت سے اور نہی عن الرسول محال ہی تو اُس مین دو
احتمال ہوے ایک یہ کہ نہی کرتے تھے تصدیق نبوت اور اقرار رسالت سے دوسرے یہ کہ نہی کرتے تھے ایذاے
نبی سے پس یہ دونون احتمال ہوے مفسرین کے اسی طرف اشارہ کیا ہی علامۂ ابو السعود نے اور فرمایا ہی
وقیل الضمیر المجرور للنبی یعنی ضمیر مجرور نبی کی طرف راجع ہی بایں معنی کہ منع کرتے تھے کفار تصدیق نبوت
اور اقرار رسالت آنحضرت سے پھر فرمایا وقیل الضمیر المرفوع لابی طالب یہ دوسرا احتمال ہی کہ ضمیر مرفوع
ابی طالب کی طرف عائد ہی بایں معنی کہ ابوطالب نہی کرتے تھے ایذاے نبی سے پس یہ اقوال ضعیفہ احتمالات
مفسرین کے ہین یہ اسباب نزول ہو سکتے ہی نہین اور نیز احتمال مبطل استدلال ہی پس کسی طرح ممکن نہین کہ
ثبوت نزول آیۂ مذکورہ کا شان ابوطالب مین ہو سکے **مقام دوم** علامۂ ممدوح نے روایت نقل فرمائی
ہی وہ یہ ہی انھم اجتمعوا الیہ وارادوا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوءا یعنی تحقیق کہ وہ کفار

جمع ہوئے ابوطالب کے پاس اور ارادہ کیا آنحضرت سے بدی کا اُسوقت ابوطالب متوجہ ہوئے رسول خدا
کی طرف اور یہ اشعار فرمائے واللہ لن یصلوا الیک بجمعهم حتی اوسد فی التراب دفینا یعنی قسم
ہے خدا کی ہرگز نہ پہونچینگے وہ کفار تیری طرف اپنی جمعیت کے ساتھ یہانتک کہ مین زمین مین دفن کیا
جاؤن مطلب جناب ابوطالب کا یہ تھا کہ جب تک مین زندہ ہون کفار آپ کو اذیت نہین پہونچا سکتے
یہ کلام جناب ابوطالب کا اسقدر مؤثر ہوا اور ایسا رعب غالب ہوا اُن کفار پر کہ دست و پا گم کردہ ہوگئے
اور سب کو یقین ہوگیا کہ بڑا کشت و خون ہوگا جب ابوطالب قتل ہو لینگے اور بعد اُسکے بھی ہم محمد کو گزند پہونچا سکینگے
یا نہ پہونچا سکین مقصد ... کفار عرب جناب ابوطالب کے پاس جمع ہوئے تھے جناب ابوطالب کو
لازم تھا کہ اُن کفار کو جواب دیتے مگر جناب ابوطالب اُنکی طرف متوجہ نہ ہوئے اور اسی حالت غیظ و غضب
مین چند امرون کا جواب دینا مطلوب ہوا ایک یہ کہ کفار عرب یہ نہ سمجھین کہ ہماری جمعیت سے ابوطالب ڈر گئے
دوسرے یہ کہ سب کفار عرب جو جمع ہوئے ہین سردار قوم ہین دو حال سے خالی نہین یا میرے رعب و داب
سے یہ لوگ خائف ہوجاینگے اور جو ارادہ اُنکے دلون مین ہے اُسکو ترک کرینگے اور یا آمادہ جنگ ہوجاینگے
تو اسی وقت مین اپنی جان فدا کرونگا تیسرے یہ کہ جو شخص مستعد بجنگ ہوتا ہے خصوصاً اُن لوگون سے کہ
جو شجاعت اور حمیت مین مشہور ہون اور قتل ہون تو پہلے ہی اپنی حیات سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے کہ یہ امر انکی
اپنے اختیار سے باہر ہے باین وجوہ جناب ابوطالب متوجہ ہوئے جناب ختمی مآب کی طرف اور جو تصدیق
قلبی ابوطالب کو حاصل تھی اور جیسا کہ والہ و فریفتہ تھے آنحضرت کے اور برادر جو اذعان و اعتقاد کہ آپ کا
آنحضرت کے ساتھ تھا اُسکا اظہار فرمادیا اور نیز یہ بھی منظور تھا کہ جو قدر و منزلت میری اُن کذاب کے دلون
مین ہے وہ بھی قائم رہے کہ شاید اگر حیات باقی رہی تو سلسلہ حفاظت و حراست منقطع نہ ہوجائے چنانچہ
تمام کتب سیر وغیرہ مملو ہین کہ چند بار کفار مجتمع ہوکر جناب ابوطالب کے پاس آئے اور شکایت کی کہ محمد آپ کا
بھتیجا ہمارے خداؤن کی تکذیب کرتا ہے ہمارے دین کی تذلیل ہے نسبت کفر و ضلالت کی ہم کو اور ہمارے
آباء سلف کو دیتا ہے آپ اس امر سے اُسکو منع فرمائیے جناب ابوطالب نے جواب اکمل دیکر واپس کیا بعد
پھر وہ لوگ جمع ہوئے اور اکابر جماعت کو مانند ابوجہل و عتبہ اور شیبہ وغیرہ کو جناب ابوطالب کے پاس
بھیجا کہ ہم مین طاقت سماعت نہین ہے اور تحمل باقی نہین رہا یا محمد مکہ مین رہے یا ہم ہر چند جناب ابوطالب
نے سمجھایا کچھ مفید نہ ہوا اور وہ لوگ آزردہ ہوکر بخشم اُٹھ کر چلے گئے جناب ابوطالب نے آنحضرت کو
بلایا اور حقیقت حال سے آگاہ کیا کہ تمام قوم نے دشمنی پر کمر مضبوط باندھی ہے سب آمادہ بجنگ ہورہے
ہین اب وہ اس امر پر راضی ہوئے ہین کہ تم اُنکے خداؤن کو اور اُنکے دین کو بد نہ کہو اور نسبت کفر و ضلالت
کی اُنکو نہ دو پیغمبر خدا نے جواب دیا کہ قریش اگر ایک ہاتھ مین آفتاب اور ایک مین ماہتاب دیدین کہ مین
اس امر سے باز آؤن تو بھی نہ مانونگا اور دین اسلام کو ظاہر کرونگا ملا مسکین کاشفی معارج النبوۃ مین رقم

فرماتے ہین کہ این بگفت و برخواست و آب در دیدہ بگردانید و برفت ابوطالب چون دید کہ پیغمبر از پیش وی دلتنگ بیرون رفت ابوطالب از انچہ با آنحضرت گفتہ بود پشیمان شد و آن حضرت را بخواند و گفت کہ ہر نوع دلخواہ تست آنچنان معاملہ کن کہ تا جان دارم از حمایت و تعصب تو باز نہ ایستم و تا زندہ ام در طلب رضای تو می باشم انتہی اور ابن سعد نے طبقات مین اور امام اہل السیر محمد بن اسحق اور زہیرہ جوزی نے اور ایک جم غفیر نے مواہب مین اور ملا معین کاشفی نے معارج مین نقل کیا ہی اکابر کفار قریش جمع ہوکر پھر جناب ابوطالب کے پاس آئے اور کہا کہ آپکا بھتیجا ہمارے معبودون کی سب و شتم کرتا ہی اور ہمارے آبائے سلف کی توہین و تذلیل کرتا ہی یا آپ اُسکو باز رکھین کہ وہ ایسے اقوال سے اجتناب کرے والا آپ محمدؐ کو ہمارے سپرد کیجیے کہ ہم اُسے قتل کرین اور اُسکے عوض مین عمارہ ابن ولید کہ اجمل قریش و حسین ترین مردم ہی ہم آپ کی خدمت مین حاضر کرتے ہین آپ اُسکی تربیت اور پرورش مین مصروف رہین ہم نہین چاہتے کہ ہماری طرف سے آپ کی خاطر اقدس غبار آلودہ ہو اس مقام پر عبارت معارج بلفظہ نقل کی جاتی ہی کہ جو رکن سوم باب اول فصل چہارم مین ہی ابوطالب ازین سخن ایشان بخشم درآمد و گفت ای قوم این نوع اندیشہ بسیار از خرد دور است و ہیچ عاقل تصور نہ کند کہ من فرزند شما بستانم و بپرورم و فرزند خود بشما دہم تا بکشید در عالم ہیچ کس این معاملہ کردہ است کہ شما مرا می فرمائید تا اکنون سخن نگاہ می داشتم اکنون آشکارا می گویم کہ ہر کہ خصم پیغمبرست من خصم اویم و ہر کہ خصم دین اوست من خصم دین اویم چون ابوطالبؑ این سخن بگفت ہمہ از پیش او برجستند و بدشمنی و کدورت میان بربستند ابوطالب چون دید کہ قوم بر سر جنگ اند قوم خود بنی ہاشم و بنی عبد المطلب را بخواند و احوال بایشان بگفت و ایشان را بنصرت و معاونت آنحضرت تحریص کرد ہمہ گفتند سمعًا و طاعۃ ہرچہ فرمائی بجان ایستادہ و اطاعت و فرمان ترا آمادہ ایم انتہی الحاصل جناب ابوطالب نے تمام بنی ہاشم اور عشائر و اولاد کو اپنے آمادہ کرلیا اور یہ بھی قصد کرلیا کہ ان سب کو فدائے پائے آنحضرت کردونگا اور یہ بھی باعلان کہدیا کہ ابتک تو مین نے مخفی کہا تھا اب آشکارا کہتا ہون کہ جو محمدؐ کا دشمن ہی مین اُسکا دشمن ہون اور جو محمدؐ کے دین کا دشمن ہی مین اُسکے دین کا دشمن ہون اب انصاف فرمایئے کہ ابوطالب کس دین کے دشمن ٹھہرے اور کس دین کے دوست اگر محبت تھی ابوطالبؑ کو تو آنحضرتؐ سے بقول آپ کے جیسی محبت چچا کو بھتیجے سے ہوتی ہی ویسی محبت تھی پھر بھتیجے کے دین سے بھی تو ویسی ہی محبت کا اظہار فرمادیا اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ تمام کفار عرب آنحضرتؐ کے دین سے دشمنی رکھتے تھے تو تمام ادیان کفر کے ابوطالب بھی دشمن ٹھہرے اور باعلان اُس مجمع مین کہدیا کہ مین تمام ادیان کفر کا دشمن ہون اب دوستی کس دین سے جناب ابوطالب کو تھی وہ اپنے اس شعر مین جناب رسالتمآب کی طرف متوجہ ہوکر کس شد و مد سے ظاہر فرماتے ہین کہ ہین نے تو باعلان ظاہر کردیا کہ فاصدع بامرک ما علیک غضاضۃ + وابشر بذاک وقر منہ عیونا یعنی ظاہر بنمائیے بعلان کہ تو اپنے امر کو اور نہین ہی اوپر تیرے منقصت اور ذلت اور خوشخبری ہو تجکو ساتھ اُسکے اور ٹھنڈی کر

آنکھیں اپنی مراد حضرت ابوطالب کی اس شعر سے ظاہر ہی کہ میں تو اعلان کر چکا اب تو بھی کوشش کر ابلاغ رسالت
میں کہ تاحیات میری کوئی منقصت اور ذلت تجکو نہ پہونچیگی اور ٹھنڈی کر آنکھیں اپنی اور خوش ہو کہ میں ظاہر
بظاہر تیرا اور تیرے دین کا محب ہوں ودعوتنی وزعمت انک ناصحی ولقد صدقت وکنت ثم امینا
اور دعوت کی آپ نے مجکو اور گمان کیا آپ نے کہ تحقیق کہ آپ ناصح میرے ہیں اور تحقیق کہ سچ کہا آپ نے اور
ہیں آپ امین جناب ابوطالب کو اقرار اور اعتراف کرنا منظور تھا اس سبب سے دعوتنی وناصحی فرمایا ورنہ
یہ تخصیص جناب ابوطالب کیوں فرماتے سبحان اللہ کیا کامل العقل تھے جناب ابوطالب کہ پہلے تو تمام بنی ہاشم
اور بنی عبدالمطلب سے اقرار معاونت لے لیا اور بعدہ اُن سب پر واضح کر دیا کہ دیکھو میرا بھتیجا ہی میں نے
پرورش کیا ہی میرا فرزند ہی اور عرب میں چچا کو باپ کہتے تھے تو میں اسکا باپ ہوں باوجود ان سب امروں کے
اپنا ناصح ہونے کی تصدیق کرتا ہوں اور باعلان تصدیق کرتا ہوں کہ یہ صادق اور امین ہی اور جب یہ فرما چکے تو
ظاہر فرماتے ہیں وعرفت دینا لامحالۃ انہ من خیر ادیان البریۃ دینا اور ظاہر کیا آپ نے دین کو کہ لامحالہ
وہ دین بہترین ادیان خلائق سے ہی اس شعر میں صاف صاف فرمادیا پہلے تو ابلاغ رسالت کی خوشخبری دی
پھر ظاہر کیا کہ آپ نے مجھے دعوت کی پھر اپنا اذعان اور ایقان آشکارا کیا کہ بہ تحقیق کہ آپ تو ناصح وصادق
اور امین ہیں اور یہ سب بیان فرما کر کہدیا کہ ظاہر کیا آپ نے وہ دین کہ بیشک وہ دین بہترین ادیان خلق ہی
اب اس کلام کو ابوطالب کے اُس کلام سے ملا دیجیے کہ فرمایا کہ جو محمدؐ کے دین کا دشمن ہی اُسکے دین کا میں دشمن ہوں
اس کلام سے بوضاحت مطلوب جناب ابوطالبؑ کا ثابت ہو گیا کہ جو بہترین ادیان ہی وہ ہی میرا دین ہی کہ جس
دین سے جناب ابوطالب دشمن تھے وہ اُنکا دین کسی طرح قرار پا سکتا ہی نہیں اب رہا ایک شعر جس پر بڑا وثوق ہی
دشمنان خاندان نبوی وعلوی کو اور اُسکو دلیل عدم اقرار اسلام قرار دیتے ہیں وہ شعر یہ ہی لولا الملامۃ وحذاری
[illegible] فوجدتنی سمحا بذاک مبینا حالانکہ یہ شعر تمام تر دلالت کر رہا ہی جناب ابوطالبؑ کے ایمان واسلام
[illegible] پائی جاتی ہی نہ انکار بلکہ صاف اقرار موجود ہی مگر پردہ تعصب نے متعصبین کو مصداق
[illegible] بنا رکھا ہی وہ کیونکر سمجھیں اور آنکھیں کیونکر سجھائی دے یہ واقعہ اُس وقت کا ہی کہ جناب ابوطالبؑ
آنحضرت کو شعب میں نہیں لے گئے ہیں بعد اس قیل وقال وران اشعار کے فرمانے کے پھر بنی ہاشم کو اور بنی عبدالمطلب
کو جمع کیا اور سب کو ہمراہ لیکر داخل شعب ہوئے سوائے ابولہب کے کہ وہ تو نہیں گیا اور شعب میں جو جو ایذائیں
اُٹھائیں وہ سب کتب سیر وتواریخ سے بالتصریح معلوم ہو سکتی ہیں فمن شاء فلیرجع الیہ اور یہ شعر جو جناب
ابوطالبؑ نے فرمایا سبب اُسکا یہ تھا کہ تمام کفار قریش سے بلکہ تمام کفار عرب سے سوائے بنی ہاشم وعبدالمطلب
کے آشکارا دشمنی ہو گئی تھی پس ابوطالب نے اندیشہ کیا کہ ایسا نہ ہو کہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب بھی
مثل دیگر کفار کے دشمنی پر آمادہ ہو جائیں اور سلسلۂ حفاظت اور حراست منقطع ہو جائے باین وجہ
فی الحقیقت خطاب تو بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب سے تھا مگر چونکہ ابوطالب مخاطب برسول برحق تھے

آنحضرت کی طرف متوجہ رہے اور کافی بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کو ہدایت فرمائی کہ میں یہ سب جانتا ہوں کہ آپ کا
دین بہترین دین ہے اور آپ سچے رسول ہیں اور میں انکو بھی دوست رکھتا ہوں اور انکے دین کو بھی دوست
رکھتا ہوں اور تم لوگ بھی مجھکو ملامت کرنے لگو گے اور دشمن ہو جاؤ گے اگر یہ سب خوف نہ ہوتے تم سے
تو میں جو امر دینی کرتا اس امر کے آشکارا کرنے میں یا آشکارا ہونے میں اور نیز آنحضرت پر بھی اپنے مطلب
کو ظاہر فرما دیا کہ خوف ملامت اور دشنام جو میں ظاہر کر رہا ہوں فقط آپ کی حفاظت مطلوب ہے ورنہ جیسا
میں جو امر دیا باطن میں ہوں اس امر میں ویسا ہی آپ مجھکو آشکارا پاتے اور معنی خفی جو اس شعر میں ہیں وہ یہ ہیں
کہ جیسا میں بجمیع الوجوہ دین اسلام کو بہترین ادیان خلق کہونگا اور تصدیق آنحضرت باین شد و مد کرونگا کہ یہ
میرے ناصح ہیں اور صادق ہیں اور امین ہیں تو شاید بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب بھی ہمزبان ہو جائیں
اور یہ سب آنحضرت کی اور نبوت و رسالت آنحضرت کی تصدیق کرنے لگیں تو اسوقت میں ان سب سے
کہوں کہ جب تم سب متفق ہو اس امر پر تو پھر امر حق سے کیوں کنارا کرتے ہو شاید یہ سب راہ راست پر
آجائیں اور شاید اگر میرے اس کہنے پر بھی اسلام کو قبول نہ کیا اور میری طرف متوجہ اسلام بن نہ ہوئے
تو میری اطاعت و فرمانبرداری سے منھ نہ موڑینگے اور میں بھی کہہ سکونگا کہ تم لوگوں کے خیال سے میں نے
بھی تم کو چھوڑا نہیں ورنہ کون سی ملامت و دشنام و ایذا دہی کفار نے اٹھا رکھی تھی یہاں تک تو عہد و میثاق
آپس میں کیا تھا کہ ان سب سے متابعت اور مخالطت اور مبایعت نہ کرینگے اور انقطاع سلام و کلام و صلہ
رحمی کر چکے تھے اب کون سی ملامت و دشنام و ایذا باقی تھی جسکا خوف جناب ابوطالب کو تھا پس اب اگر خوف
ابوطالب کو تھا تو یہی تھا کہ بنی ہاشم وغیرہ بھی ایذا رسانی پر آمادہ نہ ہو جائیں اور میری معیت اور آنحضرت
کی معاونت ترک نہ کریں اور کیا فصیح و بلیغ کلام ہے جناب ابوطالب کا جس کلام سے مترشح ہو رہا ہے کہ دشنام
و ملامت کا ضرر دنیا میں ہے کہ عند الناس مذموم ہے نہ آخرت میں اور چونکہ یہ ضرر متعدی ہوتا تھا آنحضرت کی
طرف تو دنیا کے اس ضرر کو بسبب منفعت آنحضرت کے گوارا نہ کیا اسی طرح اقرار و اسلام کا اظہار بھی واسطے
اجرائے احکام کے ہے دنیا میں اور نفع بھی اسکا دنیا میں ہے اور ممدوح بھی عند الناس ہے لیکن نفع اس
اظہار کا خاص جناب ابوطالب سے مخصوص تھا اور باوجود اس نفع خاص کے ضرر تھا آنحضرت کا پس بسبب محبت
حضرت آنحضرت اس نفع کو گوارا نہ کیا اور فرما دیا لولا الملامۃ او حذاری سبۃ لوجدتنی سمحا بذاک مبینا
اور یہ لفظ مبینا جو جناب ابوطالب نے فرمایا یہ لفظ خود دلالت کرتا ہے جناب ابوطالب کے ایمان باطنی پر کہ
بطور مخفی مومن کامل تھے اسواسطے کہ لفظ مبین لازمی بھی ہے متعدی بھی تو مراد یہ ہے کہ جو امر کہ میں نے ان اشعار میں
بیان کیا ان سب کو میں نے مخفی کیا ہے اگر خوف مذکور نہ ہوتا تو آپ مجھکو پاتے ان امور مخفی کا واضح اور آشکارا
کرنے والا یا باعتقاد ان امور کے واضح اور آشکارا ہونے والا اور یہ امر تو بالکل ظاہر ہے کہ اقرار و قبول کو واضح اور
آشکارا نہیں کہتے اور یہاں تو دونوں معدوم سمجھے جاتے ہیں شئ معدوم کا واضح اور آشکارا ہونا کیسا بلکہ

شئی کہ وجود رکھتی ہو اُسکے ظاہر کرنے کو واضح اور آشکار کہتے ہین اسواسطے کہ واضح اور آشکارا باطن اور مخفی صفتین ہین کہ بیان کرتی ہین حال شئی کو تو وجود شئی مقدم ہوگا صفت پر یعنی پہلے وجود شئی پایا جائیگا فی الواقع بعدہ متصف ہوگا ساتھ ان الفاظ مذکورہ کے مثلاً کہین کہ فلان شخص ایمان لایا بعدہ پھر جیسا حال ہوگا وہ صفت لگائینگے اور کہینگے کہ فلان شخص نے ایمان کو مخفی کیا یا آشکارا کیا پس جناب ابوطالبؑ نے بھی ایسا ہی فرمایا کہ تھا ایمان کہ میرا ہی اُسکا آشکارا کرنے والا یا ساتھ اُسکے آشکارا ہو نیوالا جسکو آپ پاتے ہین ہر شعر سے بالکل ثابت ہوگیا کہ جناب ابوطالبؑ ایمان کو قبول کرچکے تھے لیکن اُسی ایمان کو متصف بصفت سمجھا بذاتہٖ مبینا نہ کیا تھا اگرچہ اظہار فرما چکے تھے مگر جس طرح بخوف اظہار کرتے تھے ہین اُس صفت سے اظہار نہ کیا تھا اگر اُس صفت سے اظہار فرماتے تو خوف تھا کہ بجز تنہائی کوئی یار و مددگار نہ رہیگا اور جناب رسالتمآبؐ نرغۂ اعدا مین یکہ و تنہا رہجائینگے حفاظت اور حراست ونیز ابلاغ رسالت کے ابواب مسدود ہوجائینگے اب آپکو اگر عقل رفیق ہو اور انصاف کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیجیے اور مذہب جو آپ ظاہر فرما رہے ہین کہ ہین سنت جماعت ہون تو اُسے ترک نہ کیجیے اور وہابیت وخارجیت کو دخل نہ دیجیے اور بتوجہ تمام ملاحظہ فرمائیے کہ جناب ابوطالب باتفاق علما سے حدیث وسیر ونیز بقول آپ کے تمام عمر آنحضرتؐ کی حفاظت وحمایت ونصرت وکفالت مین مصروف رہے اپنی اولاد سے زیادہ حضور کو عزیز رکھا اُس وقت مین ساتھ دیا کہ ایک زمانہ دشمن تھا تمام قریش اور کل عزیز و اقربا کی مخالفت گوارا کی سب کو چھوڑنا گوارا کیا کوئی دقیقہ غمگساری جان نثاری کا فروگذاشت نہین کیا اپنی جان و مال اولاد بلکہ کل قوم وقبیلہ کو فدائے آنحضرتؐ فرمایا شبانہ روز آپ کی حفاظت وحراست مین مصروف رہے جس وقت مین آنحضرتؐ کو مجنون ساحر شاعر کہتے تھے اُس وقت مین آپ کے دین کو خیر الادیان کہا رسول کموسیٰ آپ کو تعبیر فرمایا صداقت وامانت کو آنحضرتؐ کے باعلان ظاہر فرمایا تمام قریش بنی ہاشم کو وقت انتقال تک وصیت ونصیحت کی کہ محمدؐ کی تصدیق کرو فلاح پاؤگے شان آنحضرتؐ مین قصائد بے شمار انشا فرمائے اور باعلیٰ صوت مجمع کفار مین فرمایا کہ جو محمدؐ کا دشمن ہے مین اُسکا دشمن ہون جو محمدؐ کے دین کا دشمن ہے مین اُسکے دین کا دشمن ہون انصاف فرمائیے کہ اذعان وگرویدن و باور کردن وراست دانستن وصادق داشتن وراستگوی دانستن وحق گوی دانستن کس کا نام ہے چونکہ ہم ابتدا مراتب تصدیق واذعان وقبول وتسلیم کو بیان کر آئے ہین یہان اسی قدر پر اکتفا کی جاتی ہے کہ اذعان کیفیات نفسانیہ سے ہے اُسکا اظہار موقوف ہے زبان پر اور مشہور ہے کہ زبان ترجمان دل ہے اور نیز مولانا عبدالحق فرماتے ہین کہ زبان معبر است از انچہ در نفس انسان ہست پس جناب ابوطالبؑ نے جو کچھ کہ آپ کے نفس مین تھا نثراً اور نظماً لساناً وکنایۃً وصیۃً ونصیحۃً ظاہر فرمایا اسپر بھی آپ نہ سمجھین تو آپ سے خدا سمجھے کہ آپ نے کس چیز کا نام دین واسلام وایمان وتسلیم واذعان اور تصدیق جنان رکھا ہے اب مین یہان پر وہ امر عرض کرتا ہون کہ قبل آتش دوزخ کے دنیا ہی مین حسد کی آگ سے جل بھن کر خاک ہوجائین سنیے یا حضرت ابوطالبؑ احیا المہاجرین

سید الناصرین ہین جو مراتب ابوطالبؑ کو حاصل ہوئے مہاجرین ہین سے کسی کو وہ مرتبے نہین حاصل ہوئے
چنانچہ مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان مین یہ حدیث منقول ہو عن عبد اللہ ابن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ والمہاجر من ہجر ما نہی اللہ عنہ ہذا
لفظ البخاری ولمسلم قال ان رجلا سئل النبی ای المسلمین خیر قال من سلم المسلمون من لسانہ
ویدہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ مین عبد الحق دہلوی رقم فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہو کہ عبد اللہ ابن عمرو ابن عاص
کہ یہ وہ بزرگ ہین کہ ابوہریرہ جنکی شان مین کہتے تھے کہ مجھمین اور عبد اللہ بن عمرو مین فرق اتنا ہی تھا کہ وہ
کاتب احادیث نبوی تھے اور مین نہ تھا اور وہ محب اہل بیت تھے فرماتے ہین کہ فرمایا رسول خدا نے کہ
مسلمان کامل وہ شخص ہو کہ مسلمان اسکی زبان اور ہاتھ سے سلامت رہین ایذا سے یا نہین زبان اور ہاتھ
کی تخصیص اسوجہ سے کی کہ انواع و اقسام کی ایذائین انہین دونون سے پہونچتی ہین کہ زبان معبر ہو اس
چیز کی کہ نفس انسان مین ہو اسی طرح اکثر اور ہاتھ سے سرزد ہوتے ہین اور تقدیم زبان کی ہاتھ پر اسوجہ سے
ہو کہ زبان سے ایذا پہونچتی ہو گذشتگان اور اہل زمان اور آیندگان کو اور ایذا ہاتھ کی بجز حاضرین کے دوسرے
کو نہین پہونچتی ہو اور کتابت زبان کے حکم مین ہو بلکہ کتابت زبان اور ہاتھ دونون کے حکم مین ہو پس مطابق رقم فرمانے
مولانا عبد الحق کے یہ کتابت یعنی رسالۂ شرح المطالب جو آپ نے رقم فرمایا ہو ایذا دہی ہو گذشتگان اور اہل زمانہ
اور آیندگان آنحضرت کی والمہاجر من ہجر ما نہی اللہ عنہ یعنی مہاجر وہ شخص ہو کہ منہیات حق تعالی کو ترک
کرے عبد الحق دہلوی اس حدیث کی شرح مین یا عبارت رقم فرماتے ہین بدانکہ ہجرت در شرح بمعنی بیرون آمدن
از دار کفر ست بدار اسلام و گریختن از فتنۂ دین ست و این را ہجرت ظاہرہ گویند و ہجرت باطنہ آنکہ از مقتضیات طبیعت
بر آید و آنچہ نفس و شیطان بدان داعی ست بگریزد و ترک دہد بحقیقت شریعت ہجرت برای این غرض ست و
ہر کہ از وی این غرض حاصل شد در معنی مہاجر است اگرچہ در وطن باشد مگر آنکہ صورت ہجرت و ظاہر ان نیز در آن
گیرد چنانچہ در زمان آنحضرت بود کہ مسلمانان را از مکہ بمدینہ واجب بود ہجرت کردن و مقصود ازین حدیث تحریص
ترغیب مہاجران بر ترک مناہی تا بمجرد اسم و صورت اکتفا نکنند و بدان مغرور نشوند یا تسلی خاطر آنہا است
کہ صورت آنرا در نیافتند بحصول ثواب آن بترک منہیات این حدیث کو یا بلفظ بخاری نے روایت کی ہو
اور مسلم مین اس طرح مروی ہو کہ کسی نے پوچھا آنحضرت سے کہ کونسا مسلمان مسلمانون مین بہتر ہو آپکے جواب مین
فرمایا کہ من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ اور مسلم مین والمہاجر من ہجر ما نہی اللہ عنہ نہین ہو مگر
مولانا عبد الحق رقم فرماتے ہین و ظاہر عبارت مؤلف موہم است کہ باشد فافہم پس جناب ابوطالب مصداق
اس حدیث کے ہین بجمیع الوجوہ یعنی داخل ہوتے ہین دار اسلام کے اور اول وطن طبیعت سے نکلنے مین
اور اکتساب کرنے مین امر حق کے اور تصدیق رسالت مین آنحضرت کی اور نصرت کرنے مین آنحضرت کی اور
اظہار رسالت و صداقت و امانت مین آنحضرت کی اور آپ کو رسول کموسی کہنے مین آپکے دین کو خیر الادیان

سلہ مشکوٰۃ صفحہ ... سطر ...

سلہ اشعۃ اللمعات جلد ... صفحہ ... سطر ...

سبقت ہین اور فخر اکبر سے ہین اپنی جان اور مال اور اولاد کے اور ان سب اوصاف مین اسبق ہین سابقین پر پس
جناب ابوطالب کے خیر المہاجرین اور سید الناصرین ہونے مین بجز خوارج کے کسی مومن کو شک اور شبہہ نہین
ہوسکتا اور دلیل اسپر یہ حدیث متفق علیہ ہے عن انس بن مالک ابن النضر الانصاری الخزرجی خادم رسول
اللہ یہ وہ بزرگ ہین کہ آٹھ یا نو برس کے سن سے خدمت جناب رسول خدا مین رہے اور دس برس تک خدمت
مین مصروف رہے مناقب انکے بکثرت ہین جناب رسول مقبول نے انکے واسطے دعا کی تھی اور انکی والدہ کی
خواہش سے عمر شریف انکی سو برس کی ہوئی اور اولاد انکی سو سے متجاوز ہوگئی تھی نخلستان انکا سال مین دو مرتبہ
میوہ دیتا تھا یہ تو تاثیر دعاے آنحضرت کا ثمرہ دنیا مین تھا اور ثمر اخروی کا کیا بیان کیا جاوے قال قال رسول
اللہ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین کہا انس نے فرمایا رسول خدا
نے کہ ایمان نہین لاتا تم مین سے کوئی اور مومن نہین ہوتا جب تک کہ ہون مین محبوب تر طرف اسکے والدین اسکے
اور اولاد سے اسکی اور تمام آدمیون سے چنانچہ مولانا عبدالحق اسی حدیث کی شرح مین رقم فرماتے ہین کہ محبت
دو قسم است طبعی جبلی است کہ از اختیار بندہ بیرون است و بحکم طبیعت و جبلت بی اختیار ربانہا انجذابی دارد و این
قسم خارج تکلیف است چہ دشمن در ایمان است کہ تکلیف شرع در تحصیل و تکمیل آن میرود پس مراد درینجا محبتی خواہد بود
کہ اختیار را دران مدخلی باشد و تکلیف دران جای گردد پس مراد با جبیت درینجا ترجیح جانب آنحضرت است صلی اللہ
علیہ وسلم در ادای حق بالتزام دین و اتباع سنت و رعایت ادب و ایثار رضای وی صلعم بر ہمہ کہ و ہر چہ غیر اوست
از نفس و ولد و والد و اہل و مال و منال چنانکہ راضی شود بہلاک نفس خود و فقدان ہر محبوب نہ فوات حق وی
صلی اللہ علیہ وسلم چنانچہ حال کمل اصحاب بود و ضمن مین اسی کے دوسری حدیث ابن عباس سے نقل فرماتے ہین
چنانکہ در حدیث دیگر آمدہ است کہ آنحضرت از عمر پرسید کہ حال چیست مرا دوست میداری و بس یا غیر مرا شریک
میگردانی گفت محبت مشترک است شما را دوست میدارم و نفس را و فرزندان و مال و منال را نیز دوست میدارم
پس آنحضرت دستی بر سینہ عمر زد و تصرفی کرد و پرسید اکنون حال چیست و چہ گونہ می دریابی گفت ساقط شد محبت
اہل و مال اما محبت نفس ہنوز باقی است بار دیگر دست بر سینہ عمر زد و پرسید اکنون چہ گونہ گفت ہمہ ساقط شد
الا محبت تو یا رسول اللہ ہم اس حدیث مین زیادہ بحث نہین کرتے مگر اتنا امر تو ثابت ہوگیا کہ جناب
ابوطالبؑ کو فقط محبت جبلی آنحضرت سے نہ تھی جو چچا کو بھتیجے سے ہوتی ہے اگر ویسی محبت ہوتی تو مثل دیگر
اعمام کے اپنی اولاد اور مال و منال اور اپنے اقربا اور اپنے نفس سے زیادہ آنحضرت کو دوست نہ رکھتے بلکہ یہ
محبت جناب ابوطالب کی وہ محبت تھی کہ اختیار کو اس مین مدخلت تامہ تھی جیسا کہ بحث محبت مین تصریحاً بیان
ہوچکا ہے اور تمام محدثین و مورخین و اہل سیر اس امر پر متفق ہین چنانچہ ابونعیم نے ابن عباس سے روایت کی ہے
وکان ابوطالب یحب النبیؐ شدیدا لا یحب اولادہ مثلہ ولا ینام الا الی جنبہ ویخرج معہ حتی یخرج
یعنی ابوطالب نہایت دوست رکھتے تھے آنحضرتؐ کو نہ دوست رکھتے تھے اپنی اولاد کو مثل آنحضرتؐ کے یعنی جناب

ابو طالب کو جو محبت کہ آنحضرتؐ سے تھی ہرگز اُسی قدر محبت اپنی اولاد سے نہ رکھتے تھے یہی سبب تھا کہ
جناب رسولؐ کو اپنے پہلو مین اپنے پاس سلاتے تھے اور باہر جاتے تھے تو آنحضرت کے ہاتھ اپنے ہاتھ مین
رکھتے تھے اور جب آنحضرت کو شعب مین لے گئے تو جس مقام پر فرش آنحضرت کا ہوتا تھا شب کو اُس مقام پر
اپنے فرزندون مین سے کسی کو سلاتے تھے اور آنحضرت کو دوسرے مقام پر لیجاتے تھے خود پہلو مین آنحضرت
کے لیٹتے تھے تمام شب بیدار رہتے تھے کہ کفار اگر شب خون کرین تو میرے فرزندون سے مقتول ہون مگر
آنحضرتؐ کو گزند نہ پہونچے پس انس ابن مالک کی روایت سے جو مشکوٰۃ شریف سے نقل کی گئی کہ جو صحیحین مین موجود
ہی اور اس حدیث کو کہ جسکو مولانا عبدالحق نے ضمن مین اس حدیث کے نقل کیا ہی چند امر لائق توضیح ہین اول
یہ کہ فرمانا جناب رسالت مآبؐ کا کہ مومن کامل وہ شخص ہی جو آنحضرت کو اپنی جان و مال و اولاد اور تمام دنیا
و ما فیہا سے زیادہ دوست رکھے پس جناب ابو طالب ان اوصاف سے ایسے متصف تھے کہ کوئی انکار
نہین کر سکتا **دوم** مولانا عبدالحق دہلوی نے اسی حدیث کی شرح مین جو دو قسمین محبت کی لکھی ہین اور دوسری
قسم جو اختیاری اور اکتسابی ہی اور وہی در باب ایمان معتبر ہی اُسکی تمام صفتون سے جناب ابو طالب ایسے
متصف تھے کہ مستغنی عن البیان ہی کوئی صفت ایسی اُس قسم دوم مین نہین ہی کہ جسکے مصداق بالاتفاق جناب
ابو طالب نہ ہون **سوم** مولانا عبدالحق نے جو حدیث دیگر شرح مین اسکی در بارہ حضرت عمر رقم فرمائی وہ بھی
لائق غور ہی اولاً تو پوچھنا آنحضرتؐ کا کہ مرا دوست میداری و بس یا غیر مرا شریک میگردانی اور نہ پوچھنا آنحضرت
کا جناب ابو طالب سے اُنکے انتقال کے وقت تک ثانیاً جواب حضرت عمر کا محبت مشترک ست شما را دوست
میدارم و نفس را فرزندان و مال و منال را نیز دوست میدارم اور جناب ابو طالب نے وقت وفات عبدالمطلب
سے اپنی وفات تک کبھی یہ کلمات اپنی زبان پر جاری نہین فرمائے بلکہ ہمیشہ آنحضرت کو اپنی جان و مال و
اولاد و اپنے نفس سے زیادہ عزیز رکھا جسکے تمام اہل سیر و حدیث اور نیز آپ بھی قائل ہین ثالثاً ضرب لگانا
آنحضرت کا سینۂ حضرت عمر پر اور تصرف کرنا اور پوچھنا اکنون حال چیست اور جواب دینا عمر کا کہ ساقط شد
محبت اہل و مال ما محبت نفس باقی ست بار دیگر پھر ضرب دوم لگانا دست مبارک سے سینۂ عمر پر اور پوچھنا
اکنون چہ گونہ اُسکے جواب مین کہنا عمر کا ہمہ ساقط شد و نماند الا محبت تو یا رسول اللہؐ پس اس حدیث نے
واضح کر دیا کہ محبت اہل و مال و منال و نفس کس درجہ کی محبت ہی کہ جو حضرت عمر سے باوجود اسلام قبول کرنے
کے یہ محبت ترک نہ ہوئی تھی اور محبت اکتسابی اور اختیاری کو کہ ایمان اسی پر موقوف ہی باختیار خود کسب
نہ فرمایا تھا بلکہ بضرب و تصرف اول محبت اہل و مال دفع کی آنحضرت نے اور جناب ابو طالبؑ نے بغیر ضرب کھائے
کھائے کے اور بغیر تصرف فرمانے آنحضرت کے بالذات محبت آنحضرت کو اکتساب فرمایا تھا اور محبت اہل و
عیال اور مال و منال کو اپنے قلب سے دفع فرما دیا تھا **چہارم** محبت نفس وہ محبت ہی کہ غالب ہی
محبت اہل و مال و منال پر کہ جو ضرب اول آنحضرتؐ سے بھی زوال پذیر نہ ہوئی اُسکو آنحضرتؐ نے ضرب ثانی

قلب عمر سے دفع فرمایا اور جناب ابو طالب نے بالذات باختیار خود اس مرتبہ کو اکتساب فرمایا اور باعلان فرمادیا
مجمع کفار میں واللہ لن یصلوا الیک بجمعہم حتی اوسد فی التراب دفینا اور اپنی اولاد کو فرش آنحضرت پر سلاتا
اور آنحضرت کو اس مقام معروف سے مقام دیگر پر لیجانا اور تمام شب حفاظت کرتا بیدار رہنا اور کسی وقت
تنہا نہ چھوڑنا اور ماورا اسکے جو جو افعال و اقوال کہ جناب ابو طالب کے ہین اونسے کتب مملو ہین بانیوجہ اسیقدر
پر اکتفا کی گئی اور نیز ثابت ہوگیا کہ جناب ابو طالب آنحضرت کو اپنے مال و منال و اہل و عیال اور اپنے
نفس سے بہت زیادہ محبوب رکھتے تھے اور ان تمام امرون کو کہ تکمیل ایمان پر دلالت کرتے ہین خود جناب ابو طالب
نے اکتساب فرمایا تھا پس ان تمام دلائل قطعیہ و براہین عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہوگیا کہ جناب ابو طالب خیر
المہاجرین اور سید الناصرین اور اسبق السابقین تھے اب بھی آپ انکار فرمائین تو مصداق جحدوا بہا و
استیقنتہا انفسہم کے قرار پاتے ہین اور وان یہلکون الا انفسہم کے مستحق ہوے جاتے ہین **قولہ**
حدیث سوم فریابی اور عبد الرزاق اپنی مصنف مین اور سعید بن منصور سنن مین اور عبد بن حمید و ابن جریر و
ابن منذر و ابن ابی حاتم و طبرانی و ابو الشیخ و ابن مردویہ اور حاکم مستدرک مین بافادہ تصحیح اور بیہقی دلائل النبوۃ
مین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر مین راوی قال نزلت فی ابی طالب کان ینہی
عن اذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ینای عما جاء بہ یعنی یہ آیت ابو طالب کے بارہ مین اتری اور کافرونکو
حضور سید عالم کی ایذا سے منع کرتے باز رکھتے اور خود حضور اقدس پر ایمان لانے سے دور رہتے **اقول** اس
حدیث سوم کو بڑے زور و شور سے بحوالہاے کثیرہ و عدیدہ و بذکر اسماے کتب قدیمہ و جدیدہ رقم فرمایا
آپ اتنا بھی نہین جانتے کہ اصطلاح محدثین مین حدیث کس کو کہتے ہین پہلے اصطلاح محدثین سے واقفیت
حاصل فرمائیے پھر حدیث نقل فرمائیے حدیث اصطلاح محدثین مین قول و فعل و تقریر آنحضرت کو کہتے ہین اور
تقریر سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص نے کوئی فعل کیا یا کوئی بات آنحضرت کے سامنے کی اور آنحضرت اسپر مطلع
بھی ہوے اور سکوت فرمایا اور منع نہ کیا اور انکار نہ کیا اور اسکو مقرر رکھا اسکو تقریر کہتے ہین اور بعض نے
قول و فعل و تقریر صحابہ و تابعین کو بھی حدیث کہا ہے پس جو منتہی ہو آنحضرت پر اسکو مرفوع کہتے ہین مثلا کہا
یا تقریر کی آنحضرت نے اور جو منتہی بصحابہ ہو اسکو موقوف کہتے ہین اور جو منتہی ہو تابعین پر اسکو مقطوع
کہتے ہین اور موقوف و مقطوع کو آثار کہتے ہین پس اثر ابن عباس کو آپ نے حدیث سوم رقم فرمایا حالانکہ
نہ قول رسول ہے نہ فعل رسول ہے نہ تقریر رسول ہے نہ آنحضرت کی طرف منتہی ہے پس اب آپ کا حدیث سوم
رقم فرمانا ناواقفیت اور عدم ممارست کی دلیل ہے اصطلاح شائع سے **قولہ** قال فی مفاتیح الغیب فیہ
قولان منہم من قال المراد انہم ینہون عن التصدیق بنبوتہ والاقرار برسالتہ وقال عطاء ومقاتل
نزلت فی ابی طالب کان ینہی قریشا عن ایذاء النبی ثم یتباعد عنہ ولا یتبعہ علی دینہ والقول
الاول اشبہ لوجہین الاول ان جمیع الآیات المتقدمۃ علی ہذہ الآیۃ یقتضی ذم طریقہم فلذالک

قلب عمر سے دفع فرمایا اور جناب ابوطالب نے بالذات باختیار خود اس مرتبہ کو اکتساب فرمایا اور باعلان فرمادیا
مجمع کفار مین واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم حتی اوسد فی التراب دفینا اور اپنی اولاد کو فرش آنحضرت پر سلانا
اور آنحضرت کو اس مقام معروف سے مقام دیگر پر لیجانا اور تمام شب حفاظت کرنا بیدار رہنا اور کسی وقت
تنہا نہ چھوڑنا اور ماورا اسکے جو جو افعال و اقوال کہ جناب ابوطالب کے ہین انسے کتب مملو ہین بانوجہ بیقدر
پر اکتفا کی گئی اور نیز ثابت ہو گیا کہ جناب ابوطالب آنحضرت کو اپنے مال و منال و اہل و عیال اور اپنے
نفس سے بہت زیادہ محبوب رکھتے تھے اور ان تمام امورون کو کہ تکمیل ایمان پر دلالت کرتے ہین خود جناب ابوطالب
نے اکتساب فرمایا تھا پس ان تمام دلائل قطعیہ و براہین عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہو گیا کہ جناب ابوطالب خیر
المہاجرین اور سید الناصرین اور اسبق السابقین تھے اب بھی آپ انکار فرمائین تو مصداق جحدوا بہا و
استیقنتہا انفسہم کے قرار پاتے ہین اور جان بہلکون الا انفسہم کے مستحق ہوے جاتے ہین **قولہ**
حدیث سوم فریابی اور عبد الرزاق اپنی مصنف مین اور سعید بن منصور سنن مین اور عبد بن حمید و ابن جریر و
ابن منذر و ابن ابی حاتم و طبرانی و ابو الشیخ و ابن مردویہ اور حاکم مستدرک مین بافادہ تصحیح اور بیہقی دلائل النبوۃ
مین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر مین راوی قال نزلت فی ابی طالب کان ینھی
عن اذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ینأی عما جاء بہ یعنی یہ آیت ابوطالب کے بارہ مین اتری اور کافرونکو
حضور سید عالم کی ایذا سے منع کرتے باز رکھتے اور خود حضور اقدس پر ایمان لانے سے دور رہتے **اقول** اس
حدیث سوم کو بڑے زور و شور سے بحوالہائے کثیرہ و عدیدہ و بذکر اسماے کتب قدیمہ و جدیدہ رقم فرمایا
آپ اتنا بھی نہین جانتے کہ اصطلاح محدثین مین حدیث کس کو کہتے ہین پہلے اصطلاح محدثین سے واقفیت
حاصل فرمایئے پھر حدیث نقل فرمایئے حدیث اصطلاح محدثین مین قول و فعل و تقریر آنحضرت کو کہتے ہین اور
تقریر سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص نے کوئی فعل کیا یا کوئی بات آنحضرت کے سامنے کی اور آنحضرت اسپر مطلع
بھی ہوے اور سکوت فرمایا اور منع نہ کیا اور انکار نہ کیا اور اسکو مقرر رکھا اسکو تقریر کہتے ہین اور بعض نے
قول و فعل و تقریر صحابہ و تابعین کو بھی حدیث کہا ہے پس جو منتہی ہو آنحضرت پر اسکو مرفوع کہتے ہین مثلاً کہا
یا تقریر کی آنحضرت نے اور جو منتہی بصحابہ ہو اسکو موقوف کہتے ہین اور جو منتہی ہو تابعین پر اسکو مقطوع
کہتے ہین اور موقوف و مقطوع کو آثار کہتے ہین پس اثر ابن عباس کو آپ نے حدیث سوم رقم فرمایا حالانکہ
نہ قول رسول ہے نہ فعل رسول ہے نہ تقریر رسول ہے نہ آنحضرت کی طرف منتہی ہے پس اب آپ کا حدیث سوم
رقم فرمانا ناواقفیت اور عدم ممارست کی دلیل ہے اصطلاح شائع سے **قولہ** قال فی مفاتیح الغیب فیہ
قولان منہم من قال المراد انہم ینہون عن التصدیق بنبوتہ والاقرار برسالتہ وقال عطاء ومقاتل
نزلت فی ابی طالب کان ینھی قریشا عن ایذاء النبی ثم یتباعد عنہ ولا یتبعہ علی دینہ والقول
الاول اشبہ لوجہین الاول ان جمیع الآیات المتقدمۃ علی ہذہ الآیۃ یقتضی ذم طریقتہم فلذلک

اور دوری کرتے تھے اس سے یعنی قرآن سے اور ہم سمجھنے سے اور اُسکے استماع سے یہ قول ایک احتمال ہوا وقال الآخرون بل المراد ینہون عن الرسول اور دوسرون نے کہا بلکہ مراد نہی عن الرسول ہی یہ قول آخرون کا دوسرا احتمال ہوا پھر امام فخر الدین فرماتے ہین اعلم ان النہی عن الرسول لما کان محال ہی کہ وہ ان یکون المراد عن النہی عن فعل یتعلق بہ علیہ الصلوۃ والسلام وہو غیر مذکور یعنی بلکہ ضرور ہی کہ ہو مراد نہی سے نہی ایک فعل سے کہ متعلق ہو ساتھ اُسکے علیہ الصلوۃ والسلام اور وہ فعل بھی مذکور نہین تھا فلاجرم حصل فیہ قولان بس بالضرور حاصل ہوئے اُس مین دو قول یعنی جو احتمال آخرون نے کیا کہ ضمیر عنہ عائد ہی آنحضرت کی طرف اور مراد ینہون سے ینہون عن الرسول ہی اور نہی عن الرسول محال تھی تو نہی کو متعلق کیا اُس فعل سے کہ جو متعلق ہو آنحضرت سے اور وہ فعل مذکور نہ تھا اس وجہ سے اُسمین دو احتمال ہوئے اُن دو احتمالون کو مفسرین کے امام فخر الدین رازی نے رقم فرمایا کہ لاجرم حصل فیہ قولان اب آپ نے اپنی دیانت داری سے تمام مضمون مرقومۂ تفسیر کبیر کو ہضم فرمایا اور رقم فرمایا قال فی مفاتیح الغیب فیہ قولان اور قبل اُسکے آپ اقوال مفسرین اور محدثین نقل فرما چکے تھے سبب نزول آیۂ مذکورہ مین تو آپ کی تحریر کا منشا یہ ہوا کہ ضمیر فیہ قول امام مین راجع ہی سبب نزول کی طرف یعنی مفاتیح الغیب مین کہا کہ سبب نزول مین دو قول ہین حالانکہ فیہ کا مرجع قول آخرون ہی کہ ینہون سے مراد ینہون عن الرسول لیتے ہین کہ جو محال ہی اور اس لحوق محال نے اُنکو لاچار کر دیا کہ نہی سے مراد لین نہی عن الفعل کہ متعلق بہ رسول ہو پس اب ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ تحریف لفظی و معنوی کے آپ مرتکب ہوئے یا نہین اور یہ صفت یہود کی ہی یا نہین حاصل یہ ہی کہ احتمال ثانی مین جو دو احتمال پیدا ہوئے اُس مین سے ایک احتمال یہ ہی جو آپ نے رقم فرمایا منہم من قال المراد انہم ینہون عن التصدیق بنبوتہ والاقرار برسالتہ اور دوسرا احتمال یہ ہی وقال عطا ومقاتل نزلت فی ابی طالب الخ پس اس احتمال ثانی کے دو احتمالون مین سے احتمال اول کو امام فخر الدین رازی اور علامہ ابو البرکات عبد اللہ ابن احمد ابن محمود نسفی صاحب تفسیر مدارک اشبہ بالصحیح فرماتے ہین اور آپ قول ثانی کے قائل ہو کر قول اول کی رد فرماتے ہین حالانکہ یہ قیل و قال مردودانہ ایک چشم زدن مین مردود ہوئی جاتی ہی خاطر مطمئن رکھے اولاً تو ہم آپ کے قول کو بفرض محال تسلیم کر لیتے ہین اچھا آپ ثانی ہی کی صحت کے قائل رہیے زیادہ برین نیست کہ جہان عطا و مقاتل کہا گیا وہان پر قال عطا و مقاتل واحمد دحلان کہا جائیگا لیکن یہ تو فرمائیے کہ یہ سب احتمالات مفسرین کے ہین یا نہین اگر نہین ہین تو یہ اختلاف کیسا اور کیون ہوا اور اگر احتمالات مفسرین کے ہین تو یہ تفسیر ہی سبب نزول نہین اور مکرر عرض کر چکا ہون کہ ایسا احتمال قابل استدلال نہین ہی اور آپ کا خیال متعلق نزول آیہ خیال محال ہی ثانیاً تمام مفسرین محققین نے ضمیر مرفوع کا مرجع کفار مذکورین آیۂ سابقہ کو قرار دیا آپ تعصب و عناد کو برطرف فرما کر ملاحظہ تو فرمائیے چند تفسیرون کی عبارتین بلفظہ نقل کی جاتی ہین تفسیر روح البیان مین ہی وہم ینہون عنہ وینئون عنہ

اورکا فرمنع کرتے تھے لوگون کوایمان لانے سے پیغمبر[۱] پراور دور رہتے تھے اپنے آپ بھی یعنی نہ ایمان لاتے تھے نہ اورون کوایمان لانے دیتے تھے مواہب علیہ المعروف بہ تفسیر حسینی وھم ایشان یعنی کافران ینہون عنہ باز میدارند مردمان راازایمان برسول وینئون عنہ و دور میشوند بہ نفس خود ازو یعنی نہ خود ایمان می آورند ونہ دیگری رامیگذارند معالم التنزیل[۲] وھم ینہون عنہ ای ینہون الناس عن اتباع محمد وینئون عنہ ای یتباعدون عنہ بانفسہم مفاتیح الغیب المعروف بہ تفسیر کبیر امام فخرالدین رازی اسکی عبارت کو مکرر نقل کرچکے ہین تفسیر کبیر علامہ ابوالسعود[۳] وھم ینہون عنہ الضمیر المرفوع للمذکورین والمجرور للقران ای لایقنعون بما ذکرمن تکذیبہ وعدہ من قبیل الاساطیر بل ینہون الناس عن استماعہ لئلا یقفوا علی حقیقتہ فیومنوا بہ وینئون عنہ ای یتباعدون عنہ بانفسہم اظہارا لغایۃ نفورھم وتاکیدا لنہیہم عنہ فان اجتناب الناہی عن المنہی عنہ من متممات النہی درمنثور اخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ من طریق علی بن ابی طلحۃ فی قولہ تعالی وھم ینہون عنہ قال ینہون الناس عن محمد ان یومنوا بہ وینئون عنہ یتباعدون عنہ واخرج ابن ابی شیبۃ وعبد ابن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابوالشیخ عن مجاھد فی قولہ وھم ینہون عنہ قال قریش عن الذکر وینئون عنہ یقول یتباعدون واخرج عبدالرزاق وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابوالشیخ عن قتادۃ قولہ وھم ینہون عنہ قال ینہون عن القران وعن النبی وینئون عنہ یتباعدون عنہ تفسیر جلالین وھم ینہون الناس ای عن اتباع النبی وینئون یتباعدون عنہ فلا یومنون بہ تفسیر بیضاوی صفحہ ۲۵۲ مطبوعہ نول کشور وھم ینہون عنہ ای ینہون الناس عن القران اوالرسول والایمان بہ وینئون عنہ بانفسہم تفسیر جامع البیان قلمی ینہون الناس عنہ عن استماع القران اوعن ایمان وینئون عنہ یتباعدون عنہ بانفسہم تفسیر علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد ابن محمود نسفی مسمی بہ مدارک التنزیل وھم ای المشرکون ینہون عنہ الناس عن القران اوعن الرسول واتباعہ والایمان بہ وینئون عنہ بذلک وان یہلکون الا انفسہم وما یشعرون ای لایتعداھم الضرر الی غیرھم وان کانوا یظنون انہم یضرون رسول اللہ ان تفسیرون کی عبارتین جوہم نے نقل کین فقط اسواسطے کہ اکثر مفسرین نے ضمائر مرفوعہ کا مرجع انھین کفار کو قرار دیا ہی اوریہی مذہب مختار انکا ہی ہماری یہ مراد نہین کہ اقوال ضعیفہ ان مفسرین نے ذکر نہین کیے بلکہ اقوال ضعیفہ کوبھی بیان کیا ہو لیکن صاف طرز تحریر سے واضح ہوتا ہی کہ یہ قول مختار اس مفسر کا نہین ہی اب آپ ہی انصاف فرمائیے کہ اقوال مفسرین محققین مذکورہ بالامین ضمائر مرفوع کا مرجع وہی کفار سابق الذکرہین یا نہین پس جو قول ضعیف کہ کشان کشان جناب ابوطالب کی طرف نسبت دیاگیا ہی کیا وہ کچھ حقیقت رکھتا ہی اورجب وہ قول خود لاشی ہی تواس سے حجت لانا اوراسکو دلیل کفر ابی طالب ٹھہرانا دلیل حماقت ہی ثالثاً آپ نے یہ بھی تمیز فرمایا ہی یا نہین کہ امام فخرالدین رازی

[۱] سورۂ انعام رکوع ۳
[۲] جز ۱۴ تفسیر کبیر صفحہ ۱۲۳ سطر ۲۵
[۳] برحاشیہ صفحہ ۱۲ سطر ۱۶

نے بھی مطابق قاعدۂ مقررہ کے اولا سبب نزول کو جو فی الواقع اور مجمع علیہ مفسرین او رعلماے محققین کا ہو رقم
فرمایا ہو پھر سبب اختلافات کو اور جو اقوال کہ اُس اختلاف سے پیدا ہوے یہ ترتیب اس نہج سے رقم فرمائے
کہ قول قوی کو اول و ضعیف کو بعد قوی کے اور اضعف کو بعد ضعیف کے علی سبیل التنزل پس اس قول اضعف
کو اگر کسی قول ضعیف سے کسی وجہ معقول یا نامعقول سے آپ نے ترجیح بھی دی تو بھی کسی طرح اُس قول کو
لیاقت قوی ہونے کی حاصل نہ ہوگی ہان ضعف سے ضعیف مین شمار کیا جائیگا چہ جائیکہ سبب نزول
مین آپ نے امام فخر الدین رازی اور علامۂ ابوالبرکات کی رد فرمائی ہو یہ بھی آپکا زعم باطل ہو ان صاحبوں
کی رد تو جب شمار کی جاتی کہ سبب نزول ور اسباب اختلاف مفسرین اور احتمالات اُنکے اور وہ قول کہ احتمالات
سے پیدا ہوے ہین ان سب کی رد فرماتے اور یہ امر اشد محالات سے ہو کہان امام فخر الدین رازی کہان
علامۂ ابوالبرکات اور کجا آپ اُنکے کلام کے سمجھنے کی لیاقت پہلے پیدا فرمائیے پھر میدان مین معرکۂ کلام محققین کے
قدم رنجہ فرمائیے اگر آپ کلام امام فخر الدین رازی کو سمجھے ہوتے تو قال فی مفاتیح الغیب فیہ قولان رقم نہ فرماتے
اور ہمارا عرض کرنا آپ قبول نہ فرمائینگے کہ امام فخر الدین رازی نے پہلے سبب نزول کو جو فی الواقع او رمجمع علیہ
کثیرین محققین کا ہو بیان فرمایا ہو بعد اُسکے سبب اختلاف مفسرین اور احتمالات اور اقوال اُنکے علی سبیل التنزل
بہ ترتیب تمام رقم فرمایا ہو اسوجہ سے ہم اُسکی توضیح کیے دیتے ہین کہ کسی کو مقام حرف باقی نہ رہے امام فخر الدین
رازی نے اتمام تفسیر آیۂ ماقبل وھم ینہون مین یہ عبارت بلفظہ رقم فرمائی ہو واعلم ان الجواب عن ھذا السوال
سیاق فی الآیۃ المذکورۃ بعد ذالک اور اس سے ظاہر ہو کہ جو آیت کہ ماقبل وھم ینہون ہو جسمین مذکور ہو کہ
کفار قرآن کو اساطیر الاولین کہتے تھے اُسی سے آیت وھم ینہون عنہ وان یھلکون الا انفسہم وما یشعرون
مرتبط ہو اور یہ امر کاشف سبب نزول ہو کہ اس مین احتمال کو دخل نہین اور مجمع علیہ ہو مفسرین محققین کا اور سابق
مین ذکر قرآن کا اور ذکر محمدؐ کا ہو چکا تھا ضمیر عنہ مین احتمال پیدا ہوا بعضون کو احتمال ہوا کہ ضمیر عنہ عائد ہو قرآن کیطرف
مگر ضمیر مرفوع یعنی وھم ینہون مین کوئی احتمال نہ ہوا وہی کفار سابق الذکر آیت سابقہ کے قائم رہے یہ احتمال
مطابق مضمون آیۂ ماقبل کے ہو اور سبب نزول سے مخالفت نہین رکھتا مگر چونکہ یہ قول ایک احتمال سے پیدا ہوا
فی الجملہ ضعیف ہو وقال الاخرون اور دوسرون کو احتمال ہوا کہ ضمیر مجرور عنہ کی عائد ہو محمدؐ کی طرف اب معنی آیت
کے یہ ہوے کہ کفار نہی عن الرسول کرتے تھے یہ احتمال بہ نسبت احتمال اول کے بھی ضعیف ہو کئی وجہون سے ایک
وجہ یہ ہو کہ نہی عن الرسول محال ہے دوسری وجہ یہ ہو کہ تاویل کی ضرورت ہوئی کہ معنی درست نہین ہوتے لاچار ہو کر
نہی عن الرسول سے مراد ایک فعل کی کہ اُس فعل سے آنحضرتؐ کو علاقہ ہو تیسری وجہ یہ ہوئی کہ وہ فعل بھی مذکور نہین تھا
اُس مین بھی دو احتمال ہوے چوتھی وجہ یہ کہ ایک فعل مقرر کیا یعنی اُن دو احتمالون مین سے ایک احتمال بعض نے
تصدیق نبوت اور اقرار رسالت کا کیا اور کہا ینہون عن التصدیق بنبوتہ والاقرار برسالتہ ان بعض نے بھی
ضمیر وھم ینہون مین تغیر اور تبدل نہین کیا وہ ہی کفار مذکورہ آیت سابقہ کے قائم رہے پانچوین وجہ ان دو احتمالون

بعض دیگرنے ایک دوسرا ہی فعل مقرر کیا یعنی بعض دیگرنے فعل متعلق بالرسول سے ایذاے نبی مراد لے لی احتمال
ثانی کے دو احتمالون مین سے دوسرا احتمال ہی کہ ضعف ترین احتمالات ہو کہ جامع جمیع احتمالات کا اس مین تمام اسباب
ضعف مجتمع ہین اب ہم اس احتمال اضعف کے ضعف کو اور جو نقصان وخرابیان کہ اس قول کے قائلین کو حاصل
ہوئی ہین اور جن جن خرابیون سے یہ قول حاصل ہوا ہی اُسکی بھی تفصیح کیے دیتے ہین پہلا احتمال ضمیر عنہ سے مراد
رسول کی لی اور اس مین یہ خرابی لاحق ہوئی کہ نہی عن الرسول محال ہی دوسرا احتمال جب نہی عن الرسول کو محال پایا تو
فعل متعلق بالرسول مراد لینا پڑا تیسرا احتمال فعل متعلق برسول سے مراد ایذاے نبی لے لی اس مین یہ خرابی لاحق ہوئی
کہ دوسری ضمیر عنہ مین جسپید گی حاصل نہ ہوئی چوتھا احتمال ایذاے نبی نے دوسری ضمیر عنہ مین کام نہ دیا کہ مطلب بھی
خبط ہوا جاتا تھا وان یہلکون الا انفسہم صادق نہ آتا تھا لاچار ہو کر لا یتبعہ کے معنی دینہ مراد لی پانچوان احتمال
معنی تو آیت کے درست ہوے مگر ضمائر مرفوع نے سب مشقت برباد کردی کہ کفار تو ایذا دینے پر تلے ہوے
تھے اُنھین تو مانع ایذا کہہ نہ سکے ضمائر مرفوع وھم ینہون اور ینئون کا مرجع جناب ابوطالب کو قرار دیا
چھٹا احتمال ضمائر مرفوع سب جمع کے ہین جناب ابوطالب واحد ہین اور تھے ہین اُنکی منظور رہی نہ تعظیم کھینچ تان
کے جبرًا قہرًا ابوطالب سے مراد مع اتباع ابوطالب کے قرار دی با این کشمکش وخرابی نزلت فی ابی طالب
صادق آیا لیجیے جناب بندہ مبارک ہو معنی آیت بھی درست ہو گئے دونون ضمیرین مجرور بھی عائد ہو گئین
ضمائر مرفوع بھی ٹھیک ٹھاک سبب نزول بھی چوکس مگر یہ تو فرمایئے کہ آیات متقدمہ مین تو جناب ابوطالب کا
ذکر پایا نہین جاتا نہ جناب ابوطالب شریک اُن لوگون کے تھے کہ جو تکذیب آنحضرت کی کرتے تھے نہ شرکت
ابوطالب کی اُن کفار مین پائی جاتی تھی جو قرآن کو اساطیر اولین کہتے تھے کہ ابن عباس نے تصریح فرمادی ہے نہ
اُن کفار مین صریحًا کہین ذکر ابوطالب کا پایا جاتا ہی نہ ضمنًا یہ ضمائر مرفوع کیونکر راجع ہونگے ابوطالب کی طرف
اور اتباع ابوطالب مین باتفاق علما بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب باقی تھے اور تو سب منحرف ہو گئے تھے جنکی وجہ سے
ابوطالب نے شعب مین پناہ لی تھی وہ بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کہ اُن مین اکثر مشرف باسلام بھی ہوے ہین وہ
سب اُسوقت تک اتباع ابوطالب مین محسوب تھے وہ سب کے سب مستحق وان یہلکون الا انفسہم کے ہوے اور
سب سے بڑھکر احسان آپ کا اُن کفار پر ہوا کہ جو ماقبل آیۂ وھم ینہون مین مذکور ہین جنکی شان مین حق تعالی فرماتا
ہی ومنہم من یستمع الیک وجعلنا علی قلوبہم اکنۃ ان یفقہوہ وفی اذانہم وقرا وان یروا کل اٰیۃ لا یومنوا
بہا حتی اذا جاؤک یجادلونک یقول الذین کفروا ان ھذا الا اساطیر الاولین اس آیہ کی تفسیر مین ابن عباس نے
نام بھی اُن کفار کے بتلادیے ہین تفسیر کبیر مین بھی موجود ہی قال ابن عباس حضر عند رسول اللہ ابو سفیان
وابو الولید بن مغیرہ والنضر بن الحرث وعقبہ وعتبہ وشیبہ ابنا ربیعۃ وامیہ وابی ابنا خلف والحرث
بن عامر وابو جہل بغا رستمعوا ان سب کفار گذشتگان کو اور جتنے اصحاب موجودین اور آیندگان کو کہ جناب
احمد رضا خان صاحب نے بڑی عرق ریزی اور جانفشانی سے وان یہلکون الا انفسہم وما یشعرون سے

مصداق ہونے سے بچالیا خداوند عالم نے تو تم کو مصداق اس آیہ کا بنا ہی دیا تھا مگر جناب ممدوح احمد رضا خان
نے وان یہلکون الا انفسہم کی بلا تمام بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب پر اُلٹ دی کہ تمام قوم و قبیلۂ محمد ہی اس میں
گرفتار رہیں اور تم سب نے عنایت ممدوح الصدر کی بدولت نجات پائی تم کو تو شکریہ لازم و واجب ہی اور
ہزار ہزار آفرین ہی آپ کی عقل و دانائی پر ای احمد رضا خان صاحب کیا سچے مسلمان اور پکے سنت جماعت ہیں
آپ کہ محبت او رمودت خاندان رسالت کی آپ کے کلام سے ٹپک رہی ہی افسوس ہوا اسی روز بد کی خبر حق تعالی
نے اپنے حبیب کو دی تھی کہ سب کچھ امت آپ کی قبول کریگی مگر محبت امر دشوار ہی قل لا اسئلکم علیہ اجرا
الا المودة فی القربی ای محمد تو ان سب سے سوال کر کہ میں کچھ اجرت اپنے حق کی نہیں مانگتا مگر مودت کرنا میرے اقربا
سے پس جو سوال کہ رسول نے بحکم خدا کیا تھا کیا خوب اُنکو آپ ادا فرما رہے ہیں جزاکم اللہ فی الدارین اب رہا
وما یشعرون اور وہ شعور نہیں رکھتے یعنی وہ لوگ اپنے نزدیک ضرر پہونچا تے تھے حضرت رسالت مآب صلعم کو اور
قرآن کو کہ لوگ ایمان نہ لائیں اور معجزہ نہ سمجھیں مگر وہ ضرر اُنھیں کو پہونچتا تھا اور وہ سمجھتے نہ تھے کہ یہ ضرر اُنھیں پر
عائد ہی اور جناب ابو طالبؑ نے تو کوئی فعل ضرر رسانی کا نہ کیا تھا پھر وما یشعرون اُنپر کیونکر صادق آیا الحاصل
باین تکلیفات کثیرہ اور رضا ئرنا مربوطہ اور خیالات فاسدہ اس قول کا وجود ہوا ہی پس تا قیام قیامت آپ سے
اور امثال سے آپ کے ثبوت اس قول ضعف کا بھی در بارۂ جناب ابو طالب نہ ہو سکیگا سبب نزول قرار پانا
تو امر محال ہی **قولہ** اصل لذم للنائی وقد تشدد بالنہی فان الذنب بعد العلم اشد منہ حین الجہل
فذکر النہی لا بانہ شدة ما یلحقہم من الذم فی ذلک وعظمة ما یعتریہم من الوزر فیما ہنالک فان
العلم حجة اللہ اما لک واما علیک **اقول** یا احمد رضا خان لا تغتر بتسویلات نفسک الامارة
ودع التکلفات التی ہی ابرد من الثلج ما ہذہ الخرافات التی سودت بہ الکتاب واردت ان تخادع
المومنین وتذل بہا عم رسول رب العالمین مع انہ کان مومنا بربّ الارباب واما م الاطیاب و
ان ہی الا کسراب بقیعة یحسبہ الظمآن ماء حتی اذا جاءہ لم یجدہ شیئا فانتبہ واعلم ان ہذہ
الایة ای ینہون عنہ وینأون عنہ نزلت فی شان المشرکین لا فی شان ابی طالب لان نہی ابی طالب
عن ایذاء النبی فعل حسن وتأیہ عنہ لو فرض فعل مذموم ولا اثر المترتب المذکور بعد النہی والنأی
فی الایة اہلاک انفسہم ولا یمکن ان یکون متعلقا بالنہی فیکون متعلقا بالنأی فقط ولا یلیق ان
یکون الاہلاک متعلقا باحد الفعلین المذکورین قبلہ کما ثبت من کلام الامام فخر الدین الرازی
فثبت ان ہذہ الایة لیست بنازلة فی شان ابی طالب وان سلمنا ان ہذہ الایة نزلت فی شان
ابی طالب لان ابا طالب کان ینہی قریشا عن ایذاء النبی فیکون نہی ابی طالب عن اذیة النبی فعلا
ناشیا عن محبة طبعیة جبلیة ینجذب الیہا بالطبع وہذہ المحبة توجد فی کل الحیوانات کما
اوضحت فی ہذہ الرسالة فکیف یصح استدلالک بالنہی علی علمہ بل یکون ہذا النہی ناشیا عن محبة

جبلية لمحبة الوالد لولده او العم لابن اخيه لا لتصديق بنبوة النبي فقولك فان الذنب بعد العلم اشد
منه حين الجهل لا يصدق على ابيه ابدا وهو خروج النظر عن ذلك فان الدلالة في الاية على ما
ادعيت من شدة الذم للناسي بسبب النهي لنا لا الى العلم لانه انما يصح ذلك اذا كان الفعل مع
النهي عنه فانه اشد ذما للمعصية للعلم بالنهي وليس الامر في شان الاية المتنازع فيها لكن المسئلة
في شان الاية على قولك ظهر تولد النهي مع النهي عنه والفعل ههنا ايذاء النبي وهو مذموم والنهي
عنه مع تركه ليس بمذموم بل هو حسن واما الناس عنه فهو ما امر فلا يصح ما زعمت ومما ذكرت
ههنا دليل قوي على الجهل وعدم الممارسة في العلوم العقلية والنقلية لانه اذا قيل ان زيدا ينهى
عن سب عمرو وينأى عن اكرام عمرو فلا ادري اي لومة في ذلك لانه ترك السب مع النهي عنه
وهو ليس بمذموم بل هو حسن نعم اذا نهى عن سب عمرو وسبه هو بنفسه فقد استحق اشد العذاب
والملامة بالضرورة واذ ليس فليس فافهم **قوله** الا ترى الى قوله صلى الله تعالى عليه وسلم
في ابي طالب ولولا انا لكان في الدرك الاسفل من النار كما سياتي **اقول** في الحديث دلالة واضحة
على مذاق العامة على ان ابا طالب كان من المومنين كما سياتي تفصيله فكن من المنتظرين لكن
ليس لك ادراك لان الله قد القى على قلبك اغطية الا ترى قوله تعالى وجعلنا على قلوبهم اكنة
ان يفقهوه فذكر هذا الحديث ههنا دليل قوي على عدم التفقه **قوله** مع ما علم من حمايته وكفالته
ونصرته ومحبته للنبي صلى الله عليه وسلم طول عمره فانما كان يكون في الدرك الاسفل لولا شفاعة
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لما ابى الايمان مع كمال العرفان **اقول** هذه الشفاعة لا تخلو
من ان تكون مع علم النبي بان ابا طالب كان عالما عارفا بانه نبي ومع هذا ابى الايمان واختار الشرك
فيكون الشفاعة الصادرة عن النبي مخالفا لوعد الله فكيف يكون مقبولة لان العلم حينئذ كان حجة الله
عليه صلى الله عليه واله وسلم فيكون شفاعته عبثا او معصية وكلاهما غير جائز على اكابر
الانبياء فضلا من ان يكون مثل هذا صادرا عن سيد المرسلين او تكون مع علم ابي طالب بان
محمدا نبي حق ومع هذا ابى الايمان واختار الشرك فبالضرورة صار مستحقا لاشد العذاب فكيف
حصل له استحقاق شفاعة النبي لان العلم كان حجة الله عليه فيكون طلب الشفاعة لابي طالب
ايضا عبثا او معصية لوجهين الاول قوله تعالى ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك
وقال جل وعلا لا تنفعهم شفاعة الشافعين فطلب الشفاعة يكون جاريا مجرى ان يخلف الله
وعده ووعيده في حق الكفار وهو غير جائز والثاني كما قال رسول الله ص اني اخترت شفاعتي
وجعلتها لمن مات من امتي لا يشرك بالله شيئا رواه احمد والطبراني وابن ابي شيبة عن
ابي موسى الاشعري وورد عن انس في رواية طويلة قال رسول الله ثم اشفع فيحد لي حدا

فاخرجهم فاخرجهم من النار وادخلهم الجنة حتى ما يبقى في النار الا من قد حبسه القرآن اى وجب عليه الخلود فثبت شفاعة النبي مختصة لامة النبي لا تشرك بالله شيئا وهي لا تكون لمشرك فحينئذ طلب الشفاعة بقوم مقام لم تقولون ما تفعلون فهذه الشفاعة يوجب الخلف لهذين النصين وهو لا يجوز **قوله** فالاية على وزان قوله تعالى اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسكم وانتم تتلون الكتاب افلا تعقلون فذكر في سياق الذم امرهم بالبر وتلاوتهم الكتاب وانما القصد الى نسيانهم انفسهم وذكر هذين للتسجيل بل قال جل ذكره يا ايها الذين امنوا لم تقولون ما لا تفعلون كبر مقتا عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون فشدد النكير على القول من دون عمل وان كان القول خيرا في نفسه قال في معالم التنزيل قال المفسرون ان المومنين قالوا لو علمنا احب الاعمال الى الله عز وجل لعملناه ولبذلنا فيه اموالنا وانفسنا فانزل الله عز وجل ان الله يحب الذين يقاتلون في سبيله صفا فابتلوا بذلك يوم احد فولوا مدبرين فانزل الله تعالى لم تقولون ما لا تفعلون الخ **اقول** الاية المذكورة المتنازع فيها ليست بوزان قوله تعالى اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسكم لان الامرين لا يفعلون ما يامرون اى يامرون بالبر وهم يفعلون خلاف ذلك البر وذلك مذموم بخلاف اية وهم ينهون عنه وينئون عنه لان البر مامور به ومتروك وترك المامور به اشد ذما لحصول علم الامر به وايذاء النبي فيها منهى عنه ومتروك ايضا وترك المنهى عنه حسن لا مذموم فكيف يكون اشد ذما ونأى ابي طالب وبعده عن النهى جاز ان يكون لمصلحة اخرى فلا موازنة بين الايتين وانما يكون الموازنة بينهما اذا كان المنهى عنه معمولا لان عمل المنهى عنه اشد ذما لحصول علم الناهي به ومن اين حكمت بان الاية على وزان قوله تعالى اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسكم لانه حينئذ يكون المعنى وهم ينهون الناس عن ايذاء النبي ولا ينئون عن المنهى عنه اى يوذونه بانفسهم وليس كذلك فكيف تكون احدى الايتين على وزان الاخرى ولما ثبت ان النهي عن ايذاء النبي صلعم حسن فكيف يكون ذكر هذا النهى في سياق الذم فظهر انه لا مناسبة بين الاية المتنازعة فيها وبين اية لم تقولون ما لا تفعلون **قوله** وبه ينحل الوجهان لما انصفت **اقول** اولا وان فرضنا صحة قولك وبه ينحل الوجهان فيكون القول الثاني مساويا للقول الاول في الاشبهية مع ضعفه فيقوم مقام التفسير ولا يكون سبب النزول لانه احتمال من احتمالات المفسرين وثانيا هو مهمل فاسد ليس يجرى للتوجيه لانه مردود من البراهين القاطعة المذكورة **قوله** ربنا انجلت غطاء **اقول** ليس فيه غطاء بل ختم الله على قلبك وسمعك وجعل على بصرك غشاوة لا تدرك فلا تبصر ولا تسمع **قوله** اتلوصنا ومنكرا باساليب القران ونظمه فضلا عن هذا الحبر العظيم الذي قد فاق اكثر الامة في علم القران وفهمه والله تعالى اعلم

اقول مثل الخفاجی فی علم تفسیر القرآن بشهرہ وصفحہ فضلہما قال العلامۃ محمد بن المنفی و
بالحنفی فی شرح رسالۃ السید الشریف الشیخ لیس من اهل الحدیث وقد اخطاء المفسر ون ای
وقعوا فی خطاء کالواحدی المفسر وغیرہ من المفسرین فی ایرادهما ای ایراد الاحادیث الموضوعۃ
ودرجہا فی تفاسیرهم کالامر سے... التعالی کسما... العلامۃ النسفی والامام فخر الدین
الرازی فکیف یکون قول الخفاجی راجحا وقول الامام والعلامۃ النسفی مرجوحا بل هما فائقان
علی الکثیر من المفسرین المحققین ... فی علم القرآن واسالیبه ونظمه والاعلم تعبیر
اعلموا ان للقلوب ... تعالی لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور
فمن ابصر ... فالبصر بالمعرفۃ ان هداک اللہ تعالی
ثم ان الامر بالمعروف والنهی عن المنکر واجبان باجماع الامۃ والکتاب والسنۃ بهما ناطقان لا یشترط
فی الامر بالمعروف ان یکون الامر عاملا ... الامر به لنفسه واجب ولغیرہ واجب اخر فان
الاخلال باحد الواجبین لا یوجب الاخلال بالاخر بل لا یجوز ترک احدهما بترک الاخر وکذالک فی
النهی واما فی القرآن العظیم ثلث ایات احدها اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وثانیہا
لم تقولون ما لا تفعلون وثالثها ... عنہ قیل لکل واحد منها دلالۃ ظاهرۃ علی ذم
قول بلا عمل وهو التشدید والتنکیر علی الامر والوعظ کما ظننت لکن لیس کذالک بل المراد بها
حث الواعظ علی تزکیۃ النفس والاقبال علیها بالتکمیل لیعمل عملا بنفسه ویحث علیه ویتعظ
بنفسه ویعظ غیرہ لا منع الامر غیر العامل من الوعظ لان من فات منه واجب واحد لا یجوز
له ترک الواجب الاخر وان سلمنا ان ورد الایات الثلث المذکورۃ فی الامر بالمعروف والنهی عن
المنکر فالمراد منها الزجر والتوبیخ علی الامر لترک الفعل الواجب وعلی الناهی للفعل المنکر لا الامر
الامر وعلی الناهی لانهما کانا واجبین علیهما فکیف یکون التشدید والتنکیر علی الفعل الحسن و
اداء الواجب فالنهی عن المنکر مثل الامر بالمعروف لکن لا یشترط فی النهی عن المنکر ان یکون
الناهی تارکا له ولان فی الامر ... وهی انه اذا کان الانکار یتوجه الی مجموع
الشیئین ففهم الانکار لکل واحد واحد منهما خطاء ففی هذه الایات الثلث بناء علی القاعدۃ
المقررۃ فی الاصول انکار علی المجموع هکذا فسر شیخ عبد العزیز الدهلوی فی تفسیر العزیزی و
القاضی البیضاوی فی انوار التنزیل وشیخ عبد الحق الدهلوی فی شرح المشکوۃ المسمی باشعۃ
اللمعات فافهم وتبصر **قوله** فصل دوم ... **اقول** فصل اول مین جواب نے آیات قرآنیہ یوسوسہ یوسوس
فی صدور الناس ثبوت کفر جناب ابوطالب مین رقم فرمائے اور اقوال مفسرین اور محدثین مین جو تحریفین
اور خیانتین فرمائین خدا کے فضل وکرم سے وہ سب طشت از بام افتادہ ہو گئین اور انھین آیات

الواحدی

اور انھین مفسرین کی تفسیرون سے اور انھین محدثین کی حدیثون سے مومن کامل ہونا جناب ابوطالبؑ کا
ثابت ہوگیا اور نتیجہ اس مسئلہ کا یہ ہوا کہ بقول امام احمد بن حسین حنیفی اور علی اجہوری اور تلمسانی وغیرہم آپ موذی
نبی کہلا کر خسر الدنیا والاخرۃ قرار پائے جب آیات و اقوال مفسرین سے آپ کی یہ حالت ہوئی تو فصل
احادیث آپ کی کس قطار مین ہی کہ انکی رد کے لیے وہ ہی احادیث مرقومہ آپ کی ہماری دلیلین مین لیکن ہم کو
تو منظور ہی کہ جس امر کا آپ کتمان فرما رہے ہین اور پردہ امنا باللہ ورسولہ مین عوام فریبی کر رہے ہین اسکا
اظہار کردین کہ آپ کیا ہین اور کیسے ہین اور آپ کے ظاہر اور باطن مین کیا فرق ہی لہذا مناسب ہی کہ اس فصل
مین ہم مجملاً کچھ فضائل اہل بیت اور مناقب آل طہ و یسین اور سبب اختلاف بین الاصحاب اور کیفیت اقوال
علماء کو لکھ جائین تاکہ ناظرین جب ان سب امرون پر بنظر انصاف نظر فرمائین تو امر حق منیر و اضح اور ثابت ہو جائے
اور بے کم و کاست پہچان لین کہ مذہب حق کیا ہی روایت کی ہی مسلم نے عن عائشۃ قالت خرج النبی صلی اللہ
علیہ وسلم غداۃ وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن ابن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل
معہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلہا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل
البیت ویطھرکم تطھیرا کہا عائشہ نے کہ ایک روز صبح کے وقت نکلے نبیؐ کہ ایک گلیم سیاہ منقش اوڑھے ہوئے
تھے پس آئے حسنؑ بن علیؑ اور داخل گلیم کیا آنحضرتؐ نے انکو پھر آئے حسینؑ پس داخل ہوئے وہ ساتھ انکے
پھر آئین فاطمہؑ پس لے لیا انکو آنحضرتؐ نے اس مین پھر آئے علیؑ اور داخل گلیم کیا انکو بعد اسکے پڑھی آنحضرتؐ
نے یہ آیت انما یرید اللہ الخ یعنی جز این نیست کہ چاہتا ہی اللہ کہ دور کرے تم سے رجس کو اے اہل بیت نبوت
اور طاہر کرے تم کو طاہر کرنا ترمذی کتاب التفسیر سورہ احزاب مین عمر ابن ابی سلمہ سے مروی ہی لما نزلت ھذہ الایۃ
علی النبی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا فی بیت ام سلمۃ فدعی
النبی فاطمۃ وحسنا وحسینا فجللھم بکساء وعلی خلف ظھرہ ثم قال اللھم ھؤلاء اھل بیتی
فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا قالت ام سلمۃ وانا معھم یا رسول اللہ قال انت علی
مکانک وانت علی خیر یعنی آیۂ تطہیر ام سلمہ کے مکان مین نازل ہوئی پس بلایا پیغمبر خداؐ نے فاطمہ اور حسنؑ اور
حسینؑ اور علی علیہم السلام کو اور اپنی ردا مین انکو لے لیا پھر فرمایا خدایا یہ میرے اہل بیت ہین پاک کر انکو
پاک کرنا ام سلمہ نے عرض کیا کہ مین ان مین سے ہون فرمایا تو اپنے مقام پر ہو اور عاقبت تیری بخیر ہو اور
صحیح ترمذی کتاب المناقب مین خود ام سلمہ سے مروی ہی اور ترمذی کتاب تفسیر سورہ احزاب مین انس بن مالک
سے مروی ہی ان رسول اللہ کان یمر بباب فاطمۃ ستۃ اشھر اذا خرج الصلوۃ الفجر یقول الصلوۃ یا
اھل البیت انما یرید اللہ الخ یعنی بہ تحقیق رسول اللہ صلعم بعد نزول آیہ ہذا چھ ماہ تک دروازہ فاطمہؑ پر وقت
نماز صبح تشریف لے جاتے تھے اور بآواز بلند فرماتے تھے الصلوۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ الخ مشکوۃ شریف
مین سعد ابن ابی وقاص سے منقول ہی لما نزلت ھذہ الایۃ ندع ابناء نا وابناءکم دعا رسول اللہ علیا

اشعۃ اللمعات باب مناقب اہل بیت صفحہ ۳۲۹ سطر ۲ جلد ۴

ینابیع المودۃ صفحہ ۱۰۷ سطر ۲، جامع ترمذی

ینابیع المودۃ، جامع ترمذی صفحہ ۳۸۳ سطر ۱۸

اشعۃ اللمعات باب مناقب اہل بیت صفحہ ۳۷۸ جلد ۴ سطر ۲۷

وفاطمۃ وحسنا وحسینا فقال اللھم ھؤلاء اھل بیتی رواہ مسلم یعنی جب آیہ مباہلہ نازل ہوئے تو بلایا رسول خدا نے علی و فاطمہ حسن وحسین علیہم السلام کو اور فرمایا کہ ای اللہ یہہ اہلبیت میرے ہین ایسی حدیث کی شرح ہین کہ جو اشعۃ اللمعات[1] مشہور ہی مولانا عبد الحق دہلوی رقم فرماتے ہین کہ جب مباہلہ مقرر ہوا پس برآمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درحالیکہ در کنار خود گرفت حسن وحسین راکہ خورد بودند دران زمان و فاطمہ پس آنحضرت وعلی پس فاطمہ سبحان اللہ این چہ وقت وچہ کسان اند ربایا این وقت وامر کرد آنحضرت بایشان کہ چون من دعا کنم شما آمین گوئید وچون پیشوائے ترسایان ایشان را دید گفت با قوم خود وائے بر شما من می بینم این روئے ہا را کہ اگر از خدا درخواست کنند کہ کوہ را از جائے برکنند برمی کند تا چہ انوار تجلی دران وقت بر روئے ایشان تافتہ بود کہ کافر بیگانہ آنرا دریافت واز جائے رفت مومن محب بیگانہ را کہ بآن نور آشنا است چہ حال باشد عرفہ من ذاق اب ایک لطیفہ اور سنیے کہ قبل ان روایات اور آیات کے رقم فرمائی کی مولانا ممدوح نے معنے اہلبیت رقم فرمائے ہین جسکا خلاصہ یہہ ہی کہ اہلبیت کے کئی معنی ہین ایک یہ کہ جنکو زکوٰۃ لینا حرام ہی وہ بنی ہاشم ہین کہ شامل ہین اُنہین آل عباس اور آل علی اور آل جعفر اور آل عقیل اور آل حارث اس معنے سے یہہ سب اہل بیت ہین دوسرے اہلبیت یعنے اہل وعیال ہی کہ جسمین ازواج نبی بھی داخل ہین پھر فرماتے ہین کہ ازواج کو اہل بیت سے نکالڈالنا مکابرہ ہی اور مخالف سیاق آیت ہی کہ امام فخر الدین رازی کہتے ہین کہ سیاق آیت ندا کرتی ہی کہ نسائے آنحضرت شامل ہین پس نکالڈالنا اُنکا اور مخصوص کرنا اُنکی غیر کا اس آیہ مین صحیح نہ ہوگا اور روایت صحیح مسلم وترمذی ومشکوٰۃ جو ام سلمہ سے منقول ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو فاطمہ اور علی اور حسن اور حسین علیہم السلام کو جناب رسول برحق نے اپنی عبا مین لے لیا اور فرمایا ھولاء اھل بیتی اور جب ام سلمہ نے بھی داخل عبا ہونا چاہا تو فرمایا آنحضرت نے انت علی مکانک یعنے تو مقام زوجیت پر ہی وانت علی خیر یعنے عاقبت تیری بخیر ہی پس مولانا عبد الحق صاحب نے یہ خیال نہ فرمایا کہ نسبت مکابرہ کی کسکو دی اور خلاف سیاق آیت کسنے کیا اور کسکا فعل ہوا یا مولانا صاحب ام سلمہ کو زوجہ آنحضرت نہین جانتے اور اگر جانتے ہین تو ظاہر ہی کہ پیغمبر خدا نے نہ ندائے آیت کو سنا نہ سیاق آیت کو دیکھا اور ازواج کو اہبیت سے خارج کر دیا اور اُنکے غیر یعنے فاطمہ وعلی وحسن وحسین کو اپنی عبا مین لے لیا اور پکار پکار کر فرمایا اللھم ھولاء اھل بیتی کہ خداوندا یہہ اہلبیت میرے ہین پس مکابرہ اور خلاف سیاق آیت فعل آنحضرت ہوا نہ کسی غیر کا فافہم پھر تیسرے معنے فرماتے ہین کہ کبھی اطلاق اہلبیت کا اسطرح آیا ہی کہ جسکا مفہوم مخصوص ہی فاطمہ وعلی وحسن وحسین پھر بعد اُسکے روایت ام سلمہ بھی رقم فرماتے ہین کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ یہہ مسجد میری حرام ہی ہر حیض والی عورت پر اور ہر جنب والے

[1] اشعۃ اللمعات باب مناقب اہلبیت ص ۳۷۸ جلد ۔

مرور پر مگر خود آنحضرت اور اہلبیت اُنکے یعنے فاطمہؑ و علیؑ و حسنؑ اور حسینؑ مستثنیٰ ہین کہ حالت حیض و جنب
مین وہ مسجد اُنپر حرام نہین اس مقام پہ ہمکو بحث کرنا مطلوب نہین ہی مگر اتنا ضرور عرض کرینگی کہ طہارت
صوری و معنوی کا استحقاق انھین پانچ فردون پر منحصر ہوا جاتا ہی پھر مولانا عبد الحق صاحب فرماتے
ہین کہ بیت تین قسم کا ہوتا ہی ایک بیت نسب دوسرے بیت سکنیٰ تیسرے بیت ولادت بالجملہ
بنی ہاشم اور اولاد عبد المطلب اہلبیت ہین از روئے نسب کے ہین اور ازواج آنحضرت اہلبیت سکنیٰ
ہین اور اولاد آپکی اہلبیت ولادت ہین اس مقام پر مولانائے ممدوح نے توریہ اور ابہام فرمایا
اور یہ نہ فرمایا کہ اہلبیت کے تمام معنی ان چار ہی شخصون مین پائے جاتے ہین اسلیے کہ صدقہ یعنے
زکوٰۃ انپر حرام ہی اس وجہ سے بھی یہ اہلبیت ہین بیت نسب بھی انپر صادق آتا ہی کہ بنی ہاشم
اور بنی عبد المطلب بھی ہین بلکہ ان چار شخصون کو خصوصیت ہی کہ اولاد جد قریب کو اہلبیت کہتے ہین
اور اولاد شریف آنحضرت کو اہلبیت کہتے ہین انہین بھی یہی اشرف ہین بیت سکنیٰ مین بھی
یہ شامل ہین اور مطابق اس حدیث کے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ یہ مسجد سب حیض والی عورتون پر
اور سب جنب والے مردون پر حرام ہی مگر مجھپر اور میرے اہلبیت پر کہ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ
علیہم السلام ہین اس حدیث سے تو اہلبیت مثل پیغمبر برحق سب سے ممتاز ہین کہ جنکا مثل انھین پانچ
مین منحصر ہی کہ تطہیر بالذات انھین مین پائی گئی نہ انکے غیر مین پس باوجود کثیر المعنی ہونے اہل اور
بیت و عترت اور آل اور ذریت اور ذوی القربےٰ کے یہہ چار شخص سب معنے مین شامل اور
جناب رسول خدا نے جو معنے قرار دئے اُسکے مصداق اور سب سے ممیز اور ممتاز ہین پھر ان دونو
آیتون مین اور حدیث مین اسقدر معنے بیان کرنا کسی وجہ خاص سے ہی ترمذی اور مشکوٰۃ مین
عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ لعلی لا یحل لاحد یجنب فی ھذا المسجد
غیری وغیرک یعنے فرمایا رسول خدا نے واسطے علیؑ کہ نہین حلال ہی کسی کو جنب ہو بیچ اس مسجد کے
سوا میرے اور سوا تیرے خصائص امام نسائی مین ان یجنب ہی عبد الحق دہلوی اس حدیث کی
شرح مین فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہہ ہی کہ علیؑ مرتضےٰ اور خود رسول خدا کا ممر مسجد بنی واقع ہوئی تھی
اور یہ جائز ہی کہ اگر کسیکا خاص ممر مسجد واقع ہو تو اُسمین سے گذر جائے اگرچہ جنب ہو اسی واسطے
فی ھذا المسجد کہا کہ یہہ مسجد کہ ممر واقع ہوئی اور مرور اُسمین سے ضروری ہی بخلاف سائر مساجد
کے اولاً حاصل یہ ہی کہ یہ حدیث کیسی ہی صحیح ہو کوئی منقبت اور فضیلت نہین ہی مگر ہم اسیقدر
عرض کرینگے کہ ترمذی و مشکوٰۃ باب مناقب علیؑ مین اس حدیث کا رقم فرمانا دلیل نافہمی قرار پائیگا
ثانیاً شاہ عبد الحق صاحب نے اتنا بھی خیال نہ فرمایا کہ باب مناقب ابو بکر مین جو حدیث
صحیحین سے منقول ہوئی جسکا آخری کلمہ یہہ ہی کہ لا یبقین المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر

[۱] اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۴ باب مناقب علی صفحہ ۳۴۹ سطر ۳

[۲] اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۳۵۰ جلد ۴ سطر ۳

یعنے مسجد مین کوئی روزن نہ چھوڑا جائے مگر روزن ابوبکرؓ تکریماً و تعظیماً اور اس استثناء خوخہ کو تعریض قرار دیا ہی یعنے کنایہ ہی خلافت صدیق اکبرؓ پر پس ایک روزن دیوار جو مسجد نبی کی طرف رکھنے کو اجازت ملی تو اُسکو کنایہ خلافت ٹھرایا اور حدیث لایحل لاحد الخ کی شرح ایسی فرماتے ہیں کہ ایک منقبت بھی نہ قرار پائے حالانکہ مسجد کا ممر ہونا اُسی وقت ثابت ہوگا کہ پہلے سد ابواب جمیع صحابہ اور افتتاح باب علیؑ اُسی مسجد مین منظور کر لیا جائے پس دروازہ علیؑ بمقابلہ خوخہ ابوبکرؓ تکریماً و تعظیماً و کنایۃً بلکہ صراحۃً استحقاق خلافت قرار پائیگا اور یہ باجماع اہل سنت و جماعت باطل ہی بہرحال اس حدیث سے ممیز اور ممتاز ہونا کلیۃً جمیع صحابہ سے حضرت علیؑ کا ثابت پھر رقم فرماتے ہین کہ بعد سد در حکم حضرت رسولؐ باستثنائے خوخہ دیوار ابوبکرؓ و عمرؓ نے درخواست کی کہ اُنکی دیوار مین بھی ایک خوخہ رکھا جائے جسکے جواب مین پیغمبر خدا نے فرمایا کہ سر سوزن کے برابر بھی نہ رکھا جائے یہ مقام انصاف ہی اگر خوخہ کنایہ خلافت رکھنے والے تھا تو خلافت درجہ ثانوی اُنکا حق ہوا جنکو سر سوزن کے برابر بھی سوراخ جانب مسجد رکھنے کا حکم نہ ہوا اور جس علیؑ کا باب مثل باب نبی اُسی مسجد مین مفتوح رہا جسکا ممر مثل ممر رسولؐ وہ ہی مسجد ہوئی جنکا مرور و سکون مثل پیغمبرؐ متحقق ہوا وہ نہ مستحق خلافت قرار پائے نہ لائق تعظیم و تکریم ٹھرے نہ اُمور مذکورہ کوئی منقبت قرار پائی سبحان اللہ شرح اسکو کہتے ہین تحقیق اسکا نام ہی محبت اہلبیت کے یہ معنے ہین ثانیاً علیؑ ابن منذر نے ضرار ابن صرد سے جو معنے اس حدیث کے سنے تھے کہ بیشک واقعہ جنباً ہین وہی معنے شارح صاحب نے بھی رقم فرمائے لیکن فی الحقیقت اس حدیث کو اگر تعریض سبب سد ابواب جمیع صحابہ اور افتتاح باب علیؑ بجانب مسجد قرار دین تو ہو سکتا ہی کہ سکون و مرور مسجد نبوی مین علیؑ کا ہر حال مین مثل نبیؐ تھا کیونکہ ان یجنب باب فعال سے ہی اور اجناب بمعنے جنب کردن خود را باختیار ہی پس وہ جنب کرنا فی المسجد شامل ہی سکون مرور در خواب و بیداری و روز و شب اختیاراً کو علی جمیع الاحوال پس مراد یہ ہوئی کہ کوئی شخص مجاز نہین کہ جنب کرے خود کو اُس مسجد مین سوا میرے اور سوا تیرے یعنے جماع اور خواب و بیداری و مرور و سکون ہر حال مین علیؑ و نبیؐ کو اُس مسجد مین جائز ہی اور اُنکے غیر پر حرام اور آیہ مباہلہ اور آیہ تطہیر اور فرمانا جناب رسول خدا کا اللھم ھولاء اھلبیتی اور مباہلہ جو آیہ تطہیر مین ہی دلیل قاطع ہی کہ علیؑ الواث دا یجاس صوریہ اور معنویہ سے طاہر تھے پس بالضرور یہ خصائص ممتاز یہ ممتاز ہوئے اور جب طہارت بایں مبالغہ ثابت ہوئے تو ہر وقت و ہر حال مین اور ہر مکان محترم اور ہر مسجد معظم مین سکون و مرور وغیرہ کی ماذون اور مجاز ہوئی رابعاً فردوس و تاریخ الخلفاء و صواعق مین ہی قال عمر ابن الخطاب لقد اعطی علی ثلثا لئن یکون لی خصلۃ منھا احب الی من اعطی حمر النعم فسئلہ و ماھی قال تزوجہ بنتہ فاطمۃ و سکناہ المسجد لایحل فیہ لاحد مایحل لہ و رایۃ یوم خیبر

البتہ این کہ بود برائے من یک خصلت ازان دولت تر است برائی من از بخشیدہ شود مرا شتران سرخ موئے

اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۳۰۳ سطر ۵

حقائق لدنی شرح خصائص علوی مطبوعہ لاہور صفحہ ۵۹ مصنفہ سید ابوالقاسم لاہوری

یعنے کہا عمر ابن خطاب نے کہ علیؑ کو تین چیزین دیگئین کہ اُسمین سے ایک چیز ہونا واسطے میرے زیادہ دوست
ہی واسطے میرے اس بات سے کہ دیے جاوین مجکو شتر سرخ بال والے پس پوچھا کسی سائل نے عمرؓ سے کہ وہ کیا
چیزین ہین کہا کہ ایک زوجہ اُسکی فاطمہ بنت رسول ہین دوسرے سکونت اُس علیؑ کی بجمیع احوال مسجد نبوی
مین ہی اور اصحاب و اقربا مین سے کسیکو حلال نہ تھا جو کچھ کہ حلال تھا علیؑ کو اُس مسجد مین تیسرے عطائے علم اسلام
بروز خیبر اس بیان سے بھی عبور اور سکون ہر حال مین علیؑ لدوام واسطے علیؑ کے مسجد نبوی مین ثابت
ہوا اور جو شی کہ بنفسہ مطہر ہو تو وہ نجس اور متنجس بنجاست صوری و معنوی نہین ہو سکتی یہ سبب تھا
کہ علی لدوام سکون اور مرور علیؑ کا مسجد نبوی مین کہ بعد کعبہ اشرف مساجد دنیا ہی حلال تھا اور یہی
سبب تھا کہ باب علیؑ مسدود نکیا گیا اور فرمانا حضرتؐ کا لا یحل لاحد ما یحل لہ یعنے جو کچھ علیؑ کو حلال
تھا وہ کسی کو حلال نہ تھا صاف دلالت کرتا ہی کہ سونا جاگنا رہنا آمد و رفت جنب ہونا سب علیؑ کو اُس
مسجد مین حلال تھا اور حدیث ابوسعید جو ترمذی و مشکوٰۃ سے منقول ہوئی کہ حضرت رسول نے فی
ھذا المسجد فرمایا پس فائدہ اس تخصیص کا یہ ہی کہ مسجد نبوی تمام مساجد دنیا سے بعد کعبہ کے اعلی اور
اشرف ہی جب حلت اُسکی بجمیع احوال ثابت ہوئی تو مساجد دیگر بدرجہ اولی حلال و مباح ہونگی اور ابن مغازلی
نے یہ روایت کی ہی قال خرج رسول اللہ الی المسجد فقال ان اللہ عزوجل اوحی الی نبیہ
موسی ان ابن لی مسجدا طاھرا لا یسکنہ الا موسی وھارون وابنا ھارون وان اللہ
اوحی الی ان ابنی مسجدا طاھرا لا یسکنہ الا انا وعلی وابنا علی - بیان کرتا ہی کہ نکلے رسول خدا
طرف مسجد کے پس ارشاد فرمایا آنحضرتؐ نے کہ اللہ تعالے نے وحی کی اپنے نبی جناب موسیؑ کیطرف امر کی
کہ بناوین وہ ایک مسجد پاک اور پاکیزہ کہ نہ سکونت کرے اُسمین کوئی شخص مگر موسیؑ اور ہارون اور دونون
فرزند ہارون کے اور بہ تحقیق کہ وحی نازل کی خداوند عالم نے میری جانب کہ مین بھی ایک مسجد پاک اور پاکیزہ
بناؤن کہ نہ سکونت کرے اُسمین کوئی مگر مین اور علیؑ اور دونون فرزند علیؑ کے انتہی - یہی ابن مغازلی
بسند خود حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت کرتے ہین قال قال النبی واللہ ما اخرجتہم ولا
اسکنتہ ان اللہ عزوجل اوحی الی موسیٰ واخیہ ان تبوأ لقومکما بمصر بیوتا
واجعلوا بیوتکم قبلة واقیموا الصلوٰۃ وامر موسی ان لا یسکن مسجدہ ولا ینکح
فیہ - لا یدخل الا ھارون وذریتہ وان علیا منی بمنزلة ھارون من موسیٰ
فرمایا پیغمبر خداؐ نے کہ قسم ہی خدا کی کہ مسجد سے صحابہ کو مین نے نہین نکالا اور نہ ساکن کیا مین نے علیؑ کو اُس
مسجد مین بہ تحقیق حق تعالے نے وحی کی موسے کیطرف اور اُنکے بھائی کیطرف کہ اپنی قوم کو اپنے
شہر مین گھر دو آگے اپنے گھر کے اور برپا رکھو صلوٰۃ کو حکم کیا موسیؑ کو کہ ساکن مسجد حق تعالی کوئی
شخص نہ ہو اور وطی اُسمین کوئی نہ کرے اور داخل اُسمین کوئی نہو یعنے ہر حال مین داخل اُسمین نہو

سوائے ہارون اور انکی ذریت کے اور تحقیق علیؑ میرے نزدیک مرتبہ ہارون کا رکھتے ہین کہ جو ہارون
نزدیک موسیٰ کے رکھتے تھے حاصل یہہ ہی کہ ان سب حدیثون سے بجمیع الوجوہ ممیز اور ممتاز ہونا حضرت علیؑ
کا ثابت ہی پھر مولانا عبد الحق صاحب لا تبقین فی المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر کی شرح کے
بعد رقم فرماتے ہین وہذا عبارتہ بدانکہ حافظ ابن حجر عسقلانی در شرح صحیح بخاری گفتہ کہ بتحقیق مدہ است
در این باب احادیث بطرق متعددہ کہ بظاہر مخالفت مینماید این حدیث مذکور را کہ در باب ابی بکر آمدہ
است از آن جملہ حدیث سعد ابن ابی وقاصؓ است کہ گفت امر کرد رسول خداؐ بسد ابوابے کہ بجانب مسجد
بود مگر باب علیؑ را و روایت کرد این حدیث را احمد ونسائی و اسناد او قوی است و روایت کرد
طبرانی در اوسط منقول ثقات کہ صحابہ جمع شدند و گفتند یا رسول اللہ امر کردی بسد ابواب اصحاب و فتح
کردی باب علیؑ را گفت آنحضرت من نبستہ ام ونکشادہ ام بلکہ خدا بست وکشاد و من امر کردہ شدہ ام
بسد ابواب جز باب علیؑ وشبیہ روایت کردہ احمد ونسائی از ابن عباس و ابن عمر وگفت شیخ ابن حجر
وہر یکے ازین احادیث صالح است مر حجت را الاسیما کہ متعاضد شدہ اند بعضی ازآنہا بہ بعضی وقوت گرفتہ
بدان وگفت کہ ابن جوزی حکم کردہ است برا این حدیث کہ وارد شدہ است در شان علیؑ بوضع وتکلم کردہ
بر بعضی طرق وی بجہت مخالفت وی با احادیث صحیحہ را کہ وارد شدہ اند در شان ابوبکرؓ وگفت شنیع کردہ
این را روافض در معارضہ آن وردکردہ است شیخ ابن حجر این برابن جوزی در حکم کردن وی بوضع
این حدیث بمجرد توہم معارضہ وی بحدیث ابی بکر وگفتہ است کہ حدیث علیؑ را طرق کثیرہ است بعضے
ازان بحد صحت رسیدہ است وبعضی بمرتبہ حسن ومعارضت میان این حدیث وحدیثے کہ وارد شدہ
است در شان ابی بکرؓ نیست ووجہ توفیق آن است کہ امر بسد ابواب وفتح باب علی در اول امر بود
نزد بنائے مسجد و بود مر علیؑ را دری جانب مسجد کہ می درآمد وبرآمد ازان وبتحقیق بصحت رسیدہ
است ازآن حضرت کہ فرمود مر علیؑ را کہ نباید این مسجد را جنب ہیچ یکے مگر من وتو وامر بسد خوخات مگر
خوخہ ابی بکرؓ در آخر امر بود در مرض آنحضرت کہ باقی ماندہ بود از عمر شریف وے دو سہ روز بعد اس
عبارت کے پھر شاہ عبد الحق صاحب نے یہہ عبارت رقم فرمائی ہی و دلیل برایں سخن اینست کہ وارد
شدہ است کہ چون امر کرد آنحضرت بسد ابواب جز باب علیؑ مر حمزہ ابن عبد المطلب بعبارت انکہ ظاہر
شد از وے در امتثال امر اوست توقفی ومہر در چشم وے پر داشت وآب میرفت ازان ہا وگفت
یا رسول اللہ بیرون کردی عم خود را ودرآوردے ابن عم را گفت پیغمبر خدا اے عم من امر کردہ شدہ ام
باین ومرا درایں اختیاری نیست پس بذکر حمزہ در قصہ دانستہ شد کہ این مقدم بود زیراکہ حمزہ
در غزوۂ احد شہید شد - اس دلیل سے ہمکو کوئی نقصان نہین کیونکہ اگر سد ابواب کا حکم مقدم ہی تو
ہو مگر سد خوخات کا حکم جو آخر مین بیان کیا جاتا ہی وہ کب ثابت ہوا جو یہ دلیل سبب جمع وتوفیق ہو سکے

اشعۃ اللمعات باب مناقب ابی بکرؓ صفحہ ۵۲۵ جلد ۴

اور عدم ثبوت کی حالت خود آئندہ ظاہر ہوگی با این ہمہ خود اہل سنت کی احادیث سے ثابت ہی کہ
سد ابواب کے متعلق حضرت عباسؓ نے بھی گفتگو کی تھی اور اسلام عباس و سکونت اُنکی مدینہ مین بعد
فتح مکہ ہوئی ہو تو پھر آپکو چاہیے کہ اس حدیث حمزہ کو حدیث عباس سے جمع کیجیے اور کہیے کہ ایک مرتبہ
اول ہی سد ابواب ہوا اور ایک مرتبہ آخر مین اور ایک مرتبہ حمزہ نے عذر کیا اور ایک مرتبہ عباسؓ نے
اور اگر آپنے اسطرح ان دونون حدیثون کو جمع کیا تو فضیلت امیر المومنین علیہ السلام کی دوبالا ہو جائیگی
اور دو مرتبہ سے سد ابواب سے اُنکی فضیلت ثابت ہوگی اور سد خوخات کی حدیث بفرض ثبوت
بھی اُسکے مقابل نہو سکیگی اب وہ حدیث جس سے حضرت عباسؓ کا گفتگو کرنا سد ابواب مین ثابت
ہوتا ہی سنیے امام نسائی خصائص مین فرماتے ہین قال فطرعن عبد الله ابن شریک عن
عبد الله ابن ارقم عن سعد ان العباس اتی النبیؐ فقال سددت ابوابنا الا
باب علیؑ فقال ما انا فتحتہا ولا انا سددتہا یعنی روایت کی فطر نے عبد اللہ ابن شریک
سے اور اُسنے عبد اللہ ابن ارقم سے اور اُسنے سعد ابن ابی وقاص سے کہ آئے عباسؓ پیغمبر خدا
کے پاس اور عرض کی کہ ہمارے دروازے بند کروا دیئے آپنے سوائے باب علیؑ کے فرمایا آنحضرت
نے کہ مین نے کھولے نہ بند کیے پھر ساتھ ہی اس حدیث حمزہؓ کی دوسری روایت فرماتے ہین کہ
در روایتے آمدہ است کہ خطبہ خواند آنحضرت و گفت وحی فرستاد حضرت رب العزت جل شانہ بسوی
موسیٰ علیہ السلام کہ بنا کند مسجدی طاہر کہ ساکن نگردد درو مگر وے و ہارون و ہر دو پسر ہارون
شبر و شبیر و بحضرت وحی فرستاد و بمن سبحانہ بسوئے من کہ بنا کنم مسجد پاک مطہر کہ ساکن نگردد درو
مگر من و علی و ہر دو پسر وی حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام عنہم اجمعین پس امیر حمزہؓ ماہ شوال سنہ ۳ ہجری
غزوہ احد مین شہید ہوئے کہ حضرت حسنؑ تو ماہ رمضان سنہ ۳ ہجری مین پیدا ہو چکے تھے ولادت
حضرت امام حسنؑ اور شہادت امیر حمزہؓ مین ایک ماہ سے بھی کم کا فاصلہ تھا اور امام حسینؑ تو پیدا بھی
نہ ہوئے تھے پس تعارض ان دونون روایتون کا ظاہری ہی پھر ایسی متضاد اور متعارض و مبہم حدیثون
سے توافق اور تعاضد کیونکر ہو سکتا ہی اگر یہہ ہی دونون روایتین علامہ ابن حجر نے اپنی دلیل مین
پیش کی ہین تو یہی دونون حدیثین علامہ ممدوح کی تردید کے لیے کافی ہین پس قرائن سے تو یہہ
معلوم ہوتا ہی کہ مولانا عبد الحق صاحب نے ان دونون روایتون کو دلیل گردانا ہی اور تعریضاً
علامہ ابن حجر عسقلانی کی تردید فرمائی ہی کہ شاہ صاحب کی عادت ہی جہان کہین مناقب و فضائل
اہلبیت اور آل رسولؐ پاتے ہین ضرور معنی بناتے ہین اور تضعیف مین اُنکی کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہین فرماتے اور طرہ یہہ ہی کہ جذب القلوب مین خود ہی یہہ روایت رقم فرماتے ہین کہ دبالہ وحی بسند یکہ
دارند از یکے از اصحاب رسول اللہ روایت آوردہ اند کہ اصحاب ہمہ در مسجد نشستہ بودند ناگاہ منادی

سنن طبع مصر

جذب القلوب چھاپہ کلکتہ ص ۱۶۳

ذوالفقار حیدری ص ۶۵

ندا در داد ایها الناس سدوا ابواب انتها ہی در مردم پیدا آمد ولیکن ہیچکس برنخاست بار دیگر ندا آمد ایها الناس سدوا ابواب بلکم قبل ان ینزل العذاب مردم ہمہ برآمدند و بخدمت آنحضرت مبادرت کردند علی مرتضیٰ نیز آمد و بر سر آنحضرت بایستاد و فرمود تو چہ ایستادی برو و بخانہ خود بنشین در خانہ خود را بحال خود بگذار در میان مردم ازین معنی گفتگوئے افتاد و زلیخی در دلہا راہ یافت آنحضرت در غضب شد و بمنبر رفت و حمد و ثنائے الٰہی گفت و گفت حق تعالےٰ وحی فرستاد بر موسیٰ کہ مسجدے بنا کن موصوف بصفت طہارت و ساکن نشود در وی جز تو و ہارون و پسران وی شبر و شبیر ہمچنین وحی کرد بر من کہ مسجدی سازم طاہر ساکن نشود در وے جز من و علیؑ و پسران وی حسنؑ و حسینؑ پس من بمدینہ آمدم و مسجدے گرفتم و مراد را آمدن مدینہ و گرفتن مسجد اصلا اختیاری نبود و من نمی کنم مگر آنچہ بکنانند و نمی دانم مگر آنکہ بدانانند پس بر ناقہ سوار شدم و بیرون آمدم و قبائل انصار پیش آمدند تا بر ایشان فرود آیم و منزل گیرم و من بگفتہ ایشان فرو دنیامدم و گفتم راہ بر ناقہ من تنگ نکنید او مامور است ہر جا کہ بنشیند منزل من ہمان است واللہ من درہائے راہ نبستہ ام و نگشادہ ام و علیؑ را من نہ درآوردہ ام اورا خدا درآورد من چہ کنم انتہیٰ اس روایت مین چند امور لائق اظہار ہین انشاء اللہ انکا اظہار عنقریب کیا جائیگا قسطلانی نے حدیث لا یبقین فی المسجد باب الا باب ابی بکر کی شرح باین عبارت فرمائی ہی قیل وفیہ تعریض بالخلافۃ لہ لان ذلک شرطان ارید بہ الحقیقۃ لان اصحاب المنازل الملاصقۃ بالمسجد کان لہم الاستطراق منہا الی المسجد فامر بسدہا سوی خوخۃ ابی بکر تنبیہا للناس علی الخلافۃ لانہ یخرج منہا الی المسجد للصلوۃ وان ارید بہ المجاز فہو کنایۃ عن الخلافۃ وسد ابواب المقالۃ دون التطرق والتطلع الیہا کہا گیا ہی کہ اس حدیث مین تعریض خلافت ہی اسواسطے کہ اگر معنی حقیقی مراد لین کہ جن اصحابون کے مکانات ملتصق و متصل تھے مسجد سے اور ان مکانون کے دروازے اسی مسجد مین تھے کہ آمد و رفت کرتے تھے اسی سے پس حکم ہوا انکے بند کرنیکا سوائے خوخۂ ابی بکر کے تنبیہا للناس علی الخلافۃ اسواسطے کہ نکلتے تھے وہ اس خوخہ سے نماز کیواسطے اور اگر مجازی معنی لین تو وہ کنایہ ہی خلافت سے اور سد ابواب مقالات سے سوائے تطرق و تطلع کے اس مقام پر تجھکو کنایہ حقیقت خلافت سے نہین لیکن ابن خطیب قسطلانی نے تعریض کو بلفظ قیل بیان کیا ہی اور ... نے بھی تضعیف فرمایا ہی پس یہ قول خود ہی ضعیف ہی احتیاج تردید کی نہین پھر قسطلانی فرماتے ہین قال التوربشتی واری المجاز اقوی اذ لم یصح عندنا ان ابا بکر کان لہ منزل بجنب المسجد وانما کان منزلہ بالسنح من عوالی المدینۃ انتہیٰ توربشتی کہتے ہین کہ میرے نزدیک معنے مجازی قوی معلوم ہوتے ہین کہ بہ تحقیق میرے نزدیک ابی بکر کا کوئی مکان قریب مسجد ہونا ثابت نہین

قسطلانی مطبوعہ لکھنؤ جلد اول صفحہ ۲۹

کہ اُنکا مکان تھا سنخ ہین کہ جو اِلی مدینہ ہو انتہی لیجیے معنی حقیقی تو حقیقۃً ثابت ہو سکتے ہی نہین معنی مجازی
خود قول ضعیف ہو پھر اِس استدلال کی تضعیف بھی کی ہو اور یہہ بھی کہا ہو کہ ابی بکر کا ایک مکان مسجد سے
ملحق تھا جسکے خوخہ کا استثنا ہوا پھر وہ مکان بضرورت ابو بکرؓ نے بیچ کیا اور ام المومنین حفصہ نے چار ہزار
درہم کو خریدا غرض بعد تضعیف استدلال توربشتی احتمال معنی حقیقی کا حاصل ہوا غرض بعد اس قیل و قال
کے رقم فرماتے ہین وقد وقع فی حدیث سعد ابن ابی وقاص عند احمد و النسائی باسناد
قوی امر رسول اللہ بسد الابواب الشارعۃ فی المسجد وترک باب علی اور تحقیق کہ احمد نسائی
کے نزدیک حدیث سعد ابن وقاص مین جو کہ قوی الاسناد ہو واقع ہوا ہو کہ حکم کیا رسول اللہ نے سدِ ابواب
کا سوائے باب علیؑ کے وللطبرانی فی الاوسط برجال ثقاۃ من الزیادۃ فقالوا یا رسول اللہ
سددت ابوابنا فقال ما انا سددتہا ولکن اللہ سدھا اور طبرانی نے اوسط مین باسناد
و رجال ثقاۃ یہہ عبارت زیادہ کی ہو کہ پس کہا اصحاب نے رسول اللہ بند کیے آپنے دروازہ اصحاب
کے پس جوابدیا آنحضرت نے کہ مین نے بند نہین کیا دروازونکو لکن اللہ نے بند کیا اُنکے دروازونکو
ونحوہ عند احمد والنسائی والحاکم ورجالہ ثقاۃ عن زید بن ارقم وابن عباس
اور اسیطرح نزدیک احمد ونسائی و حاکم کے باسناد رجال ثقات زید ابن ارقم سے اور ابن عباس سے
مروی ہو وزاد فکان یدخل المسجد وھو جنب ولیس لہ طریق غیرہ رواہ احمد
والنسائی ورجالہ ثقاۃ اور زیادہ کیا ہو کہ علیؑ مسجد مین بحالت جنب داخل ہوتے تھے اور کوئی
راستہ اُنکا نہ تھا روایت کیا اسکو احمد اور نسائی نے اسکے رجال بھی ثقات ہین ونحوہ من حدیث
جابر بن سمرہ عند الطبرانی اور اسیطرح حدیث جابر ابن سمرہ سے ہی طبرانی کے نزدیک
وھی کما قال الحافظ ابن حجر احادیث یقوی بعضہا بعضا وکل طریق منہا صالح
للاحتجاج فضلا عن مجموعہا لکن ظاہرھا یعارض حدیث الباب اور یہہ احادیث جیسا
کہ حافظ ابن حجر نے کہا ہو بعض انکے مقوی بعض کے ہین اور ہر طریق انکا صالح ہو حجت کے لیے فضلا
عن المجموع لیکن بظاہر انکا حدیث بخاری سے تعارض پایا جاتا ہو والجمع بینہما بما دل علیہ
حدیث ابی سعید عند الترمذی ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال لعلی لا یحل لاحد
ان یطرق ھذا المسجد غیری وغیرک والمعنی ان باب علی کان الی جہۃ المسجد
ولم یکن لبیتہ باب غیرہ فلذلک لم یامر بسدہ اور اجتماع بینہما اسطرح سے ہو کہ
حدیث ترمذی جو ابو سعید سے منقول ہو کہ واسطے علیؑ کے فرمایا حضرت نے کہ حلال نہین کسیکو کہ طرق
کرے اس مسجد کو سوا میرے اور سوا تیرے اس حدیث مین ابو سعید کے ان یجنب ہو اور ضرار ابن
صرد نے اسکے معنے ان یطرق کیے تھے اُسکو متن حدیث کر دیا اور اُسپر بھی کتفا نہین کی گئی اور

اور مستفتی بیان کرتا ہے کہ مشہور ہے کہ دروازہ علیؑ مسجد کی طرف تھا اور کوئی دروازہ سوا اُس کے دروازہ جہت مسجد کے نہ تھا اسیواسطے استفسار ہے کہ کونسا حکم ہوا حالانکہ اکثر اصحاب آنحضرت کے دروازہ مسجد مین تھے خصوصًا دروازہ صدیق اکبرؓ و عمر فاروقؓ و عثمان ذوالنورینؓ اُسی مسجد مین تھا مثل دروازہ علیؑ اور سب کے دروازے بند کر دیے گئے سوائے دروازہ علیؑ اور تحقیق اس کی آتی ہے جو صاحب ارشاد الساری شرح صحیح بخاری قسطلانی رحمہ فرماتے ہین ومحصل الجمع ان الامر بسد الابواب وقع مرتین ففی الاولی استثنی علیا وفی الاخری استثنی ابا بکر ولکن لا یتم ذلک الا بان یحمل ما فی قصۃ علی علی الباب الحقیقی وما فی قصۃ ابی بکر علی الباب المجازی والمراد بہ الخوخۃ کما صرح بہ فی بعض طرقہ وکانہم لما امروا بسد الابواب سدوھا محصل جمع یہ ہی کہ حکم سد ابواب کا دو مرتبہ واقع ہوا مرتبہ اول مین استثنا کیا علیؑ کو مرتبہ آخر مین استثنا کیا ابوبکر کو لکن اس کہنے سے بھی مطلوب حاصل نہین ہوتا جب تک کہ قصہ علیؑ مین احتمال باب حقیقی کا اور قصہ ابی بکر مین احتمال باب مجازی کا نکرین اور اس باب سے خوخہ مراد لین جیسا کہ تصریح کی گئی ہی بعض طرق مین اُسکی اور گویا کہ اُن لوگون کو جسوقت حکم ہوا سد ابواب کا بند کر لیے اُنھون نے ابواب وقد صرح ابو بکر الکلاباذی فی معانی الاخبار بان بیت ابی بکر کان لہ باب من خارج المسجد وخوخۃ الی داخل المسجد وبیت علی لم یکن لہ باب الا من داخل المسجد انتہی ؛ ملخصا من فتح الباری ابو بکر کلاباذی نے معانی الاخبار مین تصریح کی ہی کہ ابو بکرؓ کا دروازہ خارج مسجد تھا اور خوخہ داخل مسجد اور علیؑ کے مکان کا کوئی دروازہ نہ تھا مگر داخل مسجد انتہی ملخصًا من فتح الباری اس شرح قسطلانی سے بھی یہہ بات ثابت نہین ہوتا کہ حدیث امیر حمزہؓ اور حدیث خطبہ کو علامہ ابن حجر عسقلانی نے رد ابن جوزی مین اپنی دلیل قرار دی ہو پس فہم فرمانا مولانا عبد الحق صاحب کا دلیل بر این سخن این است کنایۃً رد ابن حجر کی قرار پاتی ہی اور بسبب تعارض و تضاد کے مردود بہی ہو جاتی ہی اب یہ معلوم ہونا چاہیے کہ حکم سد ابواب مین خلفاء ثلثہ بھی شامل ہین یا نہین مناقب فقیہ ابو الحسن مغازلی مین ہی عن حذیفہ ابن اُسید الغفاری قال لما قدم اصحاب النبیؐ المدینۃ لم یکن لہم بیوت یبیتون فیہا فکانوا یبیتون فی المسجد فقال لہم النبیؐ لا تبیتوا فی المسجد فتحتلموا ثم ان القوم بنوا بیوتا حول المسجد وجعلوا ابوابہا الی المسجد وان النبی بعث الیہم معاذ بن جبل فنادی ابا بکر فقال ان رسول اللہ یامرک ان تخرج من المسجد فقال سمعا وطاعۃ وسد بابہ وخرج من المسجد ثم ارسل الی عمر فقال ان رسول اللہؐ یامرک ان تسد بابک الذی فی المسجد وتخرج منہ فقال سمعا وطاعۃ

فسد بابہ وخرج من مسجد اللہ ورسولہ غیران رغب الی رسول اللہ فی خوخۃ فی المسجد فابلغہ معاذ ما قال عمر ثم ارسل الی عثمان وعندہ رقیہ فقال سمعا وطاعۃ فسد بابہ وخرج من المسجد حذیفہ ابن اسید غفاری سے منقول ہی کہ جب اصحاب مدینہ مین وارد ہوئے تو اُنکے مکان نہ تھے کہ اُسمین سوتے پس سوتے تھے مسجد مین پیغمبر خدا نے منع فرمایا کہ مسجد مین نہ سویا کرو شاید احتلام ہو جائے بعد اسکے اُن لوگون نے گرد مسجد کے مکانات بنائے اور دروازے جانب مسجد قرار دیئے پس رسول اللہ نے معاذ ابن جبل کو اُنکے پاس بھیجا اُنھون نے ابوبکر کو آواز دی کہ حکم رسول ہی کہ مسجد سے نکل جاؤ اور دروازے بند کرلو پس کہا ابوبکر نے سمعاً وطاعۃً اور دروازہ بند کیا اور مسجد سے نکل آئے بعد اسکے بھیجا عمر کے پاس پس کہا معاذ نے کہ حکم رسول ہی کہ دروازہ جو مسجد مین واقع ہی اُسکو بند کرلو اور نکل جاؤ وہان سے اُنھون نے بھی کہا سمعاً وطاعۃً اور دروازہ بند کرلیا اور نکل آئے مسجد اللہ و رسول سے اور ایک روزن رکھنے کی خواہش کی معاذ نے یہہ خواہش خدمت رسول مین ظاہر کی پھر بھیجا عثمان کے پاس اور یہی حکم اُنکو بھی سنایا حالانکہ اُسوقت رقیہ اُنکے پاس تھین اُنھون نے بھی سمعاً وطاعۃً کہا اور دروازہ بند کرلیا اور مسجد سے نکل گئے شہاب الدین احمد نے توضیح الدلائل مین اسکو روایت کیا ہی مگر یہہ جملہ اُسمین زیادہ ہی وروی ان بعض الصحابۃ قال یا رسول اللہ یا رسول اللہ دع کوۃ حتی نظر الیک منہا حین تغدو وحین تروح فقال رسول اللہ لا واللہ ولا مثل ثقب الابرۃ یعنے بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایک روزن کھلا رہے کہ جب آپ صبح و شام تشریف لاوین تو ہم دیکھ لیا کرین حضرت نے فرمایا کہ نہ واللہ سوئی کے ناکے کے برابر بھی نہ کھلا رہیگا مولانا عبد الحق صاحب اشعۃ اللمعات مین رقم فرماتے ہین خوخہ بفتح ہر دو خاء معجمہ دواو در میان آن روزنے کہ گذاشتہ میشود در دیوار تا روشنائی درخانہ درآید پھر جذب القلوب اور اشعۃ اللمعات مین رقم فرماتے ہین کہ در روایتے آمدہ کہ عمر ابن خطاب التماس کرد کہ در دیوار خانہ خود سوراخ بگذارد کہ در وقت برآمدن رسول اللہ برائے نماز نظر بر جمال وے افتد فرمود روا ندارم اگرچہ مقدار سر سوزن بود ان احادیث سے سد ابواب صحابہ علی الخصوص ابواب خلفاء ثلثہ و اخراج مسجد نبوی سے بعلت وقوع احتلام باستثناء علیؑ بوضاحت ثابت ہوگیا اور تا ویلات بے سروپا سے علما کے رازہائے مخفی کا انکشاف اور محبت و مودت اہلبیت سے انحراف اور زیغ و بغض و حسد کا اعتراف ہوگیا بغرض محال اگر مکان علیؑ کا کوئی دروازہ نہ تھا سوا اُس دروازہ کے جو داخل مسجد تھا اور دروازہ مکان ابوبکر کا خارج مسجد تھا اور خوخہ داخل مسجد اور اسی وجہہ سے دروازہ مکان علیؑ اور خوخہ دیوار ابوبکر مفتوح رہا تو نہ کوئی منقبت علیؑ ثابت ہوئی نہ فضیلت ابوبکر ٹھہری اور لطف تو یہہ ہوا کہ حدیث خوخہ جو تعریض منصب خلافت تھا وہ ایک چھوٹی سی منقبت بھی نہ رہی مگر بڑی خوشی کی

بات تو یہہ ہوئی کہ فتح باب علیؑ کی عظمت اور فضیلت ہی بزعم خود باطل فرما دیگئی غافل ہے کہ الحق یعلو ولا یعلی ہی آیہ تطہیر آیہ مباہلہ حدیث اللہم ہولاء اہلبیتی حدیث ام سلمہ کہ یہہ مسجد ہر حائض اور جنب پر حرام ہی مگر علیؑ و فاطمہ حسن و حسینؑ پر اور حدیث لایحل لاحد ان یجنب کے مصداق اور طہارت صوری و معنوی کا استحقاق منحصر ہی آنحضرت اور اہلبیت پر اُنکے اور اخص و اکمل افراد اہلبیت علیؑ و فاطمہ و حسن و حسین ہین نہ غیر اُنکے اسی وجہ سے ہر مکان معظم اور مساجد محترم کے ماذون و مجاز تھے اور جو کچھ کہ اُنکو حلال تھا کسیکو حلال نہ تھا یہہ ہی سبب تھا کہ ابواب اصحاب مسدود کئے گئے اور فرمایا لا تبیتوا فی المسجد فتحتلموا اور استثنا کیا باب علیؑ کو اب ناظرین اہل انصاف خود ہی انصاف فرمالین کہ بعلل مذکورہ بالا حکم نبوی لایحل لاحد اور الا باب علی واقع ہوا یا اس سبب سے کہ مکان علیؑ کا کوئی دروازہ نتھا سوائے اُس دروازے کے جو داخل مسجد تھا اور خوخہ دیوار ابو بکر تعریض خلافت تھا یا نہین پس اگر سدابواب اصحاب و فتح باب علیؑ کوئی فضیلت و منقبت نتھی تو بعد صدور حکم آنحضرت کے اصحاب نے قیل و قال کیون کی تعمیل حکم آنحضرت مین اصحاب سے تاخیر کیون واقع ہوئی زیغ نے دلوںمین کیون راہ پائی نزول عذاب سے پیغمبر برحق نے کیون ڈرایا پیغمبر خدا نے غصہ کیون کیا غضبناک کیون ہوئے خطبہ مین بوحی الٰہی حضرت موسیٰؑ مسجد کا طاہر بنانا اور اُسمین مثل حضرت ہارون و ذریت ہارون علیؑ اور ذریت علیؑ کا ساکن ہونا اور اُنکے غیر پر حرام ہونا کیون بیان فرمایا پیغمبر خدا کو کیون ظاہر کرنا پڑا کہ مین نے سدابواب کسیکا نہین کیا بلکہ خدا نے کیا اور مین نے علیؑ کو داخل نہین کیا بلکہ خدا نے اُسے داخل کیا مین بے اختیار ہون ترمذی و نسائی و ابونعیم و احمد و ابن مغازلی و طبرانی و حاکم و صاحب جامع الاصول و جمع بین الصحاح الستہ و ابن خطیب قسطلانی در فتح الباری و علامہ ابن حجر عسقلانی و شاہ عبدالحق صاحب وغیرہم نے ان احادیث متعددہ متواترہ صحیحہ کو بہ تعدد طرق و باسانید رجال ثقات بالاتفاق نقل فرمایا ہی پھر اسقدر تاویلین کرنا معنے بنانا اور بعض علما کا موضوعات روافض سے قرار دینا زیغ و بغض حسد نہین ہی تو کیا ہی مناقب و فضائل اہلبیت و علیؑ مین تو یہہ عرق ریزیان یہہ تاویلین کہ کسیطرح منقبت و فضیلت نرہے اور مناقب صدیق اکبر مین حدیث لا یبقین فی المسجد خوخۃ ابی بکر کہ جو تعریض خلافت تھی نہ اصحاب نے قیل و قال کی نہ تعمیل حکم مین تاخیر کی نہ دلون مین زیغ و بغض و حسد نے راہ پائی بلکہ حکم سدابواب سنتے ہی بطیب خاطر ابواب موصوفہ کو بند کرلیا نہ پیغمبر خدا کو نزول عذاب سے ڈرانا پڑا نہ غضبناک ہوئے نہ خطبہ پڑھنے کی ضرورت ہوئی نہ کہنا پڑا کہ یہہ حکم میرا ہی یا میرا نہین من جانب اللہ ہی معلوم نہین کہ اس تعریض کو اصحاب سمجھے بھی تھے یا نہین اور اگر سمجھے تھے تو امیر منکم و امیر منا کیون کہنا پڑا یا یہہ علم اصحاب پر مخفی رہا اور انکشاف اُسکا بعض علما ہی پر ہوا اور وہ بھی باین کشاکش کہ خوخہ سے کنایہ باب کا اور باب سے کبھی معنی حقیقی اور کبھی معنی مجازی یعنے تعریض خلافت

کبھی خوخہ کے معنے روزن دیوار کہ پیغمبر خدا کو صبح وشام آتے دیکھیں کبھی خوخہ کی یہ عظمت کہ صدیق اکبر جسمین
سے نکلکر نماز کیواسطے مسجد مین جاتے تھے بعض علما کی تحقیق کہ کوئی مکان ملتصق مسجد تھا ہی نہین بعض کا فرمانا
کہ مکان تو ملتصق مسجد تھا مگر دروازہ اسکا خارج مسجد تھا اور خوخہ داخل مسجد کبھی حکم سدابواب کو دو مرتبہ
ثابت کرنا کہ ایک مرتبہ استثنا ہوا باب علیؑ کا ایک مرتبہ باب ابی بکر کا پھر باب علی سے معنے حقیقی در باب
ابی بکر سے معنی مجازی مراد لینا اور اسکو تعریض خلافت قرار دینا یہ مختلف اقوال مضطربہ مختلفہ متعارضہ
علما دلیل قطعی ہی عدم تصدیق کی انکی اسواسطے کہ کوئی مصداق تو اختلاف کا ہو نہین سکتا اگر مصداق ہوگا
تو ایک ہی قول کا ہوگا حاصل یہہ ہی کہ جہانتک ممکن ہوتا ہی باتباع اصحاب ثلثہ بعض علما فضائل اہلبیتؑ کی
تنقیص مین کوشش فرماتے ہین گویا کہ اسکو ایمان فرض کرلیا ہی اور آنکھین بند کرکے جو چاہتے ہین لکھی
چلے جاتے ہین یہ نہین خیال فرماتے کہ اگر خوخہ کو دروازہ بنایا اور اسکو باب خلافت ٹھرایا تو علیؑ اس
باب خلافت سے کیون محروم کیے گئے اور باب خلافت حضرت فاروق اور ذی النورین کیونکر مفتوح ہوا
کہ انکو تو بالاتفاق سر سوزن کے برابر بھی خوخہ رکھنے کی اجازت نہ ملی تھی اور فی الحقیقت وہ خوخہ جو تعریض
خلافت قرار دیا جاتا ہی اسکی قدر و منزلت وعظمت صدیق اکبر کے آگے اتنی تھی کہ چار ہزار دینار پر
بیع فرمایا فافہم ولا تغفل اے مسلمانون نام اسلام کو برباد نکرو آل نبی گوشت وخون و روح و جگر ہین
پیغمبر خدا کے انکے فضائل ومناقب کی تنقیص و رد سے روح آنحضرت کو ایذا پہونچتی ہی اور موذی نبیؐ
موذی خدا آپکے اصول کے موافق ہی فضائل ومناقب کو منصب خلافت سے کیا نسبت خلافت کیلیے
کیا یہہ دلیل کافی نہین ہی کہ خلافت اجماع امت پر منحصر ہی اور اجماع امت ضلالت پر محال اور حدیث
لن یجتمع امتی علی الضلالۃ اسپر دال کہ حل وعقد دین وملت انپر منحصر تھا اور احتمال خطا
انسے محال پھر فضائل ومناقب کے اہلبیت تنقیص اور خلاف اجماع خلافت کے تنقیص و توہین بالتعریض ضلالت
بالتحقیق قرار پائیگی تصدیق حدیث لن یجتمع امتی مین رخنہ پڑ جائیگا نعوذ باللہ من الجہالۃ والضلالۃ
والعناد صحیح مسلم مین زید ابن ارقم سے روایت کی ہی کہ بروز غدیر پیغمبر خدا نے خطبہ فرمایا او فرمایا انا تارک
فیکم الثقلین اولہما کتاب اللہ فیہ الہدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ
فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی اذکرکم
اللہ فی اہلبیتی اذکرکم اللہ فی اہلبیتی وفی روایۃ کتاب اللہ حبل اللہ من اتبعہ کان علی الہدی ومن ترکہ
کان علی الضلالۃ یعنے چھوڑنے والا ہون تم مین دو متاع نفیس اول انکی کتاب اللہ ہی کہ جسمین نور و
ہدایت ہی پس لو تم کتاب خدا کو یعنے عمل کرو تم کتاب خدا پر اور محکم پکڑو تم اسکو اور اہلبیت میرے یاد دلاتا ہون
مین تمکو خدا اپنے اہلبیت کے حق مین یاد دلاتا ہون مین تمکو خدا اپنے اہلبیت کے حق مین یاد دلاتا ہون
مین تمکو خدا اپنے اہلبیت کے حق مین ؛ و رتکرار فرمانا اس کلمہ کا مبالغہ اور تاکید کے واسطے ہی اسکی شرح

ہین بھی مولانا عبدالحق نے دادِ محبتِ اہلبیت دی ہی رقم فرماتے ہین کہ یاد میدہم شمارا خداوند بیم سانم از عقاب وے بتقصیر کردن شما در حق آنہا اور یہہ بھی رقم فرماتے ہین و معنی اہلبیت معلوم شد و حمل این بر جمیع آن معانی درست است خصوصاً بر معنی اخیر کہ محبت و تعظیم ایشان و رعایت حقوق و آداب ایشان قدم دائم والزم است و ظاہر چنان مے نماید کہ این اشارت باخذ سنت است الخ ملاحظہ فرمایئے شارح ممدوح نے یہان بھی حکم لگا دیا کہ حمل این بر جمیع معانی درست است حالانکہ ہم ثابت کر چکے ہین کہ معنی متعددہ جو متعدد افراد پر صادق آتے ہین وہ من بعض المعنی اہلبیت قرار پاتے ہین اور بعض معنی سے خارج از اہلبیت ہوتے ہین اور جو معنی کہ پیغمبرِ خدا نے فرمائے اور خدا کو اُن معنی پر شاہد کر دیا ہی کہ حق اہلبیت کے کچھ ہی معنے ہون مگر یہی چار شخص اہلبیت ہین اور نیز جتنے معنی لغوی و اصطلاحی بیان فرمائے گئے اُن سب کے مصداق بھی یہہ ہی چار شخص ہین کہ کسی معنی سے یہہ خارج از اہلبیت ہو نہین سکتے پس حمل اس حدیث کا انھین پر ہو سکتا ہی جو بجمیع معنی اہلبیت ہین نہ من بعض المعنی کہ بعض معنی دیگر سے وہ اہلبیت اہلبیت ہی نہین رہتے پھر حمل اس حدیث کا اُنپر کیونکر ہو سکتا ہی اور یہہ جو رقم ہوا کہ این اشارت باخذ سنت است یہہ ہماری سمجھ مین نہین آتا اس لیے کہ اگر مراد اخذ سنت اہل بیت ہی تو یہہ عین اہل بیت کے واجب الاطاع و لازم الاطاعۃ ہونیکی دلیل ہی اور اگر یہہ مراد ہی کہ رسول کی سنت انسے اُسطرح حاصل کرو کہ جسطرح اصحاب سے حاصل کرتے ہو تو تخصیص اہل بیت بیکار ہوئی جاتی ہی اور یہہ سب تاکید بے محل ہوتی ہی معاذ اللہ من ذلک روایت ہی عن جابرؓ قال رایت رسول اللہ فی حجتہ یوم عرفۃ وھو علی ناقتہ القصوی یخطب و یقول یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان تمسکتم او قال اخذ تم بہ لن تضلوا کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی یعنے دیکھا مین نے رسولؐ خدا کو حجۃ الوداع یوم عرفہ کو ناقہ قصوی پہ سوار تھے خطبہ فرمایا اور کہا کہ اے گروہ مردم مین تم مین دو چیز چھوڑتا ہون کہ اگر تم لوگ اُسکو اور تمسک کروگے اور عمل کروگے اُس سے تو ہرگز گمراہ نہو گے ایک کتاب خدا ہی کہ اُسمین نور ہدایت ہی اور عترت میری اہلبیت میرے ہین یہان بھی شارح صاحب فرماتے ہین کہ مراد اینجا از عترت اخص از قوم و اقربا است کہ اولاد جد قریب باشند یعنے اولاد و ذریت وے صلعم و سابقاً گذشت کہ این اشارت باخذ سنت است فافہم ہم بھی قبل ازین عرض کر آئے ہین اور پھر گذارش ہی کہ عترت کے کچھ ہی معنے آپ لین خواہ اولاد خواہ ذریت خواہ اولاد جد قریب خواہ اخص قوم مگر فاطمہؑ اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ مصداق ان کل معنی کے ہین بخلاف دیگر جو انکے غیر ہین اور یہہ اشارہ آپکا کہ این اشارت باخذ سنت است یہہ بھی سنت ہی پیغمبر برحق نے تو صاف صاف تمسک کا حکم دیا جس سے انکا ہر قول و فعل حجت قرار پاتا ہی اور عصمت ثابت ہوتی ہی دوسری روایت ترمذی کی زید ابن ارقم سے یہہ ہی قال رسول اللہ انی تارک فیکم ما ان

اشعۃ اللمعات مناقب اہل بیت صفحہ ۴۸۸ جلد ۴ سطر ۱۶

تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخر کتاب اللہ حبل ممدود من السمآء الی الارض وعترتی اھل بیتی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھما یعنی کہ مین تم مین چھوڑتا ہون وہ چیز کہ اگر متمسک ہوگے تم ساتھ اُسکے تو ہرگز گمراہ نہوگے ایک اُن دونونکا اعظم ہی دوسرے سے کتاب خدا مانند ریسمان ممدود کے ہی آسمان سے زمین تک کہ اُسکو پکڑین اور آسمان قدس تک پھنچین اور عہد و امان حقتعالے کا ہی بندون کے واسطے اور چھوڑتا ہون مین عترت اپنی کو کہ اہلبیتؑ میرے ہین اور ہرگز جدا دونون نہوینگے یہانتک کہ پھنچین میرے پاس حوض کوثر پر پس نظر کرو تم اور تامل و تفکر کرو تم کہ کیونکر چلتے ہو تم اور معاملہ و سلوک کرتے ہو تم بعد میرے درمیان قرآن اور اہلبیتؑ کے مشکوۃ باب مناقب اہلبیتؑ عن ابی ذر قال وھو اخذ بباب الکعبۃ سمعت النبی یقول الا ان مثل اھلبیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجاء ومن تخلف عنھا ھلک رواہ احمد منقول ہی ابوذر سے کہ کہا اُنھون نے دروازہ کعبہ کو پکڑ کر سنا مین نے پیغمبر خدا کو کہ فرماتے تھے کہ خبردار ہو کہ تحقیق مثل میرے اہلبیتؑ کے تم مین مثل کشتی نوح کے ہی کہ جو شخص راکب کشتی نوح ہوا نجات پائی اُسنے اور جسنے تخلف کیا اُس سے ہلاک ہوا ترمذی مین زید ابن ارقم سے روایت ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا نے لعلیؑ و فاطمہؑ والحسنؑ والحسینؑ انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن سالمھم واسطے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کی کہ ہم جنگ کرنیوالے ہین اُس سے جو جنگ کرے ان سے اور صلح کرنے والے ہین اُس سے جو صلح رکھے ان سے حاصل یہہ ہی کہ یہانتک جتنی حدیثین مناقب اہلبیتؑ مین لکھی گئین مولانا عبد الحق صاحب نے شرح مین اُنکی کوشش بلیغ فرمائی اور حق محبت اہلبیتؑ ادا فرمایا اور معنی کثیر رقم فرمائے اور علی جمیع التقدیر یہہ ہی چار شخص علی و اکمل و راخص و مصداق اہلبیتؑ قرار پائے پس جو بعض معنی سے داخل اہلبیتؑ ہوگا تو بعض معنی آخر سے خارج از اہلبیتؑ بھی قرار پائیگا اور باین معنی مستحق خروج و عدم مصداقیت آیات و احادیث مرقومہ بالا بھی ہوگا پھر دوسرونکو داخل کرنا لغو اور عبث ہوا علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہین تفسیر آیہ مودت مین المسئلۃ الثالثۃ نقل صاحب الکشاف عن النبی انہ قال من مات علی حب آل محمدؐ مات شھیدا الا ومن مات علی حب آل محمدؐ مات مغفورا لہ الا ومن مات علی حب آل محمدؐ مات تائبا الا ومن مات علی حب آل محمدؐ مات مومنا مستکمل الایمان الا ومن مات علی حب آل محمدؐ بشرہ ملک الموت بالجنۃ ثم منکر و نکیر الا ومن مات علی حب آل محمدؐ یزف الی الجنۃ کما تزف العروس الی بیت زوجھا الا ومن مات علی حب آل محمدؐ فتح لہ فی قبرہ بابان الی الجنۃ الا ومن مات علی حب آل محمدؐ جعل اللہ قبرہ مزار ملائکۃ الرحمۃ الا ومن مات علی حب آل محمدؐ مات علی السنۃ والجماعۃ الا ومن ابغض آل محمدؐ جاء یوم القیمۃ

ملتوبا بین عینیه آیس من رحمة الله الا و من مات علی بغض آل محمد مات کافرا
الا و من مات علی بغض آل محمد لم یشم رائحة الجنة هذا هو الذی رواه صاحب الکشاف
مسئله ثالث نقل کیا صاحب الکشاف نے نبیؐ سے کہ فرمایا رسولؐ خدا نے کہ جو شخص مرے اوپر محبت آل محمدؐ کے
مرا شہید آگاہ ہو کہ جو شخص کہ مرے محبت آل پر وہ مرا در آنحالیکہ مغفرت کیگئی واسطے اُسکے آگاہ ہو کہ جو شخص
مرا محبت آل محمدؐ پر تو مرا تائب ہو کر آگاہ ہو کہ جو شخص مرے محبت آل محمدؐ پر وہ مرا مومن مستکمل الایمان آگاہ ہو
کہ جو شخص موا محبت آل محمدؐ پر خوشخبری دیتا ہی ملک الموت اُسکو جنت کی پھر نکیر و منکر خوش خبری جنت دیتے
ہین آگاہ ہو کہ جو شخص مرا محبت آل محمدؐ پر بھیجا جائیگا طرف جنت کے جسطرح عروس اپنے شوہر کے گھر بھیجی جاتی
ہی آگاہ ہو کہ جو شخص مرا محبت آل محمدؐ پر کھولے جاتے ہین اُسکے لیے دو دروازہ جنت کیطرف آگاہ ہو
کہ جو مرا محبت آل محمدؐ پر گردانتا ہی اللہ اُسکی قبر کو مزار ملائکہ رحمت کا آگاہ ہو کہ جو شخص مرا محبت آل محمدؐ پر
مرا اوپر سنت و جماعت کے آگاہ ہو کہ جو شخص مرا بغض آل محمدؐ پر یوم القیامت اسطرح آئیگا کہ درمیان
دونون آنکھون کے لکھا ہوگا مایوس ہی رحمت خدا سے آگاہ ہو کہ جو شخص مرا بغض آل محمدؐ پر مرا کافر آگاہ ہو
کہ جو شخص مرا بغض آل محمدؐ پر نہ سونگھے گا بوئی جنت کو یہہ وہ ہی کہ جسکو صاحب کشاف نے بیان کیا ہی
امام فخر الدین رازی کہتے ہین انا اقول مین کہتا ہون آل محمدؐ هم الذین یؤل امرهم الیه
فکل من کان امرهم الیه اشد و اکمل کانوا هم الال ولا شک ان فاطمةؑ و علیاؑ
والحسن والحسین کان التعلق بینهم و بین رسول اللهؐ اشد التعلقات وهذا کالمعلوم
بالنقل المتواتر فوجب ان یکونوا هم الال وایضاً اختلف الناس فی الال فقیل هم
الاقارب وقیل هم امته فان حملناه علی القرابة فهم الال وان حملناه علی الامة
الذین قبلوا دعوته فهم ایضاً ال فثبت ان علی جمیع التقدیرات هم الال واما
غیرهم فهل یدخلون تحت لفظ الال فمختلف فیه وروی صاحب الکشاف انه
لما نزلت هذه الایة قیل یا رسول الله من قرابتك من هؤلاء الذین وجبت علینا
مودتهم فقال علی و فاطمة وابناهما فثبت ان هؤلاء الاربعة اقارب النبی و
اذا ثبت هذا وجب ان یکونوا مخصوصین بمزید التعظیم ویدل علیه وجوه
آل محمدؐ وہ ہین کہ رجوع امر اُنکا طرف رسولؐ کے ہو پس کل وہ لوگ کہ ہو رجوع امر اُنکا طرف رسولؐ
کے اشد اور اکمل ہونگے وہ ہی لوگ آل رسولؐ اور کوئی شک نہین ہی کہ تحقیق فاطمہؑ اور علیؑ اور
حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام تھے کہ تعلق اُنمین اور رسولؐ خدا مین اشد تعلقات سے تھا اور یہ امر کالمعلوم
او متواترات سے ہی پس واجب ہی کہ ہون وہ ہی آل اور نیز اختلاف کیا ہی آدمیون نے معنی آل مین
بعض نے کہا کہ وہ اقارب ہین آنحضرتؐ کے بعض نے کہا کہ اُمت رسولؐ ہی پس اگر حمل کرین ہم اُسکو قرابت پر

پس جب بھی وہ آل ہین اور اگر حمل کرین ہم اُسکو اُمت پر ایسی اُمت کہ قبول کیا اُسنے دعوت آنحضرت
کو پس جب بھی وہ آل ہین پس ثابت ہوا کہ علی جمیع التقدیرات وہ ہی آل ہین اور داخل ہونے مین
اُنکے غیر کے تحت لفظ آل اختلاف ہی اور روایت کی ہی صاحب کشاف نے کہ جسوقت یہہ آیت مودت
نازل ہوئی تو پوچھا گیا آنحضرت سے کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ذوالقربےٰ ہین کہ جنکی مودت ہمپر واجب
ہوئی پس کہا پیغمبر خدا نے کہ وہ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہین پس ثابت ہوا کہ یہہ چار شخص اقارب نبی ہین
اور جب یہ ثابت ہوگیا تو واجب ہوا کہ ہون وہ لوگ مخصوص ساتھ مزید تعظیم کے اور دلالت
کرتے ہین اس امر پر کئی وجوہ الاول قولہ تعالیٰ الا المودۃ فی القربیٰ ووجہ الاستدلال بہ ما
سبق وجہ اول قول حقتعالےٰ الا المودۃ فی القربےٰ ہی اور وجہ استدلال مذکور ہوچکی الثانی لاشک
ان النبی کان یحب فاطمۃ قال صلعم فاطمۃ بضعۃ منی یوذینی ما یوذیہا وثبت
بالنقل المتواتر عن محمد انہ کان یحب علیا والحسن والحسین اذا ثبت ذلک
وجب علی کل منہ مثلہ لقولہ تعالیٰ واتبعوہ لعلکم تہتدون ولقولہ تعالیٰ
فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ولقولہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
یحببکم اللہ ولقولہ سبحانہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ وجہ ثانی یہہ ہی کہ شک نہین کہ تحقیق
رسول اللہ دوست رکھتے تھے فاطمہؑ کو فرماتے تھے پیغمبر خدا صلعم فاطمہؑ پارہ جگر میری ہی ایذا دی اُسنے مجکو جسنے ایذا دی
فاطمہؑ کو اور ثابت ہوا ہی منقولات متواترہ سے کہ آنحضرت صلعم دوست رکھتے تھے علیؑ و حسنؑ و حسینؑ کو اور جب ثابت ہوگیا
تو واجب ہو کل اُمت پر مثل اسکا یعنی دوست رکھنا فاطمہؑ اور علیؑ و حسنؑ و حسینؑ کا اور دلیل اُسپر قول حق سبحانہ تعالیٰ ہی واتبعوہ لعلکم
تہتدون اور اتباع اور پیروی کرو تم اُسکی تاکہ ہدایت پاؤ تم دوسرے مقام پر حقتعالیٰ فرماتا ہی
فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ پس چاہیے کہ پرہیز کرین وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہین حکم
پیغمبر سے تیسری دلیل قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنے کہہ تو کہ اگر تم دوست
رکھتے ہو اللہ کو تو پیروی کرو تم میری دوست رکھیگا تم کو اللہ چوتھے لقد کان لکم فی رسول اللہ
اسوۃ حسنۃ الثالث ان الدعاء للآل منصب عظیم ولذلک جعل ہذا الدعاء
خاتمۃ التشہد فی الصلوۃ وہو قولہ اللہم صل علی محمد وآل محمد وارحم
محمدا وآل محمد وہذا التعظیم لم یوجد فی حق غیر الآل فکل ذلک یدل علی
ان حب آل محمد واجب وقال الشافعی ان کان الرفض حب آل محمد فلیشہد
الثقلان انی رافضی تیسری وجہ تحقیق کہ دعا کرنا واسطے آل کے منصب عظیم ہی اسی واسطے
خاتمہ تشہد صلوۃ مین اس دعا کو رکھا ہی وہ یہہ ہی کہ خداوندا درود بھیج تو محمدؐ اور آل محمدؐ پر اور رحم کر
تو محمدؐ و آل محمدؐ پر اور یہہ تعظیم غیر آل کے حق مین پائی نہین جاتی اور یہ کل دلالتین ہین اسبات پر

کہ محبت آل محمدؐ واجب ہی کہا امام شافعی نے کہ اگر رفض حب آل محمد ہی پس گواہ رہین ثقلان کہ مین رافضی ہون
اور علامہ ابی السعودؒ نے بھی تحت آیہ ہذا رقم فرمایا ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو پوچھا رسول خداؐ سے کہ یا رسول اللہ
من قرابتك من هولاء الذين وجبت علينا مودتهم قال عليٌ وفاطمة وابناهما
کون ہین وہ قرابتدار کہ جنکی محبت اور مودت ہمپر واجب ہوئی فرمایا نبیؐ نے علیؑ اور فاطمہؑ اور دونوں بیٹے اُنکے
وعن النبيؐ حرمت الجنة على من ظلم اهل بيتي واذاني في عترتي فرمایا نبیؐ نے کہ حرام
کی گئی جنت اُسپر جو ظلم کرے میرے اہلبیتؑ پر اور ایذا دے مجکو میری عترت مین یعنے جسنے میری عترت
کو ایذا دی اُسنے مجکو ایذا دی امام فخر الدین رازی فرماتے ہین فيه منصب عظيم للصحابة
یعنے اس آیت مین منصب عظیم ہی صحابہ کے واسطے کہ حقتعالے نے السابقون السابقون اولئك
المقربون فرمایا ہی فكل من اطاع الله كان مقربا عند الله پس کل لوگون نے کہ اطاعت کی
اُنھون نے اللہ کے ہوئے مقرب عند اللہ تعالے اور داخل ہوئے تحت قوله تعالى الا المودة
في القربى والحاصل ان هذه الاية تدل على وجوب حب ال رسول الله وحب الصحابة
اور حاصل یہہ ہی کہ آیت دلالت کرتی ہی وجوب حب آل رسول اللہؐ پر اور حب اصحاب پر تمام ہوا قول
امام فخر الدین رازی کا انا اقول اب مین بھی عرض کرتا ہون کہ آیہ تطہیر اور آیہ مباہلہ اور آیہ مودت اور
احادیث مناقب اہلبیتؑ کی شرح جو مولانا عبد الحق صاحب نے فرمائی اُسکا حاصل یہ ہی کہ اہلبیتؑ اور آل
اور عترت اور قربیٰ وغیرہ ان آیات واحادیث مین جمیع معنی پر شامل ہین اور ظاہرًا اخذ سنت ہی کوئی
خصوصیت اور منقبت فاطمہؑ اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو نہین ہی اور صاحب کشاف اور امام فخر الدین
رازی نے محبت آل رسول کو واجب اور الفاظ مذکورہ کو مخصوص فاطمہؑ و علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ سے
ثابت کرکے فرمادیا کہ غیر آل کے حق مین یہہ تعظیم پائی نہین جاتی اور امام شافعی نے تو محبت آل مین رافضی
ہونیکا اقرار کرلیا امام فخر الدین نے یہ بھی رقم فرمایا ہی کہ جو شخص طاعت اللہ کرے وہ مقرب عند اللہ ہی
اور تحت آیہ مودت داخل ہی اور اصحاب کو بھی اس آیہ مین منصب عظیم ہی اصحاب کا لفظ عام ہی شامل ہی
جمیع صحابہ کو تخصیص کسی کی نہین اور کل اُمت جو مطیع خدا ہو تحت آیہ ہذا داخل ہے مگر وجوب محبت مخصوص
ہی علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سے پس ناظر منصف پر موازنہ کرنے سے ان اقوال کے مثل آفتاب عیان
ہو جائیگا کہ کون انمین سے محب اہلبیتؑ و آل رسول ہی اور کون مبغض اہلبیتؑ و آل رسولؐ ہی اور کون
مداح اہلبیتؑ ہی اور کون مدح بالذم کر رہا ہی وما علينا الا البلاغ اور تفسیر نیشاپوری مین تحت
آیہ قل لا اسئلكم لکھتے ہین كفى شرفا لال رسول الله وفخرا ختم التشهد بذكرهم والصلوة
عليهم في كل صلوة لہ یعنے آل رسولؐ کے لیے یہ شرف و فخر کافی ہی کہ تشہد اُنکے ذکر پر تمام ہوتا ہی
اور ہر نماز مین اُنپر صلوٰة بھیجی جاتی ہی صحیح بخاری و صحیح مسلم مین اور مشکوٰةؑ مین مروی ہی کہ اصحاب نے

عرض کی یا رسول اللہ خدا نے جو ہمکو حکم کیا کہ صلوۃ اور سلام بھیجین ہم اوپر اہلبیت کے فکیف الصلوۃ
علیکم اهل البیت فان الله قد علمنا کیف نسلم علیک پس کیونکر صلوۃ بھیجین ہم اہلبیت پر
پس بہ تحقیق سکھایا ہمکو خدا نے کہ کسطرح سلام بھیجین ہم آپ پر فرمایا پیغمبر خدا نے قولوا اللھم صل علی
محمد وال محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراهیم وعلی ال ابراهیم انک حمید مجید
اللھم بارک علی محمد وال محمد کما بارکت علی ابراهیم وال ابراهیم انک حمید مجید
متفق علیه الا ان مسلما لم یذکر علی ابراهیم فی موضعین یعنے کہو تم کہ خدایا درود اور رحمت
بھیج محمد اور آل محمد پر جیسا کہ درود بھیجا تو نے ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر برکت بھیج محمد پر جیسا کہ برکت
بھیجی تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر تحقیق کہ تو محمود اور مجید ہی پس ظاہر ہو گیا کہ آل اور اہلبیت
متحد المعنی ہین اسواسطے کہ اصحاب نے سوال کیا ساتھ لفظ اہلبیت کے اور آنحضرت نے جواب مین
بلفظ آل فرمایا چنانچہ ابن طلحہ شافعی ذیل مین اسی حدیث کے لکھتے ہین فسر المعنی احدهما بالاخر
فالمفسر والمفسر به متحد معنے آنحضرت نے ایک لفظ کی دوسری لفظ سے تفسیر فرمائی
پس معلوم ہوا کہ آل اور اہلبیت کے ایک ہی معنی ہین اور یہہ حدیث متفق علیہ ہی لیکن صحیح مسلم مین
علی ابراہیم دونون مقام پر مذکور نہین ہی اور صحیح بخاری مین دوسری حدیث اسطرح منقول ہی
وعن ابی حمید الساعدی قال قالوا یا رسول الله کیف نصلی علیک فقال
رسول الله قولوا اللھم صل علی محمد وازواجه وذریته کما صلیت علی ابراهیم
وبارک علی محمد وازواجه وذریته کما بارکت علی ال ابراهیم انک حمید مجید متفق علیه
ابی حمید ساعدی نے کہا کہ پوچھا اصحاب نے کہا کہ پوچھا اصحاب نے یا رسول اللہ کیونکر صلوۃ بھیجین ہم اوپر
آپکے فقال پس فرمایا رسول خدا نے کہو تم درود خدا کا اوپر محمد کے اور ازواج پر اُسکے اور ذریت پر
اُسکی جیسا کہ درود بھیجا تو نے ابراہیم پر اور برکت بھیج تو محمد کو اور ازواج کو اُسکے اور ذریت کو اُسکی
جیسا کہ برکت بھیجی تو نے آل ابراہیم پر تحقیق کہ تو محمود اور مجید ہی اس حدیث متفق علیہ کو ہم نے اسواسطے
لکھا ہی کہ ما سبق مین مذکور ہوا اور ثابت ہوا ہی کہ ذریت عترت کو اور عترت اہلبیت کو کہتے ہین کہ قول
رسول خدا عترتی اہل بیتی ہی پس اس حدیث مین ذریت فرمانا گویا اہلبیت فرمانا ہی پس اگر ازواج
داخل ذریت یعنے اہلبیت ہوتے تو ازواجہ کی حاجت نہ تھی کہ تکرار لفظ موضع واحد مین خلاف
فصاحت افصح الفصحا ہوتی ہی اور بروایت مسلم مروی ہی فقلنا من اهلبیته نساوه قال لا
ایم الله ان المرءة تکون مع الرجل العصر من الدهر ثم یطلقها فترجع الی ابیها
وقومها اهلبیته اصله وعصبته الذین حرموا الصدقة علیهم بعده خلاصہ یہ ہی
کہ راویون نے زید ابن ارقم سے پوچھا کہ ازواج آنحضرت اہلبیت ہین زید ابن ارقم نے کہا قسم بخدا زوجہ

عہ ازالۃ الغشوۃ مصنفہ سید ابو القاسم صاحب لاہوری

ایک مدت مدید شوہر کے ساتھ رہتے ہیں اور بعد طلاق رجوع کرتی ہیں اپنے باپ اور قوم کیطرف اور اہلبیت
اصل اُنکے ہین اور قرابت دار آنحضرت کے ہین اور صدقہ بعد آنحضرت اُنپر حرام ہی تو وہی ذیل حدیث
ہذا فرماتے ہین هذا دلیل لابطال قول من قال هم قریش کلها فقد کان فی نسائه
قرشیات وهن عائشه وحفصه وام سلمه وسوده وام حبیبه یعنی قسم کھانا اور
انکار کرنا زید ابن ارقم کا دلیل ہی بطلان قول کے اُس شخص کے جو کہتا ہی کہ تمام قریش اہلبیت ہین
اسواسطے کہ زنان آنحضرت مین قرشیہ بھی تھین اور وہ عائشہ اور حفصہ وام سلمہ اور ام حبیبہ وسودہ
ہین پس نووی کے اس قول سے کہ کل قریش کا اہلبیت ہونا باطل ہی ازواج قرشیات کا بھی داخل
اہلبیت ہونا باطل ہوا اور مسلم وسنن ابو داؤد و نسائی ومشکواۃ مین بہت سی سندون سے مروی
ہی عن عبد المطلب بن ربیعه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ان
هذه الصدقات انما هی اوساخ الناس وانها لاتحل لمحمد ولا لال محمد یعنی
عبد المطلب بن ربیعہ ابن الحارث ابن ہاشم نے کہا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ اقسام صدقات
اوساخ یعنے میل مردم سے ہی اور وہ حلال نہین ہی محمدؐ اور آل محمدؐ پر اور موطاء مالک ابن انس
مین بھی ایسا ہی ہی قال النبی لا تحل الصدقة لال محمد انما هی اوساخ الناس کہ صدقہ
آل محمدؐ پر حلال نہین ہی کہ وہ چرک ہی آدمیونکا مشکوۃ اور مسلم مین اور بخاری نے من تکلم بالفارسیه
مین ابو ہریرہ سے روایت کی ہی قال اخذ الحسن ابن علی تمرة من تمراة الصدقة فجعلها
فی فیه فقال النبی کخ کخ اما شعرت اور بعض نسخ مین الا تعرف ہی انا لا ناکل الصدقة
کہا ابو ہریرہ نے کہ حسن ابن علیؑ نے دانہ خرما اُٹھایا کہ وہ خرمہاے صدقہ سے تھا اور اُسکو منھ مین رکھ لیا
فرمایا پیغمبر خدا نے کخ کخ یعنے پھینک دو پھینک دو اس خرمہ کو آیا تم نہین جانتے کہ ہم اہلبیت پر صدقہ حرام ہی
ہم صدقہ نہین کھاتے یہہ لفظ کخ کخ واسطے زجر کے بولتے ہین اُسوقت کہ بچونکو باز رکھنا ہو اُس فعل سے
کہ وہ کر رہے ہون اور بعض کے نزدیک یہہ کلمہ فارسی ہی اسی سبب سے بخاری نے باب تکلم بالفارسیه
مین لکھا ہی اور اشعۃ اللمعات مین انا لا ناکل الصدقة کا ترجمہ باین عبارت کیا ہی کہ ما بنی ہاشم واہلبیت
طہارت نمیخوریم صدقہ را اور مروی ہی کہ ایک دن آنحضرت نے عائشہ کے خرمون مین سے ایک خرمہ
اپنے منھ مین رکھا عائشہ نے عرض کی کہ یہہ صدقہ ہی پیغمبر خدا نے فرمایا علیك صدقة ولنا هدية
یعنے تجھپر صدقہ ہی اور تیرا حصہ اور مال میرے واسطے ہدیہ ہی مسلم مین ہی کہ حصین نے زید ابن ارقم
سے پوچھا من اهل بيته يا زيد اليس نسائه من اهل بيته قال نساؤه من اهل بيته
ولكن اهل بيته من حرم الصدقة بعده قال ومن هم قال ال علیؑ وال عقيلؓ
وال جعفرؓ وال عباس كل هولاء حرم الصدقة قال نعم یعنے کون اہلبیت ہین آنحضرت کے

مشکوٰۃ باب من لا تحل له الصدقة
صفحہ ۱۶۹

کیا ازواج اہلبیت نہین ہین آنحضرت کے جواب دیا کہ ازواج اہلبیت ہین یعنے خانہ صوری کے کہ مٹی وغیرہ
سے بنا گیا ہی واسطے قضا و حاجت کے لئین اہلبیت صوری ومعنوی وہ ہین جنپر صدقہ حرام ہی بعد
پیغمبر کے پوچھا وہ کون ہین جواب دیا کہ آل علیؑ وآل عقیل وآل جعفر وآل عباس ہین اسواسطے کہ صدقہ
اُنپر حرام ہی خلاصہ یہہ ہی کہ آیات واحادیث سے اور اقوال سے ثابت ہوگیا کہ اہلبیت بین ازواج
داخل نہین ہین بعض علمانے تبا و بلات علیلہ مضطربہ شامل کیا ہی من بعض الوجہ لا من بکل الوجوہ اللھم
ھولاء اھل بیتی جنکی شان مین فرمایا وہی اہلبیت آنحضرت ہین پھر نووی نے ذیل حدیث صلوۃ کہا ہی
فذاھب ابو حنیفہ و مالک الی انھا سنۃ لو ترکت صحت الصلوۃ وذھب الشافعی
واحمد الی انھا واجبۃ لو ترکت لم یصح الصلوۃ یعنے مذہب ابو حنیفہ اور مالک یہہ ہی
کہ صلوۃ سنت ہی اُسکے ترک سے نماز باطل نہین ہوتی اور مذہب شافعی ور احمد مین واجب ہی کہ
ترک صلوۃ سے نماز باطل ہی امام شافعی کی یک رباعی مشہور ہی یا اھل بیت رسول اللہ حبکم
فرض من اللہ فی القرآن انزلہ ؛ کفاکم من عظیم الفخر انکم ؛ من لم یصل علیکم
لا صلوۃ لہ ؛ یعنے اے اہلبیت رسول محبت تمھاری خدانے فرض کی ہی اور منزل من اللہ ہی قرآن
مین کافی ہی تمھاری قدر و منزلت کو کہ جو شخص نماز پڑھے اور تمپر صلوۃ نہ بھیجے نماز اُسکی صحیح نہین ہی
پس آل ور اہلبیت و رقربے اور ذریت ور عترت مین تو علیؑ بالاتفاق شامل ہین اب کچھ مناقب
خاص بھی علی بن ابی طالب کے عرض کرین صحیح بخاری مین ہی حدثنا قتیبہ ابن سعید قال
حدثنا یعقوب بن عبد الرحمن عن ابی حازم قال اخبرنی سہل بن سعد الساعدی یحب اللہ و
ان رسول اللہ قال یوم خیبر لاعطین ھذہ الرایہ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ
رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ قسطلانی رقم فرماتے ہین زاد ابن اسحاق لیس بفرار و فی حدیث بریدۃ
لا یرجع حتی یفتح اللہ لہ قال فبات الناس یدوکون لیلتھم ایھم یعطاھا فلما
اصبح الناس غدوا علی رسول اللہ کلھم یرجون ان یعطاھا و فی حدیث بریدہ
فما منا احد لہ منزلۃ عند رسول اللہ الا و ھو یرجوان یکون ذالک الرجل حتی
تطاولت انا فقال این علی بن ابی طالب فقالوا ھو یا رسول اللہ یشتکی عینیہ قال
ارسلوا الیہ فاتی بہ فبصق رسول اللہ فی عینیہ ودعالہ فبراء حتی کان لم یکن
بہ وجع فاعطاہ الرایۃ فقال یا رسول اللہ اقاتلھم حتی یکونوا امثلنا فقال انفذ
علی رسلک حتی تنزل بساحتھم ثم ادعھم الی الاسلام واخبرھم بما یجب
وعلیھم من حق اللہ فیہ فواللہ لان یھدی اللہ بک رجلا واحدا خیر لک
من ان یکون لک حمر النعم یعنے بیان کیا مجھسے قتیبہ ابن سعید نے کہا حدیث کی مجھسے یعقوب

بن عبد الرحمن نے ابی حازم سے کہا کہ خبر دی مجکو سہل بن سعد الساعدی نے کہ تحقیق رسول اللہ نے فرمایا
روز خیبر کہ ہر آئینہ عطا کرونگا مین اس نشان کو کل اس شخص کو کہ فتح کریگا اللہ اسکے ہاتھون پر اور وہ الیسا ہے
کہ دوست رکھتا ہے اللہ کو اور اسکے رسول کو اور دوست رکھتا ہے اسکو اللہ اور رسول اسکا ۔ اسمقام پر
استاہی عرض کرتا ہے کہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ ہر مومن من جہۃ الایمان محب خدا ہے اور خدا بھی بسبب
اسکے ایمان کے محب ہر مومن ہے پس جواب اُسکا یہ ہے کہ یہہ محبت جسکا ذکر پیغمبر خدا نے کیا مخصوص تھی
علیؑ سے اور افراد اصحاب مین کسیکو یہہ تخصیص نہ تھی وکذلک جو محبت کہ خدا و رسول کو علیؑ سے تھی
اصحاب مین سے کسی کے ساتھ مخصوص نہ تھی قسطلانی مین ہے کہ زیادہ کیا ابن اسحاق نے لفظ لیس
بفرار کا یعنی اُس شخص کو علم دونگا جو بھاگنے والا نہین ہے الخ اور حدیث بریدہ مین ہے لا یرجع حتی یفتح اللہ لہ
یعنی نہ پھریگا اُسوقت تک کہ فتح دے اللہ اُسکو ابن اسحاق و بریدہ کے درمیان مین الفاظ کا فرق ہے
مطلب ایک ہی ہے قال فبات الناس کہا کہ تمام شب اصحاب اسی تمنا مین بیدار رہے اور آپسمین تذکرہ
رہا کہ یہہ دولت عظمی کسکے مقدر مین ہے چنانچہ عبد الحق صاحب فرماتے ہین آوردہ اند کہ صحابہ رہ تمام شب
خواب نبرد از شوق و انتظار آنکہ فردا این نعمت نصیب کہ باشد فلما اصبح الناس پس جب صبح ہوئی
توسب حاضر ہوئے رسولؐ کے سامنے اور وہ سب امیدوار علم تھے اور حدیث بریدہ مین ہے کہ ہم مین
سے کوئی ایسا نہ تھا کہ جسکی قدر و منزلت رسولؐ کے آگے تھی وہ امیدوار اس مرتبہ عظمی کا نہ تھا یہانتک
کہ مین بھی خواہش مند تھا پس فرمایا آنحضرت نے کہان ہین علیؑ ابن ابی طالب پس اصحاب نے عرض کی
کہ انکی آنکھین دکھتی ہین فرمایا بلواؤ اُنکو پس لائے گئے علیؑ پس لعاب دہن اپنا آنحضرتؐ نے اُن کی
آنکھون مین لگا دیا اور دعا کی اُنکے واسطے پس اسطرح سے اچھے ہوگئے کہ گویا کوئی درد ہی انکو نہ تھا
اور عطا فرمایا اُنکو رایت پس عرض کیا علیؑ نے یا رسول اللہ قتال کرونگا مین یہانتک کہ ہو جاوین وہ لوگ
مثل ہمارے مومن فرمایا پیغمبر برحقؐ نے کہ نفوذ کر اپنی نرمی کے ساتھ کہ تو اُنکے قریب پہنچے اور دعوت
اسلام کی کرے اُنکو اور خبر دے اُن لوگون کو اُس چیز سے کہ اُنپر واجب ہے حق اللہ سے پس قسم ہے
خدا کی کہ ہدایت کرے بسبب تیرے ایک آدمی کو بہتر ہے تیرے واسطے چارپایہائے سرخ اور شتران
سرخ سے اور مسلم مین ہے ما احببت الامارۃ الا یومئذ قال فتساورت لہا رجاء ان ادعی
لہا ۔ عمر ابن خطاب کہتے ہین کہ مین امارت کو نہ رکھتا تھا مگر اُس روز پس آمادہ رہا مین اس امید پر
کہ مجھے بلوائین اس منصب کے لیے پس جب صبح ہوئی تو علیؑ کو طلب کیا اور عطا فرمایا رایت اُنکو الخ
اور دوسری روایت صحیح بخاری مین اسطرح ہے حدثنا عبد اللہ ابن مسلمۃ قال حدثنا
حاتم عن یزید بن ابی عبید عن سلمۃ قال کان علی بن ابی طالب تخلف عن النبی
فی خیبر وکان رمدا فقال انا اتخلف عن النبی فلحق بہ فلما بتنا اللیلۃ التی

صحیح بخاری باب غزوہ خیبر صفحہ ۲۵

فتحت قال لاعطین الرایة غدا اولیا خذن الرایة غدا رجل یحب الله و رسوله و یحبه الله و رسوله یفتح الله علیه فنحن نرجوها فقیل هذا علی فاعطاه ففتح علیه یعنے بیان کیا مجھسے عبد اللہ ابن مسلمہ نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھسے حاتم نے یزید ابن ابی عبید سے اُسنے سلمہ سے کہا علیؑ ابن ابی طالب پیغمبر خدا کے ہمراہ خیبر نہ گئے کہ آشوب چشم تھا اور ابو نعیم نے زیادہ کیا ہی بسبب آشوب کے دیکھائی نہ دیتا تھا پس کہا علیؑ نے کہ مین بسبب رمد چشم کے ہمراہ پیغمبر نہ جاؤن گویا کہ اپنے پس ماندگی کو ناپسند کیا اپنے نفس کے واسطے اور لاحق ہوئے پیغمبر خدا سے بعض کہتے ہین کہ خیبر مین پہنچکر اور بعض کہتے ہین کہ قبل خیبر پہنچنے کے لاحق ہوئے آنحضرت سے پس جبکہ وہ رات ہوئی ہمکو کہ جسکی صبح کو فتح ہوئی فرمایا پیغمبر خدا نے کہ مہر آئینہ عطا کرونگا مین یہہ رایت یا بہ تحقیق لیگا اس رایت کو کل وہ شخص جو دوست رکھتا ہی خدا کو اور اسکے رسولؐ کو اور دوست رکھتا ہی اُسکو خدا اور رسول

قسطلانی[1] مین ہی عند احمد والنسائی وابن حبان والحاکم من حدیث بریدة بن الحصیب لما کان یوم خیبر اخذ ابو بکر اللواء فرجع ولم یفتح له فلما کان الغد اخذه عمر فرجع ولم یفتح له وقتل محمود بن مسلمة فقال النبی لادفعن لوائی غدا الی رجل یفتح علیه یعنے نزدیک احمد اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم کی حدیث بریدہ ابن حضیب سے یہہ ہی کہ یوم خیبر لوائے آنحضرتؐ ابو بکر نے لیا اور جہاد کو گئے پس پھر آئے اور نہ فتح ہوئی اُنکی ورجہ سے دوسرا روز ہوا تو لیا اُسی علم کو عمر نے اور پھر آئے اور فتح نہ ہوئی اور قتل کیے گئے محمود ابن مسلمہ پس فرمایا آنحضرت نے کہ مہر آئینہ کل اُس شخص کو علم دونگا کہ جسکو فتح حاصل ہو گی اور نیز قسطلانی مین ہی یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله زاد ابن اسحق لیس بفرار وفی حدیث بریدة لا یرجع حتی یفتح الله یعنے ابن اسحق نے بعد جملہ یحب الله الخ کے لیس بفرار زیادہ کیا ہی اور روایت بریدہ مین لا یرجع حتی یفتح الله له ھی یعنے وہ بھاگنے والا نہین ہی اور پھرنے والا نہین ہی جب تک اسکو فتح نہ دے اللہ۔ غرض حاصل اس حدیث کا اور حدیث اول کا ایک ہی ہی کہ علیؑ محب خدا اور رسولؐ تھے اور خدا و محمدؐ محب علیؑ تھے اور یہ امر ظاہر ہی اور مذکور بھی ہو چکا کہ کل صحابہ اور مومنین محب خدا و رسولؐ ہین اور خدا و رسولؐ محب صحابہ و مومنین ہین پس یہ تخصیص جو آنحضرت نے فرمائی اس سے ثابت ہو گیا کہ جس قسم کی محبت علیؑ کو خدا و رسولؐ سے تھی اصحاب و مومنین مین سے کسیکو حاصل نہ تھی اور جس قسم کی محبت خدا و رسولؐ کو علیؑ سے تھی اصحاب و مومنین مین سے کسیکے ساتھ نہ تھی یہہ ہی سبب تھا کہ تمام اصحاب آنحضرت شب بھر اس منصب عظمیٰ کی تمنا مین بے چین رہے اور یہہ شرف و منزلت سوائے علیؑ کے کسیکو حاصل نہ ہوا مولانا عبد الحق[2] صاحب ذیل جنگ احد لکھتے ہین کہ جب احد کی لڑائی بگڑی تو اصحاب اُسوقت سراسیمگی مین چار قسم ہوئے ایک گروہ لڑے اور شہید ہوئے

[1] قسطلانی جلد ۶ صفحہ ۲۰۹

[2] مدارج النبوت جلد ... [illegible]

رضی اللہ ایک گروہ بھاگ کر کونون مین اور دامنون مین پہاڑ کے چھپے ایک گروہ وہ جو بھاگ کر شہر مین جاکر دم لیا اور قرار پکڑا عثمان ابن عفان انھین سے تھے کہ جو بھاگ کر شہر مین پک راست گئے مقاتلہ کے معاملہ کے تمام ہونے کے بعد اور شعلہ جنگ کے تسکین پانے کے بعد خدمت مین حضرت کی پھر آئے اور قسم چہارم مرکز صدق پر ثابت قدمی کر کے قائم و دائم رہے انتہی پھر رقم فرماتے ہین کہ سوائے چودہ تن کے کہ سات مہاجر اور سات انصار تھے کوئی نہ رہا تھا ان چودہ شخصون مین حضرت ابوبکر اور حضرت علیؑ کا نام بھی ہی مگر حضرت عمر کا نام ان چودہ مین نہین ہی اس مقام پر مولانا کو تعجب لاحق ہوا ہی کہ کیون ان چودہ مین نام حضرت عمر کا نہ لکھا مگر مین تعجب کرتا ہون کہ مولانا ممدوح نے کیون تعجب نہ کیا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا نام اُس قسم مین نہ لکھا جو کونون مین اور دامنون مین پہارون کے چھپے تھے جیسا کہ آیندہ مذکور ہوگا پھر لکھتے ہین کہ جب اصحاب آنحضرت جمع ہوئے تو ابوسفیان نے ندا کی کہ

هل فی القوم محمد هل فی القوم ابن ابی قحافه هل فی القوم عمر ابن الخطاب

یعنے قوم مین محمدؐ زندہ ہین ابوبکر ابن ابی قحافہ ہین عمر ابن الخطاب زندہ ہین جناب رسول اللہؐ نے فرمایا جواب نہ دو آخر عمر ابن خطاب نہ رہ سکے بیتاب ہو کر جواب اُسکو دیا لیکن اُسکے آگے کا ذکر نہین کیا کہ تیر اندازون مین تھے عمر ابن خطاب یا اُنھین جو بھاگے یا اُنھین جو متزلزل ہوئے وہ حکایت متنبہ ہی ہان عثمان کے احوال مین آیا ہی کہ بھاگے احد کے روز جیسا کہ صحیح بخاری مین آیا ہی مگر عمر ابن خطاب کا ذکر نہین ہی کہ بھاگنے والون مین تھے یا ہمراہ آنحضرت باقی رہنے والون مین انتہی آیندہ انشاءاللہ ہم اس شبہہ کو مولانا عبدالحق صاحب کے رفع کر دینگے پھر لکھتے ہین کہ جب لشکر اسلام فراری ہوا اور حضرت کو اکیلا چھوڑا حضرت غضب مین آئے اور پسینہ پیشانی مبارک سے متقاطر ہوا دیکھا کہ حضرت علیؑ پہلو مین کھڑے ہوئے ہین حضرت نے فرمایا کہ کسطرح کی بات ہی کہ تم یارون مین اپنے ملحق نہ ہوئے یعنے نہ بھاگے اُنکے ہمراہ علی مرتضیٰ نے کہا اکفر بعد الایمان ان لی بک اسوة یعنے آیا کافر ہون مین بعد ایمان کے بتحقیق مجھے تمسے کام ہی یارون سے کیا کام انتہی اس کلام سے بھی فراریونکا ایمان سے خارج ہونا اور نبیؐ و علیؑ کا ایک ہونا اور دیگر اصحاب سے مستثنی ہونا ثابت پھر لکھتے ہین کہ علیؑ مرتضٰے نے جب یہ مردانگی کی تو جبرئیلؑ نے حضرت سے کہا یا محمدؐ یہہ کمال مواسات اور جوانمردی ہی جو علیؑ مرتضٰے تمسے کر رہے ہین حضرت نے فرمایا انه منی وانا منه تحقیق کہ وہ مجھسے ہی اور مین اُس سے جبرئیلؑ نے کہا انا منكما یعنے مین تم دونون سے ہون کہتے ہین کہ ایک آواز غیبی سنی کہ گوینده غیبی کہتا ہی لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار اور قصہ نادعلی بھی اسی معرکہ مین واقع ہوا ہی اور مشہور جنگ خیبر ہی انتہی پھر لکھتے ہین کہ روایت کرتے ہین کہ انس ابن مالک کا چچا واقعہ بدر مین حاضر نہین تھا چاہا کہ احد مین آکر تدارک مافات کرے جب پہنچا حضرت کا حال پوچھا

له مدارج النبوت جلد ۲ صہ ۱۴۳

سه مدارج النبوت جلد ۲ صہ ۱۶۲ ہین

سه مدارج النبوت جلد ۲ صہ ۱۶۷

عه مدارج النبوت جلد ۲ [illegible]

لوگون نے کہا کہ ایسا سنتے ہین کہ حضرت مقام شہادت کو پہنچے تب اُنسنے اصحاب سے کہا کہ یہہ روا ہی کہ تم
جیتے رہو اور پیغمبر کو مار ڈالین یہہ کہکر محاربہ عظیم کیا اور شہید ہوا انتہی صاحب السیر لکھتے ہین کہ انس بن نضر
عم انس بن مالک در معرکہ احد عمر ابن خطاب را دید کہ با طائفہ از اہل سلام در مقامے بتحیر ملول نشستہ بود
از و سبب حزن پرسید جواب داد کہ رسول بقتل رسید گفت پس دیگر حیات چہ بکند برخیزید و باعدا مقاتلہ
نمائید تا کشتہ شوید انتہی مناہج النبوت اور حبیب السیر کا مضمون واحد ہی فرق یہہ ہی مولا عبد الحق صاحب
لکھتے ہین کہ انس بن مالک نے لوگون سے پوچھا اور صاحب حبیب السیر لکھتے ہین کہ عمر ابن خطاب
ایک طائفہ اہل سلام کے ساتھ متحیر بیٹھے تھے اُنسے پوچھا اس روایت سے بھی حضرت عمر کا اُس قسم مین
ہونا ثابت ہی جو بھاگ کر دامنون مین پہاڑون کے چھپے تھے ابن ابی الحدید لکھتے ہین کہ قد اختلف
فی عمر ابن الخطاب هل ثبت یومئذ ام لا مع اتفاق الرواة کافة علی ان
عثمان لم یثبت و الواقدی ذکر انه لم یثبت و اما محمد ابن اسحاق و البلاذری
فجعلاه مع من ثبت و لم یفر و اتفقوا کلهم علی ان ضرار بن الخطاب الفهری
قرع راسه بالرمح و قال انها نعمة مشکورة یا ابن الخطاب انی آلیت ان لا اقتل
رجلا من قریش و روی ذلک محمد ابن اسحاق و غیره و لم یختلفوا فی ذلک و
انما اختلفوا هل قرعه بالرمح و هو فار هارب ام مقدم ثابت و الذین رووا
انه قرعه بالرمح و هو هارب و لم یقل احد منهم انه هرب حین هرب عثمان
و لا الی الجهة التی فر الیها عثمان و انما هرب معتصما بالجبل و هذا لیس بعیب
و لا ذنب لان المسلمین الذین ثبتوا مع رسول الله اعتصموا بالجبل کلهم و
اصعدوا فیه و لکن یبقی الفرق بین من اصعد فی الجبل فی آخر الامر و من اصعد
فیه و الحرب لم تضع اوزارها فان کان عمر اصعد فیه آخر الامر فکل المسلمین
هکذا صنعوا حتی رسول الله و ان کان ذلک و الحرب قائمة بعد فقد فر
ابن ابی الحدید کہتے ہین کہ اختلاف واقع ہوا ہی ثبات و قرار عمر ابن خطاب مین اور جمیع روات کا
اتفاق ہی کہ عثمان کو ثبات نہین ہوا اور واقدی نے ذکر کیا ہی کہ لم یثبت یعنے عمر ثابت نرہے اور
محمد ابن اسحاق و بلاذری نے رکھا ہی حضرت عمر کو اُس شخص کے ساتھ جو ثابت رہا اور نہین بھاگا
اور اس امر مین کل کا اتفاق ہی کہ ضرار ابن خطاب فہری نے اُنکے سر مین نیزہ چبھویا اور ہلکا سا
چرکا دیا اور کہا کہ یہہ نعمت مشکورہ ہی یا ابن الخطاب بہ تحقیق مین نے قسم کھائی تھی کہ مین کسی مرد قریشی
کو قتل نکرونگا اور اسیطرح محمد ابن اسحق وغیرہ نے روایت کی ہی اور اسمین کسی نے اختلاف نہین کیا
اور اختلاف واقع ہوا ہی تو اسمین کہ قرعہ رمح حالت فرار و حرب مین تھا یا وقت مقابلہ اور ثبات

حبیب السیر جزو سیوم از جلد اول
صفحہ

شرح نہج البلاغہ جلد ۳
صفحہ ۳۰۹

پس جو قائل ہین کہ حالت فرار میں عمرو بن ضرار نے نیزہ سر مین چبھویا تو کوئی ایسا نہین لکھتا کہ وہ بھاگے ہین اسوقت کہ جسوقت عثمان بھاگے یا اسطرف بھاگے جسطرف عثمان بھاگے اور حیز این نیست کہ بھاگنا انکا جبل پر واسطے پناہ لینے کے تھا اور یہہ عیب و ذنب نہین ہی اسواسطے کہ جن مسلمانونکی ثبات قدمی ثابت ہی اُن سب نے پہاڑ پر پناہ لیے ہی اور اُسپر چڑھ گئے ہین لیکن فرق یہ ہی کہ صعود جبل آخر امر مین ہوا کہ فتح ہو چکی تھی یا اُسوقت مین کہ لڑائی قائم تھی پس اگر پہاڑ پر چڑھنا آخر امر مین تھا تو سب مومنین حتی کہ پیغمبر خدا بھی پہاڑ پر چڑھے تھے اور اگر لڑائی قائم تھی اور ہنگامے دار و گیر مین حضرت عمر پہاڑ پر چڑھے تو بتحقیق اُنھون نے فرار کیا انتہی پھر ابن حدید لکھتے ہین روی الواقدی ان عمر کان یحدث فیقول لما صاح الشیطان قتل محمد اقبلت ارقا فی الجبل کانی اروبۃ یعنے واقدی روایت کرتے ہین کہ تحقیق عمر بیان کرتے تھے کہ جب شیطان نے چیخنا شروع کیا کہ محمد قتل ہوگئے تو گیا مین اُچکتا ہوا پہاڑ پر گویا کہ مین بز کوہی تھا دوسری روایت ہی جائشۃ فی ایام خلافۃ امراۃ تطلب بردا من برود کانت بین یدیہ وجائتہ معہا بنت العمر تطلب بردا ایضا فاعطی المراۃ وردا ابنتہ فقیل لہ فی ذلک فقال ان ابا ہذہ ثبت یوم احد وابا ہذہ ویوم احد ولم یثبت یعنے خلافت حضرت عمر مین ایک عورت چادر مانگتی ہوئی آئی اُن چادرونسے کہ حضرت عمر کے آگے رکھی ہوئی تھین اور اُسی عورت کے ہمراہ بنت حضرت عمر بھی چادر کو مانگتی ہوئی آئی کہ پس حضرت عمر نے چادر اُس عورت کو دی اور اپنی بیٹی کو ندی پوچھا گیا اُنسے اسبات مین تو جواب دیا کہ اسکا باپ یوم احد ثابت قدم رہا اور نہ بھاگا اور اسکا باپ یعنے خود عمر بھاگے احد مین اور ثابت قدمی نکی روی الواقدی فی کتاب المغازی قصۃ حدیبیۃ یعنے واقدی نے کتاب مغازی مین بیان کیا ہی اور نیز ملا معین کاشفی نے معارج النبوت رکن ۴ باب نہم وقائع سال ششم ص ۱۹۱ سطر ۱۴ مین اسی مضمون کو بوضاحت بیان کیا ہی کہ حدیبیہ مین جب صلح کی پیغمبر خدا نے تو کہا عمر ابن خطاب نے یا رسول اللہ لم تکن حدثتنا انک ستدخل المسجد الحرام وتاخذ مفتاح الکعبۃ وتعرف مع المعرفین اپنے نہین کہا تھا کہ تم مسجد حرام مین داخل ہوگے اور کلید ہائی کعبہ لے لین گے فقال رسول اللہ اقلت لکم فی سفرکم ہذا قال عمر لا پس پیغمبر خدا نے جواب دیا کہ کیا مین نے تمسے اس سفر کا وعدہ کیا تھا کہا عمر نے نہین پیغمبر برحق نے فرمایا کہ قریب ہی کہ مسجد الحرام مین داخل بھی ہونگے اور کلید کعبہ بھی لے لینگے اور معرفین کے ہمراہ عرفہ بھی کرینگے ثم اقبل علی عمر وقال انسیتم یوم احد اذ تصعدون ولا تلوون علی احد وانا ادعوکم فی اخرلکم انسیتم یوم الاحزاب اذ جاؤکم من فوقکم ومن اسفلکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب

شرح نہج البلاغہ جلد ۳ ص ۱۷۲

الحناجر انسیتم یوم کذا وجعل یذکرھم امورا انسیتم یوم کذا پھر آگے آئے رسول خدا
عمر کے اور فرمایا کہ آیا بھول گئے تم یوم احد کو جسوقت کہ تم چڑھے جاتے تھے پہاڑ پر اور کسیکو پیچھے پھر کر نہ
دیکھتے تھے اور مین بلاتا تھا اور پکارتا تھا ایک ایک کو کیا تم بھول گئے یوم احزاب کو جسوقت کہ آئے
وہ لشکر تمھارے پاس اوپر سے تمھارے یعنے جانب مشرق سے ذو بنی غطفان سے اور نیچے سے
یعنی جانب مغرب سے وہ قریش تھے اور جسوقت کہ بصارتین تمھاری خیرہ ہوگیئن تھین اور کلیجے تمھارے
منھ کو آگئے تھے بسبب خوف کے آیا بھول گئے تم اُن دنون کو غرض باربار پیغمبر برحق انسیتم فرماتے
تھے اور امور گذشتہ یاد دلاتے تھے فقال المسلمون صدق اللہ ورسولہ انت یا رسول اللہ
اعلم با اللہ منا پس مسلمانون نے کہا کہ سچ فرمایا خدا اور رسول خدا نے ای رسول اللہ آپ اعلم ہین
قسم ہی خدا کی ہم سب سے فلما دخل عام القضیہ وحلق راسہ قال ھذا الذی کنت
وعدتکم بہ پس جب وہ دن آیا اور حلق راس ہوا کہا کہ یہہ روز ہی کہ وعدہ کیا تھا مین نے تم سے
ساتھ اُسکے فلما کان یوم الفتح واخذ مفتاح الکعبۃ قال ادعوا الی عمر ابن الخطاب
فجاء فقال ھذا الذی قلت لکم پس جب یوم فتح ہوا اور مفتاح کعبہ لے لی تو فرمایا بلاؤ عمر ابن
خطاب کو پس آئے اُسوقت فرمایا رسول خدا نے کہ یہہ وہ روز ہی کہ جسکا وعدہ کیا تھا تم سے قالوا
فلولم یکن فی یوم احد لما قال انسیتم اذ تصعدون ولا تلوون پس جو لوگ کہ
قائل ہین فرار حضرت عمر کے وہ کہتے ہین کہ اگر فرار نہین کیا حضرت عمر نے تو پیغمبر خدا نے کیون فرمایا
انسیتم الخ کو مخاطب ہوکر حضرت عمر سے اور اُنکے آگے جا کر انتہی خلاصہ یہہ ہی کہ ان روایات منقولہ
بالا سے تو صاف ظاہر ہی کہ حضرت عمر اُس قسم مین تھے جو بھاگ کر کونون مین اور پہاڑ کے دامنون مین
چھپے تھے اور فرار کرنا اُنکا خود اُنکی زبان سے اور پیغمبر خدا کی لسان سے جو روز حدیبیہ فرمایا جسکا ذکر
گذرا ثابت ہی اور ضرار ابن خطاب فہری کی گستاخانہ کلام اور قرع رمح سے کہ جسمین اختلاف بھی نہین ہی
صاف صاف ظاہر ہی کہ قرع رمح حالت فرار مین واقع ہوا اگر حالت ثبات مین اور مقابلہ مین تھا تو ضرار
کو کیون نہ منھ توڑ جواب دیا قتل کیون نہ کیا اگرچہ جزاء الاحسان الا الاحسان منظور تھا تو زخمی ہی کر کے
چھوڑ دیا ہوتا اور واقدی نے یہہ جو رقم فرمایا کہ جو لوگ روایت کرتے ہین کہ حالت فرار مین نیزہ
چبھویا اُنمین سے کوئی نہین کہتا کہ عمر بھاگے اُسوقت کہ جسوقت عثمان بھاگے یا جسطرف عثمان بھاگے
تھے اُسطرف بھاگے اور جز این نیست کہ وہ پناہ لینے کو پہاڑ پر بھاگے ہم بھی یہہ ہی گذارش کرتے ہین
کہ نہ اُسطرف بھاگے جسطرف عثمان بھاگے تھے نہ اُسوقت بھاگے جسوقت کہ عثمان بھاگے تھے بلکہ
بالضرور پناہ لینے کو کونون اور دامنون مین پہاڑ کے چھپے تھے مگر فرمانا شاہ عبدالحق صاحب کا
کہ وہ حکایت منتقدہ ہی ایسا ہی کہ گواہ چست و مدعی سست حضرت عمر تو اپنی خلافت مین بصدق مقال کو

ترک نہ فرماوین اور اقرار کرین کہ مین بھاگا پیغمبر خدا صلعم یوم احد و احزاب فرما کر یاد دلاوین محدثین
مورخین ضبط و ثبت کرتے جائین مگر اللہ رے شبہہ کہ کسیطرح برطرف ہی نہین ہوتا اب ورملاحظہ ہو
ابن ابی الحدید کہتے ہین کہ قال لو واۃ من اھل الحدیث ان ابابکر لم یفر یومیذ وانہ ثبت
فی من ثبت وان لم یکن نقل عنہ قتل وقتال والثبوت جہاد وفیہ وحدہ کفایۃ یعنے
راویان اہل حدیث کہتے ہین کہ بہ تحقیق یوم احد ابوبکر نہین بھاگے اور وہ ثابت رہے اُسکے ساتھ جو
ثابت رہا اگرچہ اُنسے قتل ور قتال منقول نہین ہی اور ثابت رہنا بھی بمنزلہ جہاد کے ہی کہ ہمراہ آنحضرت
کے تھے اور اُنکی نسبت فقط وہ جہاد کافی ہی یہہ روایت بھی معنی کثیر رکھتی ہی یعنے فرار یوم احد بھی
ثابت نہین اور ثبات کا ثبوت اگرچہ نہ کسیکو قتل کیا نہ کوئی مقتول ہوا کسی سے مقابلہ ہوا نہ کوئی خود اُنسے
معارض ہوا نہ کسیکو زخمی کیا نہ خود زخمی ہوئے فقط جہاد مین ہمراہی آنحضرت کا ثبوت ہی وہ ہی اُنکے
ثبات کے لیے کافی تصور کیا گیا ہی حالانکہ قصۂ احد مشہور اور کتب احادیث و تفسیر و تواریخ مین مسطور ہی
کہ ایسی شکست ہوئی کہ ہوش و حواس اہل اسلام مین باقی نہ رہے تھے آپسمین ایک دوسرے کو قتل
کر رہے تھے ایسے مہلکہ مین نہ حضرت ابوبکر بھاگے نہ درجہ شہادت پر فیض یاب ہوئے نہ زخمی ہوئے
نہ زخمی کیا نہ حراست و حفاظت پیغمبر زمان کر سکے نہ کوئی انسے متعرض ہوا پیغمبر خدا زخمی ہوئے دندان
مبارک شہید ہوئے کڑیان خود کی رخسار و مین گھس گئین گڑھے مین گر پڑے مگر حضرت ابوبکر کو کوئی
امر پیش ہی نہین آیا مگر استقام پر نہ علماء سنت کو شبہہ ہوتا ہی نہ استعجاب ہذا لشئے عجاب درمنثور سیوطی
سورہ آل عمران مین ہی عن عمر انا کان یوم احد ھزمنا ففررت حتی صعدت الجبل وقد
رأیتنی انزو کانی اروی یہ کہا عمر نے کہ احد کی لڑائی مین ہم بھاگے پہاڑ پر اور دیکھتا تھا مین اپنے تئین
اچکتا ہوا اسطرح کہ جیسے بز کوہی چکتی ہی تاریخ الخلفا باب شجاعت حضرت صدیق مین ہیثم ابن حکم
کی مسند سے نقل فرماتے ہین قال ابوبکر لما کان یوم احد انصرف الناس کلھم عن الرسول
اللہ فکنت اول من فاء یعنے کہا ابوبکر نے کہ جب یوم احد ہوا انصراف کیا کل آدمیون نے رسول اللہ
سے پس مین اول اُس شخص کا ہون کہ جسنے رجوع کی دوسری حدیث صحیح حاکم سے منقول ہی عن
عائشۃ قالت قال ابوبکر الصدیق لما جال الناس عن رسول اللہ یوم احد کنت اول
من فاء عائشہ صدیقہ سے مروی ہی کہ کہا ابوبکر صدیق نے کہ جسوقت معرکہ کارزار مین جولان کیا
آدمیون نے رسول اللہ سے یوم احد تو تھا مین اول اُسکا کہ رجعت کی جسنے اس حدیث مین اور حدیث
اول مین جو لفظ فار ہی وہ خود دلالت کرتا ہی کہ رجعت کی ابوبکر نے اس لیے کہ فار بمعنے رجع ہی اور
یہہ بھی ان دونو حدیثون سے ثابت ہوتا ہی کہ انصرف الناس اور جال الناس مین بھی ابوبکر صدیق
شریک ہین کہ رجعت مین اُن سب پر سابق اور اول ان سب کے ہین اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ اہل حدیث

ت جدال وقتل قتال آنکو نہین کیا اب خیال رہی خواہ انصرف الناس عنہ اجاز الناس خواہ فرالناس مین جسمین چاہئے
شریک فرمائیے لیکن جب تک کہ موقع جنگ سے ٹل جانا کہ خود بخود ثابت ہو رہا ہی قبول نہ کیا جائیگا اول مین
فا، صادق نہ آئیگا اور مولانا صاحب نے جو رقم فرمایا کہ وہ حکایت مشتبہہ ہی اسکا بڑا سبب یہہ بھی ہی کہ روایات
کے اختلاف پہ عمل فرمانا اور تحقیق سے ہاتھ اُٹھایا ہی ورنہ تحقیق سبب اختلاف روات سے رفع اشتباہ بخوبی
ہو جاتا راویون کے اختلاف کرنیکا بڑا سبب یہہ ہی کہ جسنے موقع جنگ سے منحرف پایا اور صاعۃ معتصما الی
الجبل دیکھا یا گوشہ جبل مین ہمراہ طائفہ فارۃ متحیر بیٹھا ہوا پایا اُن لوگون نے فراریوئین محسوب کیا اور جن
لوگون نے پیغمبر خدا کے پاس وقت مراجعت وحصول فتح دیکھا ثابت قدم کہا مگر خود حضرت صدیق اکبر کے
صدق مقال سے کہ فرماتے تھے کنت اول من فاء اور فاروق اعظم کے بیان سے کہ اقبلت ارقا الی
الجبل کانی اروییہ فرمایا سب اختلاف مرتفع ہوگئے اور علی جمیع الاحوال اختلاف مورخین اور محدثین کا ثبات
اور فرار مین تو بلا اختلاف ہی پس صفت فرار سے متصف ہونا حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کا بعید از قیاس تو
نہ ٹھرا کوئی گناہ تو قرار نہین پایا بلکہ فی الظاہر کوئی ذلت اور منقصت بھی نہین ہو سکتی ہی نہ منصب خلافت
کے مخالف قرار پاتا ہی کہ خود مولانا عبد الحق صاحب اور تمام محدثین حتیٰ کہ امام بخاری تک فرار حضرت عثمان
کے قائل اور مصرح ہین اور بالاتفاق ثابت ہی کہ پیغمبر برحق کو ایسے مہلکہ مین تنہا چھوڑ کر یک است بھاگے
کہ شہر مین جا کر دم لیا اور بعد شعلہ جنگ کے تسکین پانیکے خدمت مین آنحضرت کی حاضر ہوئے اور
عند البعض تو بعد تین روز کے تشریف لائے پھر اس فرار نے اُنکو کون سی مضرت پہنچائی کیا شان و شوکت
حضرت عثمان کی گھٹ گئی کونسا فضائل ومناقب مین نقصان واقع ہوا کیا افضلیت حضرت عثمان کی
حضرت علی پر بالاتفاق ثابت نہین کی گئی کیا استحقاق خلافت مین کچھ کمی ہوئی کیا خلیفہ درجہ ثالث مین
بشورہ و باجماع اُمت معین نہین ہوئے کیا وہ شورہ اور اجماع ضلالت قرار پایا کیا باوجود فرار کے حضرت
عثمان لیس بفرار اور علی ابن ابی طالب سے افضل نہین قرار پائے چنانچہ یہہ مسئلہ تو اعتقادیہ ہی تمام کتب
عقائد اس بیان سے مملو ہین اور نیز عبد الحق صاحب قم فرماتے ہین و فضلہم علی ترتیب الخلافۃ
والمراد بالافضلیۃ الکثریۃ الثواب یعنی افضلیت خلفاء اربعہ کی علی ترتیب الخلافت ہی اور مراد
افضلیت سے اکثریت ثواب ہی پھر تصریح فرماتے ہین و مقام ثانی آنکہ افضلیت خلفاء اربعہ بر ترتیب خلافت
است یعنے افضل اصحاب ابو بکر است ثم عمر ثم عثمان ثم علی پس از برائے خدا فرمائیے کہ فرار سے کیا بگڑ گیا کونسا
خلل پڑ گیا پھر اسقدر رکد و کوشش کرنا کہ فرار شیخین مین اختلاف ہی یا یہہ حکایت مشتبہہ بھی محض ہٹ دھرمی ہی
بالفرض یوم احد اختلاف ہی صحیح فرار اور اثبات مین اور یوم خیبر بھی رجع ولم یفتح سے فرار مراد نہین
تو پیغمبر برحق کا یہہ فرمانا کہ کل اُسکو علم دونگا جو لیس بفرار ہی کیا معنی رکھتا ہی اور دوسرے غزوات مین فرار
تو بالاتفاق مثل شمس آشکار ہی چنانچہ ملا معین کاشفی ذکر جنگ احزاب مین رقم فرماتے ہین اُسکا خلاصہ یہہ ہی

تکمیل الایمان صفحہ

تکمیل الایمان صفحہ

کہ جب بعساکر احزاب کو مومنین نے محاصرہ کرلیا تو اون کفار مین ایک پہلوان تھا کہ بو فور شجاعت اور کمال جرأت
کے قبائل عرب مین مشہور تھا اور مبارزان عرب اُسکو مقابل مین ہزار سوارون کے جانتے تھے چنانچہ عمر
کہتے تھے کہ ایک مرتبہ مین اسباب تجارت لیکر ہمراہ ایک طائفہ کے کہ اُسمین عمرو ابن عبدود بھی تھا بعزم شام
روانہ ہوا ناگاہ قریب ایک ہزار قطاع الطریق کے ہمپر آگرے اور راہل کاروان ایسے ہراسان ہوئے کہ
جان و مال دونون سے ہاتھ دھو بیٹھے اس اثنا مین عمرو ابن عبدود نے نیام سے تیغ کھینچی اور مانند شیر ژیان
اور پیل دمان کے مخالفون پر حملہ آور ہوا اور سبکو بھگا دیا اور قافلہ کو صحیح و سالم لیکر اُس راہ سے
گذر گیا پھر صاحب معارج رقم فرماتے ہین کہ روز جنگ قریب سو سرہنگون کے ہمراہ عمر ابن عبدود خندق کے
کنارہ پر آئے اور عمرو نے اپنے گھوڑے کو تازیانہ مارا کہ ایک ہی جست مین خندق کے پار رہوا
اور قریب لشکر اسلام پہنچکر مبارز طلب کیا چونکہ اہل اسلام اُسکی شجاعت و زور سے مطلع ہو چکے تھے اور
شور و مردانگی سے اُسکی واقف ہو چکے تھے ایسا خوف اُنپر غالب ہوا کہ خون اُنکے بدنون کا خشک
ہوگیا اور سر بگریبان ہوکر کھڑے ہو رہے کوئی مقابلہ کو نہ نکلا اُسوقت جناب رسالتمآب صلعم نے
فرمایا کہ کون میرا ایسا دوست ہی کہ شر کو اس دشمن کے مجھسے دفع کرے کسی مین جان باقی نہ تھی سب خاموش
کھڑے رہے اُسوقت علیؑ نے فرمایا انا ایا رسول اللہ پیغمبر برحق نے جواب مین اُنکے کچھ نہ فرمایا دوسری مرتبہ
عمرو ابن عبدود نے مبارز طلبی کی اس مرتبہ بھی سب نے سکوت کیا اور کچھ جواب ندیا پھر علیؑ ابن ابیطالب
نے رخصت حرب طلب کی رسالتمآبؐ نے اس مرتبہ بھی رخصت ندی اب تیسری مرتبہ عمرو ابن عبدود نے
نہایت توہین سے کہا کہ تم مین کوئی مرد بھی ہی یا نہین کہ مرد میدان نبرد ہو اور مردانگی کرے بار سیوم بھی اصحاب
مین سے کسیکو بجز خاموشی و سر بگریبان کھڑے رہنے کے طاقت جواب کی نہ ہوئی پھر علیؑ نے عرض کی یا
رسول اللہ مجھے اجازت دیجیے اُسوقت حضرت ختمی مرتبت نے اپنی شمشیر جسکا نام ذوالفقار تھا کمر مین شاہ ولایت
کی لگائی اور اپنی زرہ خاص پہنائی اور اپنا عمامہ سر پر اُنکے باندھا پھر دونو ہاتھ جانب آسمان بلند کئے
اور دعا فرمائی کہ خداوندا عبیدہ کو روز بدر اور حمزہؓ کو یوم احد لے لیا تو نے اور یہ علیؑ بھائی میرا اور
ابن عم میرا ہی فلا تذرنی فرداً و انت خیر الوارثین یہ فرمایا اور رخصت کیا علیؑ اُسوقت پیادہ
روانہ ہوئے انتہی و اس حدیث کو دیلمی نے بھی بیان کیا ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا اللھم انک اخذت
عبیدۃ ابن الحارث یوم بدر و حمزۃ ابن المطلب یوم احد وھذا علی فلا تذرنی عنی فرداً
وانت خیر الوارثین خداوندا بتحقیق لے لیا تو نے عبیدہؓ ابن حارث کو بدر کے روز اور حمزہؓ ابن مطلب
کو احد کے روز اور یہ علیؑ ہی پس نہ چھوڑ تو مجکو تنہا اور تو خیر الوارثین ہی و روی المحاملی فی امالیہ
عن ابن عباسؓ قال سمعت عمر یقول جاء عمرو بن عبدود فجعل یجول بفرسہ حتی ا
جاوز الخندق وجعل یقول ھل من مبارز وسکت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم ثم قال رسول الله هل یبارزہ احد فقام علی فقال انا یا رسول الله فقال رسول الله صلعم
هل یبارزہ احد فقال علی دعنی یا رسول الله فانما انا بین حسنیین اما ان اقتله فیدخل النار
واما ان یقتلنی فادخل الجنة فقال رسول الله اخرج یا علیؑ فقال عمرو یا بن اخی من انت
قال انا علی قال ان اباك كان ندیما لی لا احب قتالك فقال علی انك كنت قسمت لا
یسئلك احد ثلثا الا اعطیته فاقبل منی واحدة فقال عمرو وما ذاك قال دعوك ان
تشهد ان لا اله الا الله وان محمدًا رسول الله فقال عمرو لیس لی ذلك سبیل قال
فترجع فلا تكون علینا ولا معنا ثالثا قال انی نذرت ان اقتل حمزة فسبقنی الیه
وحشی ثم انی نذرت ان اقتل محمدًا قال علی فانزل فنزل فاختلفنا فی لضربة فضربه
علیؑ فقتله ترجمہ روایت کی ہے محاملی نے اپنی امالیہ مین ابن عباس سے کہا سنا مین نے عمر سے کہ کہتے
تھے کہ عمرو ابن عبدود اپنے فرس کو جولان کرتا ہوا آیا اور خندق کو پھاند کر مبارزطلبی کی اور کہتا تھا ہے کوئی
لڑنے والا ہے اور اصحاب رسول اللہ سب ساکت تھے بعدہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ آیا ہے کوئی مقابلہ کرنے والا
اس عبدود سے پس علیؑ کھڑے ہوئے اور کہا مین ہون یا رسول اللہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا آیا کوئی اس سے مقابلہ کرنے والا ہے پھر کوئی نہ بولا پس علیؑ نے بار دیگر بھی فرمایا کہ رخصت دیجیے
مجھکو یا رسول اللہ کہ مین درمیان دو فائدون کے ہون یا مین قتل کرونگا اور فی النار کرونگا اُسکو یا وہ مجھکو
قتل کریگا اور داخل جنت ہونگا مین پس پیغمبر برحق نے اجازت دی جب میدان کارزار مین پہنچے اور مقابل عمر
ابن عبدود ہوئے اُسنے کہا یابن اخی تو کون ہے جواب دیا کہ مین علیؑ ہون اُسنے کہا کہ تیرا باپ میرا دوست تھا
مین قتال کو دوست نہین رکھتا تجھ سے پس علیؑ نے کہا کہ مین نے سنا ہے کہ تو نے قسم کھائی ہے کہ جو تجھ سے تین
سوال کرے تو تو ضرور ایک کو قبول کریگا پس اُن سوالون سے ایک میرا سوال قبول کر عمر ابن عبدود نے کہا کہ
وہ کیا سوال ہے کہا کہ تو اشہد ان لا الہ الا اللہ کہہ عمر نے کہا کہ یہہ مجھسے ممکن نہین علیؑ نے فرمایا کہ پس تو ہم سے
نہ مقابلہ کر نہ ہمارا شریک ہو یعنے پھر جا تین مرتبہ اسی قول کو فرمایا اُسنے جواب دیا کہ مین نے نذر کی تھی کہ
کہ حمزہؑ کو شہید کرونگا پس سبقت کی مجھپر وحشی نے بعد اُسکے مین نے نذر کی ہے کہ مین محمدؐ کو قتل کرون فرمایا
علیؑ نے پس اُتر گھوڑے سے پس وہ فورًا کودپڑا اور متواتر حرب وضرب طرفین سے ہونے لگے اور حضرت
علیؑ مرتضے نے قتل کیا اُسکو وقال لشافعی عمرو بارز یوم الخندق عمرو ابن عبدود لانه خرج
ونادی من یبارز فقام علیؑ وهو مقنع بالحدید فقال انا له یا نبی الله فقال انه عمرو
اجلس فنادی عمرو الا رجل یبارز ثم جعل یونبهم ای یوبخهم ویقول این جنتكم التی
تزعمون ان من قتل منكم دخلها افلا یبرز الی رجل الخ وفیه فاستقبله علی بدرقته
فضربه عمرو فقد الدرقة فقدها واثبت فیها السیف واصاب راس علیؑ فشجه وضربه

علی ع علی جبل عاتقہ فسقط قتیلا وجاء فی بعض الروایات ان علیا ضربہ فقال رسول اللہ
الیوم برز الایمان کلہ الی الشرک کلہ کذا فی حیات الحیوان الکبری ترجمہ شافی نے لکھا ہے کہ جنگ احزاب میں جبکہ
یوم خندق عمرو ابن عبد ود کا اس صورت کہ عمر لکلا اور پکارا کون شخص ہے جو مقابلہ کرتا ہے پس علی کھڑے ہوئے اور
وہ پوشیدہ تھے لوہے میں پس کہا میں ہوں اسکا مقابلہ یا رسول اللہ پس کہا پیغمبر خدا نے کہ بتحقیق وہ عمرو ہے
بیٹھ جاؤ علی پس بار دیگر پکارا عمرو آیا کوئی مرد نہیں ہے کہ مقابلہ کرے اور انکو ملامت کرتا تھا اور طعن کرتا تھا کہ
کہاں ہے جنت تمہاری جسکا تم گمان کرتے تھے کہ جو شخص تم میں سے قتل ہوگا تو وہ داخل ہوگا اس میں آیا مجھ
کیوں نہیں نکلتا میری طرف کوئی مرد الخ اور یہ ہی کہ رہا تھا کہ نکلے علی اور آگے گئے اسکے اور سپر لیے ہوئے
تھے پس مارا عمرو نے ہاتھ تلوار کا اور پڑا سپر پر پس پھاڑا اس ڈھال کو اور ٹھہری اس میں تلوار اور پہونچا سر علی
کو ہلکا زخم پھر مارا علی نے ہاتھ اسکی گردن پر پس جدا ہو گئی گردن اور گر پڑا اور بعض روایات میں آیا ہے کہ جس وقت
علی لڑتے تھے عمرو ابن عبد ود سے تو پیغمبر خدا فرماتے تھے کہ آج کے روز کل ایمان مقابل کل شرک کے ہے کذا فی
حیات الحیوان الکبری انھیں مضامین کو ملا معین ہروی نے رقم فرمایا ہے کہ جب پیغمبر خدا رب لا تذرنی فردا و
انت خیر الوارثین فرما چکے بعد از ان حضرت مرتضی پیادہ روان شدہ دران معرکہ عمرو سوار بود کہ علی سر راہ برو گرفت
وگفت ای عمرو تو گفتہ کہ ہیچ کس مرا بیکی از دو چیز نخواند مگر اجابت کنم عمرو گفت بلی چنین ست امیر گفت من ترا
بخوانم بانکہ گواہی دہی کہ خدا یکی ست ومحمد رسول او ست و منقاد شوی پروردگار یکہ پروردگار ہمہ عالمیان
است عمرو گفت این توقع از من مدار کہ این امر از من نیاید امیر گفت امر دیگر اختیار کن کہ مباشرت آن امر ترا
بہتر است عمرو گفت آن کدام ست امیر المومنین گفت دست از محاربہ اہل اسلام بدار و بدیار خود باز گرد کہ اگر کار
محمد نظام و رونق گرفت و بر جماعت اعدای خود مظفر و منصور گشت تو اسعاد و امداد او بجای آوردہ باشی و اگر
کارش بر عکس شود بے منازعت و مخاصمت تو آنچہ مقصود تو باشد بوصول پیوندد عمرو گفت زنان قریش این
نقل نہ کنند ہرگز کہ من قدرت یافتہ باشم بر نذر خویش وفا ننمایم و بوطن باز گردم و نذر روی آن بود کہ روز بدر
کہ زخم خوردہ گریختہ بود نذر کرد کہ تا انتقام از محمد نہ کشد روغن بر سر نہ مالد القصہ چون عمرو ازین ہر دو امتناع
نمود امیر المومنین علی فرمود کہ کار ما و تو منتقل بقتال گرفت عمرو بخندید و گفت این خصلتی است کہ گمان نمی بردم کہ ہیچکس
از دلیران عرب این التماس را از من تواند نمود باز گرد کہ تو ہنوز در حداثت سن ہستی ہنوز ترا وقت نیست کہ
با مردان در میدان نبرد درآئی و حال آنکہ میان من و پدر تو دوستی و برادری بود و نمیخواہم کہ خون تو بر دست ما ریختہ
شود امیر المومنین فرمود کہ اگر تو دوست نمیداری کہ خون من بر دست تو ریختہ شود من دوست میدارم کہ خون
ترا بریزم عمرو ازین سخنش بغایت برآشفت و از مرکب خود فرود آمد و اسپ خود را پی کرد و شمشیر خویش از نیام
برکشیدہ از سر خشم و غضب بر علی حملہ آورد و علی سپر بر سر گرفت دفع ضرب کشید و آن مقہور بیباک تیغ آتش ناک بر سر
امیر فرود آورد کہ اگر آن ضربت را بر کوہ خارا زدی از جا بر آمدی جا معلوم کہ تیغ تہ سپر با چنان بشگافت کہ اثر

آن بفرق ہمایون امیر رسید آنگاہ حیدر کرار بیک ضرب ذو الفقار بدن آن ملعون خاکسار را از پا و سر سبکبار
گردانید و بالفور بآواز بلند تکبیر بگفت وچون رسول آواز تکبیر علی شنید دانست کہ عمرو ملعون مقتول گشت خلاصہ یہ
ہی کہ ضرار ابن خطاب اور ہبیرہ ابن ابی وہب اور نوفل بن عبد اللہ مخزومی سے کہ ہمراہ عمرو تھے مقابلہ کیا ضرار
بھاگ کر نکل گیا ہبیرہ اور نوفل کو امیر المومنین نے قتل کیا منقول ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا مبارزۃ علی بن ابیطالب
یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامۃ اور دوسری روایت ہی کہ ضربۃ علی یوم الخندق
افضل من عبادۃ الثقلین پس اس جنگ خندق کے وقوع مین اور اصحاب کے اضطراب وتحیر وخوف مین تو کوئی
شک نہین ہی اور عمرو بن عبد ود کی مبارز طلبی اور اصحاب کے سر بہ گریبان ہو کر کھڑے رہنے مین تو اختلاف
نہین ہی اور استیلاے خوف وہراس ور اضطراب قلوب اصحاب تو قرآن مجید اور فرقان حمید سے ثابت ہی اور
وقت مبارز طلبی عمرو خوف سے اصحاب کے جان پر بن جانا خون کا بدنون مین خشک ہو جانا سر بگریبان ہو کر
کھڑے رہنا اور پیغمبر برحق کا فرمانا کون میرا دوست ہی کہ اس دشمن کے شر کو مجھ سے دفع کرے اور بار بار فرماتا
رسول خدا کا ھل مبارزۃ احد اور کسی کا جواب نہ دینا بجز علی بن ابی طالب کے تو احادیث وتفاسیر وتواریخ وسیر
سے بلا اختلاف ثابت ہی اور یہی معرکہ یوم حدیبیہ پیغمبر برحق نے یاد بھی دلایا ہی اور حق تعالی نے کلام مجید مین
اذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر فرمایا ہی اس جنگ خیبر مین ہم بھی کہتے ہین کہ فرار کسی صحابی کا ثابت
نہین ہوتا مگر یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ ھل من مبارز بیا رزہ کا جواب بھی کسی نے نہ دیا اور کسی نے اتنی ہمت
بھی نہ کی کہ دوستی پیغمبر ظاہر کرتا اور اس دشمن سے آنحضرت کے بچانے کی کوشش کرتا اگرچہ آتش جدال وقتال
کی تاب نہ لاتا فرار ہی کرتا فرار وثبات تو بعد مقابلہ ومقاتلہ واقع ہوتا ہی جو میدان کارزار مین نکلیگا نہین سکا
فرار وثبات کیونکر ثابت ہو سکتا ہی فرار تو باین وجہ افضل قرار پاتا ہی تدبر وتفہم ملا معین ذکر غزوۂ حنین مین
فرماتے ہین حضرت پیغمبر وقت سحر بود کہ تعبیہ لشکر نمودہ علم با امیر المومنین عمرو دیگر با امیر المومنین علی و دیگر بسعد وقاص
و بحنین ہر قبیلہ را از قبائل بلواے اختصاص نمود نقل است کہ چون آن جنود ظفر ورود از مکہ بیرون شد نظر بخجستہ اثر
صدیق اکبر بران کثرت وشوکت افتاد و برزبان مبارکش گذشت کہ امروز بسبب قلت سپاہ مغلوب نخواہیم شد
و بواسطہ صدور این سخن در حنین اول لشکر نبی ثقلین شکست یافتند و آیت لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ
ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم درین باب نازل گشت ملا معین ہروی لکھتے ہین چون محل گذرگاہ تنگ بود
سپاہ اہل اسلام از طرق متعددہ بوادی حنین در آمدند مخالفان انتظار فرصت نمودہ یکبار بر مسلمانان حملہ آوردند
و تیر اندازان مشرکان جبہ ہیر بجانب اہل اسلام فرو ریختند مقدمہ لشکر خالد ابن ولید فرار نمود چہ اکہ ایشان ندانستند
دیگر تفرقہ در میان اہل اسلام بمرتبہ واقع شد کہ بیش از معدودی چند پیش آنحضرت نماندند واز جملہ دلاورانیکہ دران
روز ثبات قدم ورزیدند امیر المومنین علی بود و عباس وعبد اللہ مسعود وسفیان بن حارث بن عبد المطلب واولاد
جعفر وربیعہ وقثم وفضل پسران عباس واسامہ بن زید وبرادر رضاعی او ایمن ابن ام ایمن وحضرت رسالت پناہ

له روضۃ الاحباب باب یازدہم وقائع سال پنجم از ہجرت صفحہ ۳۶۱ ؏ صاحب حبیب السیر ... صفحہ ۱۴۲

چون دید کہ اصحاب بمقتضاے الفرار ممن لا یطاق من سنن المرسلین عمل مینمایند میفرمود الی این ایہا الناس
پھر بعد چند سطرون کے رقم فرماتے ہین ور روایت است کہ آن روز چہار کس پیش آنحضرت بیش نماند دو از بنی ہاشم
علیؑ و عباس و سفیان الحارث و یکی و یگیر غیر بنی ہاشم و آن ابن مسعود بود پھر فرماتے ہین آورده اند کہ چون
اصحاب در حنین متفرق شدند حضرت مقدس نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دیگیند معدودی کہ چہار نفر بود باجمع
روایات باقی نماندند و کذا فی روضۃ الصفا و حبیب السیر پھر ملا معین رقم فرماتے ہین در کشف الغمہ آورده
کہ بعد از غزوهٔ تبوک اعرابی بنزد آنحضرت آمد و گفت قومی از عرب در وادی الرمل آمدند و اعیہ آن دارند کہ
بسبیل شبخون بجانب مدینہ توجہ نمایند سرور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم با یاران گفت کیست کہ دفع شر این
جماعت نماید طائفۂ از اصحاب صفہ و غیرہم درامر رغبت نمودند آنگاہ حضرت رسالت لوا را با امیر المومنین ابوبکر
صدیق داده بر آن طائفہ اش امیر گردانید و بر سر راه اعدا فرستاد و مقام لفان را وادی بود کثیر الحجارة
والاشجار چنانچہ انحدار دران وادی دشواری نمود چون مومنان خواستند کہ پای دران وادی نہند و دست
بروی نمایند ناگاه ارباب خلاف اتفاق نموده از ان وادی بیرون رفتند و دست بہ شمشیر و تیر برده نیران
قتال اشتعال پذیرفت چنانچہ بسیاری از سپاه اسلام شربت شہادت چشیدند و باقی راه انہزام پیش گرفتند
و بمدینہ مراجعت نمودند بعد ازان کہ آن سرور صلعم ازان واقعہ اطلاع یافت عقد رایتی نمود و بفاروق اعظمؓ
تسلیم نمود و چون بمقصد رسید خواست تا دران وادی در آید مشرکان کہ از عقب اشجار و احجار کمین کرده بودند
بیرون آمدند و روی بمسلمانان بیاوردند و بعد از کوشش و کشش لشکر اسلام باز طریق فرار اختیار کرده بدار
اسلام معاودت نمودند بعد از وقوع این شیوه عمرو عاص کہ بشیوۂ مکر و حیلہ اختصاص داشت التماس
نمود کہ آنحضرت صلعم اورا بر ایشان فرستند تا بمقتضاے الحرب خدعۃ عمل نماید و اعدا را مغلوب و مقہور
گرداند آنحضرت التماس اورا مبذول داشت و اورا امیر جمیع گردانیده بجانب مخالفان فرستاد و او نیز چون متوجہ
معاندان شد و در مقابلہ و مقاتلہ ایشان در آمد منہزم باز گشت و بعضی از مسلمانان شہید شدند و بعد از چند روز
از مراجعت عمرو ابن عاص حضرت نبوی از برای امیر المومنین علیؑ لوای راست کرد و دست بجانب آسمان برداشت
و در شان او دعای نیکو بہ تقدیم رسانید و تا بہ مسجد احزاب بتشییع شاه مردان قدم رنجہ فرمود و فرمان داد کہ
امیر المومنین ابوبکر و امیر المومنین عمر و عمرو ابن عاص و جمیعی دیگر از یاران رضی اللہ عنہم دران سفر با امیر المومنین
علیؑ رفاقت نمایند و او صواب دید و تجاوز نہ نمایند امیر المومنین علیؑ از طریق وادی الرمل اعراض نمود متوجہ عراق
عرب شد بعد از طی منازل گرد عزیمت محاربت مخالفان نموده روز از راه بر کران میرفت و بآسایش و استراحت
می پرداخت و چون بمساکن اہل نفاق رسیده سپاه را بہ تسکین دلالت نمود و خود پیش پیش لشکر روان شد عمرو
عاص خواست تا در انچہ رای امیر بران قرار گرفتہ تغیر داده دران قوم تفرقہ پدید آرد یاران گفتند کہ چون مارا حضرت
رسالت بمتابعت شیر یزدان دلالت نموده بیرامون خلافت او گشتن و با تو اتفاق نمودن [illegible] بیت الغصہ

شاہ مردان برانچہ ضمیر منیرا و عکس انداختہ بود عمل نمودہ میراند تا وقت طلوع فجر بر سر عدو رسیدہ بر وفق خاطر خواہ الحمد للہ از معاندان انتقام کشید و صاحب کشف الغمہ گوید کہ سورۂ والعادیات درین باب نازل شدہ و آن سرور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اصحاب را بالفتح بشارت داد چون شاہ مردان مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ مراجعت نمود و بنزدیک مدینہ رسید آن سرور صلعم یاران را باستقبال امر فرمود و خود نیز با یاران روان شد دران زمان کہ چشم ولایت مآب و بر روی فرخندۂ آن سرور صلعم افتاد از اسپ پیادہ شد آن سرور فرمود کہ ای علی سوار شو کہ خدا و رسول او از تو راضی اند شاہ مردان از غایت فرح در گریہ در آمد آنحضرت فرمود کہ اگر اندیشہ آن نمی داشتی کہ طوائف امت دربارۂ تو گویند آنچہ دربارۂ مسیح یعنی عیسیٰ ابن مریم گفتند ہر آئینہ دربارۂ تو سخنی میگفتم کہ بر ہیچ گروہی نمی گذشتی الا آنکہ خاک قدمت را بر داشتہ کحل الجواہر دیدہ خود و دیدۂ خویش میکردند حاصل یہ ہی کہ جنگ حنین میں بھی فرار ثابت ہی اور روادی الرمل میں تو سب تمام لشکر کے فرار فرمانا موجود ہی ہم تو یہ تعجب کرتے ہیں تحریر عبد الحق اور بعض دیگر علماء سے کہ اسقدر کیوں کد و کاوش کی گئی ہی اور امر حق میں کس واسطے اخفا کیا گیا ہی کہ اکثر غزوات مذکورہ اور دیگر غزوات میں جو فرار اکثر مسلمین مذکور ہی کہ احد میں احزاب میں حنین میں بدر میں فرار اور جو جو امور بایں تفصیح منقول ہیں کیا وہ افعال داخل مسلمین کے نہیں سمجھے گئے کیا وہ لوگ اصحاب کبار میں محسوب نہیں تھے پھر جب اُن سب کا فرار بلا خلاف ثابت ہو تو ان صاحبوں کو اصحاب سے کیوں مستثنیٰ کیا جاتا ہی اگر انکا فرار بھی ثابت ہو تو کونسا بڑا نقصان ہی کہ مولانا صاحب تکملہ میں فرماتے ہیں کہ از قطعیت خلافت قطعیت افضلیت لازم نیاید و ظنیت افضلیت ظنیت خلافت را مستلزم نگردد پس قطعیت فرار و قطعیت خلافت کی معارض نہیں ہی اور ظنیت فرار تو قطعیت خلافت کے منافی بطریق اولیٰ نہیں ہی پھر فرار سے اسقدر فرار کرنا اور فرار کو ثبات قرار دینے میں اسقدر ثبات کرنا مقام استعجاب ہی تنبیہ مولانا صاحب صحیح بخاری سے نقل کرتے ہیں جسکا خلاصہ یہ ہی کہ براء بن عازب سے پوچھا کہ آیا تم بھاگ گئے تھے حنین کے روز اُسنے کہا ہان لیکن نہیں بھاگے رسول خدا اور مرکز استقامت پر ثابت و مستقیم تھے اور اپنے بغلہ بیضا پر سوار تھے اور کہتے تھے انا النبی لا اکذب انا ابن عبد المطلب اس مقام پر شیخ عبد الحق صاحب رقم فرماتے ہیں کہ جائز نہیں اُس جناب یعنی پیغمبر پر فرار اور ہرگز کسی مقام پر فرار و انہزام نہیں کیا اور خود فرار کیا صورت رکھتا ہی ساتھ اُس شجاعت کے اور حضرت حق کے ایسے مضبوط وعدے کے ہوتے متزلزل ہوں اور فرار کریں نعوذ باللہ اور علما متفق ہیں کہ سرور عالم نے ہرگز فرار نہیں کیا اور قاضی عیاض نے شفا میں ابن مرابط سے نقل کیا ہی کہ جو کوئی کہے کہ فرار کیا پیغمبر برحق نے تو اُسکو توبہ کرنا لازم ہی ورنہ قتل کیا جائیگا اور علامہ بساطی نے کہا کہ جو شخص گالی دے پیغمبر کو اُسکا حکم اور جو کہے کہ پیغمبر خدا بھاگ گئے اُسکا حکم ایک ہی ہی یعنی توبہ بھی کرے تو مقبول نہیں علما نے اختلاف کیا ہی کہ گالی دینے والے کی توبہ مقبول ہی یا نہیں اور حکم قتل بطور ارتداد ہی یا بجہت تعزیر فقط اور تاریخ الخمیس مطبوعہ مصر میں ہی کہ جناب رسول خدا نے ابو دجانہ کو ایک تلوار اور ایک عصابہ عنایت فرمایا تھا تلوار کی ایک جانب لکھا تھا

سلہ تکملۃ الایمان ص۸۵ سطر ۱۰ و سلہ مدارج النبوۃ ج ۲ ص۱۲۱ مطبوعہ نولکشور سلہ تاریخ الخمیس ص۲۲۲ مورد تحقیق ص۳۳ سلہ ۱۴۲

فالجبن عار وفی الاقبال مکرمة + والمرء بالجبن لا ینجو من القدر اور ترجمہ اس پر یہ شعر تھا الجبانة فی الحرب عار + ومن فرلم ینج من النار اور اسی مضمون کو صاحب معارج نے بھی لکھا ہو کہ اثنائے جنگ میں پیغمبر برحق نے فرمایا کون ہو کہ یہ شمشیر مجھ سے لے اور اسکا حق ادا کرے اصحاب آنحضرتؐ سے خواہش کی مگر یہ شرف ابو دجانہ کو ملا اور ابو دجانہ اس تلوار کو لیے ہوے میدان میں گیا اور قتال کیا یہ حال تھا کہ جس طرف وہ متوجہ ہوتا تھا کوئی اسکے سامنے نہ ٹھہرتا تھا حاصل یہ ہو کہ پیغمبر خداؐ نے خلفاے ثلاثہ کو لعلکم منی اور انھم منی وانا منھم اور جبرئیل نے انا منکم نہیں فرمایا اور حق تعالیٰ نے اُن سب کو نفس رسول نہیں قرار دیا کہ فرار جز مستلزم فرار کل ہو جائے یا اُن سب کے فرار سے فرار پیغمبرؐ اور جبرئیل لازم آئے اور محکوم بکفر وارتداد ہو جائے اور پیغمبرؐ نے من سب اصحابی فقد سبنی بھی نہیں فرمایا کہ فرار و سب حکم واحد میں قرار پائے اور قائل فرار اصحاب ثلاثہ قائل فرار پیغمبرؐ میں محسوب ہو کر واجب القتل سمجھا جائے ہان یہ فرار ایک ایسی صفت تو ضرور ہو کہ جو اس فرار کی نسبت پیغمبر کو دی وہ بلا شک کافر مرتد واجب القتل ہوا اور یہ بھی مذکور ہو چکا ہو کہ جب رسول خداؐ نے علیؑ سے فرمایا کہ تم اپنے یارون کے ساتھ کیون نہ فراری ہوے تو اُنھون نے جوابدیا اکفر بعد الایمان ان لی بک اسوة یہ صفت فرار شجاعان ذیوقار کے لیے البتہ ننگ و عار ہو خلفاے ثلاثہ کو اس سے کیا سروکار ہو وہ تو رضی اللہ عنہم افضلیت کثرت ثواب سے ممتاز ہین اور فضلیہم علی ترتیب الخلافة سے شرفیاب ایک صفت فرار سے متصف ہونا قطعیت خلافت اور اکثریت ثواب کے معارض نہیں ہو اگرچہ اکثریت ثواب بھی ظنی ہو قطعی نہیں ہو بلکہ تقلیدی ہو کہ مولانا ے ممدوح کو تقلید کرنا پڑی ہو رقم فرماتے ہین کہ مشایخ سلف را چنان یافتیم کہ میگویند افضل ابوبکر ست ثم عمر ثم عثمان ثم علی مرتضیٰؑ وحسن ظن ما بر ایشان اقتضای آن کند کہ اعتقاد کنیم کہ اگر ایشان برآن دلیلی نمی دانستند حکم بدان نمی کردند واتفاق بران نمی نمودند وما درین مسئلہ افضلیت اتباع ایشان می کنیم و براہ تقلید ایشان میرویم وحقیقت امر را بعلم الٰہی تفویض مینمائیم اور قبل اس عبارت کے ایک جملہ یہ بھی رقم فرماتے ہین کہ امامت مفضول با وجود فاضل نزد اہل سنت وجماعت جائز است وعدم جواز آن قطعی نیست اور اسی تکملہ پر مولوی حبیب اللہ صاحب نے صفحہ ۸۲ بہ نشان ۱۲ حاشیہ رقم فرمایا ہو کہ وجوب نصب امام متفق علیہ است الا وجوبش برحق تعالیٰ است یا بر خلق درین اختلاف کردند صحیح آنکہ بخلق واجب ست بدلیل نقلی یعنی بحدیث سرور عالم کہ فرمودند کسی کہ بمیرد وامام زمانش معلوم نہ گرداند بتحقیق آنکس مرد مانند موت ایام جاہلیت وبدلیل عقلی اینکہ جمع صحابۂ کبار از مہاجرین وانصار بعد وفات سرور عالم نصب امام از اہم مہمات قرار دادند حتی کہ بر دفن آنحضرت ہم آنرا مقدم گردانیدند الخ پس آن دلائل قطعیہ سے قطعیت خلافت کا ثبوت ہو اگرچہ مولانا ی موصوف نے اپنا حسن ظن اس مسئلہ مین باتباع مشائخ سلف ظاہر فرمایا اور اُنکی تقلید کو واجب جانا لیکن انی تارک فیکم الثقلین اور من کنت مولاه فعلی مولاه سے روگردانی فرمائی اور جب بالاتفاق ثابت ہو کہ امامت مفضول کی باوجود فاضل کے جائز ہو تو ہزار بار کم

فرا بھی ایک ذرہ اُنکو نقصان نہین پہونچا سکتا اور اُسپر دلیل مولوی حبیب اللہ صاحب کی کس قدر قطعی ہی کہ جو شخص مرے اور اپنے امام زمان کو نہ پہچانتا ہو تو اُسکی موت مثل موت ایام جاہلیت کے ہی پس واجب ہی کہ جس مفضول سے مفضول کو پائے فورًا امام بنائے اور اُسکو امام زمان کا خطاب دیدے اور بیعت کرلے اگرچہ ناگہان کیون نہ ہو حق تعالے اُس کے شر سے بچا ہی لیگا اور دلیل عقلی کا تو کیا کہنا عقلا کا دم بند کر دیا کہ جمیع صحابۂ کبار و مہاجرین و انصار نے نصب امام کو ایسا اہم قرار دیا کہ دفن پیغمبر پر مقدم گردانا مگر خلیفۂ ثانی نے اُس اجماع اور اُس بیعت کو شر محض اور ناگہانی قرار دیا چنانچہ صحیح بخاری مین موجود ہی کہ خود حضرت عمر فرماتے تھے الا وان بیعۃ ابی بکر قد کانت فلتۃ ولکن اللہ وقی شرھا یعنی آگاہ ہون اہل اسلام بہ تحقیق بیعت ابی بکر کی تھی ناگہانی و دفعۃً لیکن خدا نے اُسکے شر سے بچا لیا پس جیسے دلیل عقلی تو سراسر شر محض نکلی اب دلیل نقلی جو شرح عقائد نسفی مین بھی متفق علیہ بین الفریقین موجود ہی قال رسول اللہ من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ یعنی جو شخص مرے اور نہ پہچانتا ہو اپنے امام زمان کو تو موت اُسکی موت مثل جاہلیت کے ہی یعنی کافر کی موت مرا پس اب انصاف کا مقام ہی کہ جو رسول معرفت امام زمان کو اسقدر ضروری دین فرمادے وہی رسول بعد اپنے امام کو معین اور مقرر نہ کر جائے اور اپنی امت کو ورطۂ اضطرار مین ڈالدے کہ ہر ایک اُس مین سے کہے منا امیر ومنکم امیر اور پیغمبر کو بے دفن و کفن تنہا چھوڑ دین کیا پیغمبر کو اپنے بیگور و کفن پڑے رہنے کا خیال بھی نہ آیا کیا پیغمبر خدا مثل حضرت ابو بکر کے بھی نہ تھے کہ استخلاف فرماتے یا مثل حضرت عمر کے عشرۂ مبشرہ پر منحصر فرماتے کہ دفن و کفن مین تاخیر تو نہ ہوتی امت تہ دل سے دفن تو کرتی اس حدیث مین چند امور قابل گذارش ہین امر اول من مات اعم ہی کہ شامل ہی اصحاب اور کل مسلمین کو اور لم یعرف کے معنی لم یجعل کے نہین ہین کہ معرفت کے معنی اور استعمال لفظ کو ہم سکے ہم بیان کر آئے ہین کہ معرفت حصول صورت الشئی فی العقل کو کہتے ہین یا اشیاے بسیط کے جاننے کو یا اشیاے معلوم شدہ فراموش ہوجائین اور بار دوم اُسکو جانے اس بار دوم کے پہچاننے کو معرفت کہتے ہین پھر فرمایا امام زمانہ یعنی اپنے زمانہ کے امام کو پس ہر زمانہ مین وجود امام ضروری ہوا کہ جسکی عدم معرفت کفر ہی پس بہ مجرد وفات فرمانے پیغمبر کے وجود امام ضروری ہوا کہ جسکی معرفت تمام مسلمین اور اصحاب آنحضرت پر فرض ہی اور اجماع ہوا تو نصب امام پر نہ معرفت امام پر کہ جو واجب تھی اور بالاتفاق ثابت و صریح ہی کہ پیغمبر کی تدفین و تکفین و تجہیز کل مسلمانون پر اور خصوصًا اصحاب پر آنحضرت کے واجب تھی پس قبل از تحقق اجماع صحابہ کے پاس کونسی دلیل تھی وجوب تعیین امام کی نہ کوئی نص کلام مجید مین پائی جاتی ہی نہ کوئی حدیث ہی کہ پیغمبرؐ نے امت کو تعیین امام کا حکم دیا پھر اصحاب کے پاس کونسی سند تھی کہ اتفاق کیا تعیین امام پر اور اتفاق بھی تو ثابت نہین کہ علیؑ اور عباس اور ابی ذر اور مقداد و عمار و بریدہ اسلمی و خالد ابن سعید بن عاص و ابو الہیثم ابن التیہان و سہل و عثمان ابنا حنیف و خزیمہ ابن ثابت ذو الشہادتین و ابی ابن کعب و ابو ایوب انصاری اور کل بنی ہاشم وغیرہ شریک

له صحیح بخاری مطبوعہ مصر جزء ۴ صفحہ ۱۱۹ سطر ۹

اجماع بالاتفاق نہ تھے پس تعین امام کو اہم مہمات سے قرار دینا اور دفن آنحضرتؐ سے مقدم کرنا تاکہ دفن
وکفن آنحضرت کا بالاتفاق واجب تھا کس دلیل سے واجب ہوا اور نصب امام کا وجوب اجماع پر کسنے
واجب کیا امر دوم فرمایا پیغمبر برحق نے کہ الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یصیر بعد ھا ملکا عضوضا
یعنی خلافت میرے بعد تیس برس ہی بعد اسکے ہونگے بادشاہی گزندہ اس حدیث مین بھی ذکر خلافت مقیدہ
ہی اور حدیث اول مین ذکر امامت لیکن امام اور خلیفہ کا نہ بالاجمال ذکر نہ بالتفصیل کہ جسکی معرفت واجب اور فرمانا
آنحضرتؐ کا امام زمانہ عام ہی شامل ہی ہر زمانہ کو اور ثلثون سنۃ مقید ہی تیس برس تک کو پس کیا بعد تیس برس
کے حدیث من مات الخ منسوخ متصور ہو گی یا بعد ثلثین سنہ کے موت تمام امت محمدیہ کی موت جاہلیت
قرار پائیگی اور اگر بفرض محال اس تیس برس کو خلافت کاملہ کہین اور بعد اسکے تا زمانہ خلفاے عباسیہ خلافت
کو ناقصہ اور خلافت مجازی قرار دین تو پھر بعد خلفاے عباسیہ تو تمام امت کی موت موت جاہلیت ہو گی
اور بعد خلفاے عباسیہ کے تا زمانہ حال جو اجماع امت خلیفہ بنانے پر نہین ہوا تو یہ گویا اجماع ہوا عدم
نصب امام پر اور اجماع ضلالت تو ہو سکتا ہی نہین مگر موت جاہلیت سے نجات دشوار ہی جب تک
خلیفہ نہ ہونے کو خلیفہ قرار نہ دین اور اگر دین تو البتہ جہالت کی موت سے نجات مل سکتی ہی اور یہ بھی ثابت
ہی کہ خلفاے عباسیہ مین سے بعضے جابر اور خارج از دائرۂ عدل و احسان بھی ہوے ہین اور انکو امام
زمان کا خطاب دیا گیا ہی پس کیا وہ خلفاء مصداق قولہ تعالی نہین ہین وجعلنا منہم ائمۃ یدعون الی النار
اور اطاعت و اقتدا کرنا انکا ضلالت نہ ہو گا اور معرفت انکی موت جاہلیت سے نجات دے سکتی ہی حاصل
یہ ہی کہ یہ وہ مقام دشوار ہی کہ صاحب عقائد نسفی نے فالامر مشکل فرماکر چھوڑ دیا ہی مگر محشی شارح نے
بہ نشان نمبر ۲ - اسے فالامر مشکل پر حاشیہ لکھا ہی وھو ھذا لانہ لو وجب الامام بعد الخلفاء العباسیۃ
ایضا لزم اطباق الامۃ فی اکثر الاعصار علی ترک الواجب لانتفاء الامام المتصف بما یجب من الصفات
واللازم منتف لان ترک الواجب معصیۃ وضلالۃ والامۃ لا یجتمع علی الضلالۃ والجواب انہ
انما یلزم الضلالۃ لو ترکوہ عن قدرۃ واختیار لا عن عجز واضطرار شرح مقاصد جواب الجواب
اقول ان ارتفاع القدرۃ والاختیار واستیلاء العجز والانکسار مع کثرۃ امۃ رسول المختار و
وجود السلاطین ذوی الاقتدار وتسلط الامراء والملوک صاحب الاختیار محال وعذر بارد
وتعلیل علیل ودلیل غیر جمیل امر سوم حضرت ابوبکر کا استخلاف فرمانا چنانچہ اصحاب سیر و تواریخ و حدیث
بالاتفاق لکھتے ہین کہ جب صدیق اکبر کی علالت زیادہ ہوئی اور تاب و طاقت کم ہوئی تو ایک عہدنامہ لکھا
اور صحابہ مین سے ایک کو دیا کہ مسجد مین لیجاؤ مہاجر و انصار وضیع و شریف کو طلب کرو اور یہ عہدنامہ سناؤ
غرض وہ شخص عہدنامہ لیے ہوے مسجد مین آیا وہان سب کو مجتمع پایا کہا کہ ای یاران رسول خلیفۂ رسول نے
کچھ لکھا ہی اور اسکی متابعت کا حکم فرمایا ہی خواجہ احمد محمد ابن علی المعروف باعثم کوفی کے ترجمۂ مطبوعۂ بمبئی مین